بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا

لو، پڑھو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود اپنا حساب لینے کو کافی ہو

میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟

پاسبان حق

تالیف

استاذ المناظرین

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

نُزُلُ الْاَبْرَارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ

هَدِيَّةُ الْمَهْدِيِّ مِنَ الْفِقْهِ الْمُحَمَّدِيِّ

كَنْزُ الْحَقَائِقِ مِنْ فِقْهِ خَيْرِ الْخَلَائِقِ

عَرْفُ الْجَادِيِّ مِنْ جِنَانِ هَدْيِ الْهَادِيِّ

بُدُوْرُ الْاَهِلَّةِ مِنْ رَبْطِ الْمَسَائِلِ بِالْاَدِلَّةِ

فتاوی نذیریه

فتاوی ثنائیه

فتاوی ستاریه



ناشر

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لو- پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود اپنا حساب لینے کو کافی ہو۔

میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟

تالیف: استاذ المناظرین حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ضابطہ

نام کتاب: ________ میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟

تالیف: ________ حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب

اہتمام: ________ ادارہ تحفظ سنت بہاولپور

ناشر: ________ اتحاد اہل السنّت والجماعت

ملنے کے پتے

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا 0300-7739206

مکتبہ اہل السنّت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

مکتبہ اسلامیہ نزد جامعۃ العلوم الاسلامیہ بالنوری ٹاؤن کراچی

ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان 0614514929

مکتبہ حقانیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

کشمیری بکڈ پوتلہ گنگ چکوال

بسم اللہ توکلت علی اللہ

فہرست

والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

ضمنی کیے گئے (۱۳۰) سوالات مندرجہ ذیل صفحات پر ملاحظہ کیجئے

﴿۲۷﴾ ﴿۳۰﴾ ﴿۵۲﴾ ﴿۸۳﴾ ﴿۸۸﴾ ﴿۹۹﴾ ﴿۱۲۰﴾ ﴿۱۲۱﴾ ﴿۱۲۲﴾ ﴿۱۲۲﴾

﴿۱۲۳﴾ ﴿۱۲۳﴾ ﴿۱۴۱﴾ ﴿۱۴۱﴾ ﴿۱۴۵﴾ ﴿۱۴۵﴾ ﴿۱۴۷﴾ ﴿۱۵۰﴾ ﴿۱۵۱﴾

﴿۱۵۲﴾ ﴿۱۵۲﴾ ﴿۱۵۳﴾ ﴿۱۶۳﴾ ﴿۱۶۵﴾ ﴿۱۶۵﴾ ﴿۱۶۶﴾ ﴿۱۶۷﴾ ﴿۱۶۷﴾

﴿۱۶۸﴾ ﴿۱۶۸﴾ ﴿۱۷۱﴾ ﴿۱۷۲﴾ ﴿۱۷۳﴾ ﴿۱۷۵﴾ ﴿۱۷۶﴾ ﴿۱۷۷﴾ ﴿۱۸۰﴾

﴿۱۸۲﴾ ﴿۱۸۲﴾ ﴿۱۸۷﴾ ﴿۱۹۰﴾ ﴿۱۹۰﴾ ﴿۱۹۱﴾ ﴿۱۹۳﴾ ﴿۱۹۶﴾ ﴿۱۹۷﴾

﴿۱۹۷﴾ ﴿۱۹۹﴾ ﴿۲۰۰﴾ ﴿۲۰۰﴾ ﴿۲۰۱﴾ ﴿۲۰۱﴾ ﴿۲۰۳﴾ ﴿۲۰۳﴾ ﴿۲۰۴﴾

﴿۲۰۴﴾ ﴿۲۰۴﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۶﴾ ﴿۲۰۷﴾ ﴿۲۰۸﴾ ﴿۲۰۹﴾ ﴿۲۰۹﴾

﴿۲۰۹﴾ ﴿۲۱۰﴾ ﴿۲۱۰﴾ ﴿۲۱۱﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۲﴾ ﴿۲۱۳﴾ ﴿۲۱۳﴾

﴿۲۱۳﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۴﴾ ﴿۲۱۵﴾ ﴿۲۱۵﴾ ﴿۲۱۶﴾ ﴿۲۱۸﴾ ﴿۲۱۹﴾

﴿۲۱۹﴾ ﴿۲۲۰﴾ ﴿۲۲۱﴾ ﴿۲۲۱﴾ ﴿۲۲۲﴾ ﴿۲۲۳﴾ ﴿۲۲۴﴾ ﴿۲۲۵﴾ ﴿۲۲۵﴾

﴿۲۲۶﴾ ﴿۲۲۶﴾ ﴿۲۲۸﴾ ﴿۲۲۸﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۲۹﴾ ﴿۲۳۰﴾ ﴿۲۳۰﴾

﴿۲۳۰﴾ ﴿۲۳۱﴾ ﴿۲۳۲﴾ ﴿۲۳۲﴾ ﴿۲۳۳﴾ ﴿۲۳۳﴾ ﴿۲۳۴﴾ ﴿۲۳۴﴾

﴿۲۳۴﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۵﴾ ﴿۲۳۶﴾ ﴿۲۳۶﴾ ﴿۲۳۷﴾ ﴿۲۳۸﴾

﴿۲۳۸﴾ ﴿۲۳۹﴾ ﴿۲۴۰﴾ ﴿۲۴۱﴾ ﴿۲۴۱﴾ ﴿۲۴۲﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾

﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۳﴾ ﴿۲۴۴﴾ ﴿۲۴۴﴾ ﴿۲۵۹﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تالیف

فقہ اسلامی کتاب وسنت کے عملی احکام کی شرعی تعبیر وتشریح کا نام ہے۔ پس جو آدمی غیر مجتہد ہو یعنی براہ راست کتاب وسنت سے اسلامی احکامات کو حل کرنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اس کے لئے کتاب وسنت پر عمل کرنے کا واحد ذریعہ فقہ اسلامی ہے۔ اور صدہا سال تک اسلامی حکومتوں میں اسلامی نظام اپنی پوری جامعیت کے ساتھ فقہ اسلامی کی شکل میں نافذ رہا ہے۔ عوامی سطح پر بھی ہر مسلمان پورے اعتماد و یقین کے ساتھ فقہ اسلامی پر عمل کر کے کتاب وسنت اور سنن نبویہ کی اسلامی وایمانی شاہراہ پر ہمیشہ گامزن رہا ہے تا آنکہ گورنمنٹ برطانیہ کے منحوس دور میں گورنمنٹ کے زر خرید غلاموں، پروردہ شخصیتوں اور وظیفہ خوروں کے ذریعہ ایک ایسے طبقے کا وجود نامسعود ظہور پذیر ہوا جس نے فقہاء اسلام اور فقہ اسلامی بالخصوص فقہ حنفی سے متنفر کرنے کو اپنا مشن اور مقصد زندگی بنالیا۔

اس مقصد کے حصول اور مشن کی تکمیل کے لئے انہوں نے ایک تو فقہاء ومجتہدین پر بدگمانی اور بدزبانی کا لگاتار سلسلہ شروع کیا اور فقہاء کے فروعی اختلافات کو بھیانک شکل میں خوب اچھالا اور اپنی کم علمی وبدفہمی کیوجہ سے فقہاء کرام کے اجتہادی اختلاف کو جو باعث اجر تھا اعتقادی اختلاف کا درجہ دیکر مذاہب اربعہ کو 72 ناری فرقوں میں شامل کر دیا۔

دوسرے جن لوگوں میں اجتہاد کی اہلیت نہیں تھی ان جاہل وناا ہل لوگوں کو خودسر

بنا کران کو اجتہاد کرنے کے غرور میں مبتلا کر کے قرآن وحدیث میں تحریف اور امت میں تفریق کا دروازہ کھولا اور قرآن وحدیث کے تقدس وعظمت کو پامال کیا۔

تیسرے اپنی کم فہمی یا کج فہمی کیوجہ سے فقہ کا کتاب وسنت سے ٹکراؤ ظاہر کر کے اس کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خالص قرآن وحدیث کا عامل وحامل باور کرانے کی بھرپور کوشش کی۔

چوتھے جس طرح قادیانیوں نے قرآن کریم سے احمد، مسجد اقصیٰ اور ربوہ کے الفاظ چرا کران کو اپنے اوپر فٹ کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا اسی طرح کتب حدیث واسماء الرجال میں علم الحدیث کے ماہرین کے لئے اہل حدیث، اصحاب الحدیث اور محدثین کے الفاظ استعمال ہوئے تھے جو علم حدیث میں ان کی علمی مہارت کو ظاہر کرتے تھے ورنہ وہ سب کے سب فقہ میں کسی نہ کسی مجتہد کے مقلد تھے لیکن غیر مقلدین یعنی منکرین فقہ نے اپنی محسن گورنمنٹ برطانیہ سے سرکاری طور پر اپنے لئے اہل حدیث کا لقب الاٹ کرا کے حدیث اور محدثین کے بارے میں فضائل کی جو احادیث تھیں قادیانیوں کی طرح وہ سب کی سب اپنے اوپر چسپاں کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے لگے حتیٰ کہ وہ جہلاء غیر مقلدین جو کلمہ اور بسم اللہ بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے تھے وہ بھی خوش کہ ہم بھی اہل حدیث ہیں لہٰذا ان محدثین کی طرح ہمیں بھی یہ فضیلتیں، یہ عظمتیں اور بشارتیں ضرور حاصل ہوں گی۔ اللہ کے فضل وکرم سے جماعت حقہ اہل السنّت والجماعت کے اس وقت کے زعماء علماء کرام نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے ممکنہ حد تک بھرپور جدوجہد کی اور غیر مقلدین کے پیدا کردہ شکوک وشبہات اور مغالطّوں کو تقریر وتحریر کے ذریعے دور کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ غیر مقلدین نے فقہ حنفی کے جن مسائل کا کتاب وسنت سے ٹکراؤ دکھایا تھا حنفی علماء کرام نے ان کو کتاب و سنت سے ثابت کر دکھایا۔ چنانچہ فتح المبین، ایضاح الادلہ، نصرۃ المقلدین، تنبیہ الوہابیین،

مجموعہ رسائل مفتی مہدی حسن صاحب، ہدایہ، فتاویٰ عالمگیری، درمختار پر اعتراضات کے جوابات، امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے جوابات، السیف الصارم، اعلاء السنن اور جدید کتب میں محقق العصر رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب علیہ الرحمہ کے مجموعہ رسائل، تجلیات صفدر، محدث العصر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی تالیفات، مجموعہ مقالات مولانا السید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوبکر غازی پوری مدظلہ کی تالیفات، نیز حدیث و اہل حدیث اور شرعی فیصلے نہایت عمدہ اور قابل قدر کتابیں ہیں۔ غیر مقلدین کی گمراہی پر فتاویٰ عجم کے علاوہ اس گمراہی کے سد باب کے لئے حرمین شریفین سے مختلف تدابیر عمل میں لائی گئیں

غیر مقلدیت کے بانی عبدالحق بنارسی کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا گیا۔

(شرعی فیصلے ص39)

میاں نذیر حسین کو مکہ مکرمہ میں گرفتار کیا گیا اور غیر مقلدیت سے توبہ کرنے پر رہائی ہوئی۔ (شرعی فیصلے 435)

حرمین شریفین سے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے مفتیان کی طرف سے پانچ فتوے جاری ہوئے جو پورے عربی متن و ترجمے کے ساتھ ''شرعی فیصلے'' میں مذکور ہیں جن میں لکھا ہے کہ جو شخص مذاہب اربعہ سے الگ مذہب اختیار کرے وہ گمراہ ہے۔ اہل السنّت والجماعت سے خارج اور اس پر تعزیر واجب ہے۔

(شرعی فیصلے ص69، 134، 138)

شرعی فیصلے کے صفحہ 146 پر لکھا ہے کہ یہ لوگ اہل نار کے کتے ہیں۔ اور صفحہ 206 پر ''الظفر المبین'' کے فقہ دشمن مؤلف کے بارے میں لکھا ہے کہ فقہ دشمنی کے فتنہ کے انسداد کے لئے اس کو سخت سزا دینا ضروری ہے اگرچہ وہ سزا قتل کی ہو اور فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل نے اپنے مکتوب میں ایسے لوگوں کو اعداء اسلام لکھا ہے۔ (شرعی فیصلے

ص218) علماء احناف کی طرف سے غیر مقلدین کونہایت مدلل ومسکت جواب دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود جب وہ انہیں اعتراضات کا بار بار راگ الاپتے رہے تو انکے ضد وعناد اور تعصب وتمرد کو دیکھ کر ان کے عجیب وغریب مسائل کی جھلک بھی ان کو دکھائی گئی کہ شائد ان پر ان کے قرآن وحدیث والے دعوے کی حقیقت کھل جائے اور ان کی فقہ دشمنی ختم نہ ہوتو کمی ہی آ جائے ۔لیکن ان لوگوں نے عجیب منطق اختیار کر رکھی ہے کہ وہ اپنے نا گفتہ بہ مسائل کو دیکھ کر فوراً جواب دیتے ہیں کہ ہم ان کونہیں مانتے ہیں، ان پر لعنت بھیجتے ہیں، ہم اہل حدیث ہیں، ہم صرف قرآن وحدیث کی بات مانتے ہیں ۔ ہمارے سامنے قرآن وحدیث پیش کرو۔ ہمارے بعض حنفی دوستوں نے کئی بار غیر مقلدین کے اپنے شرمناک مسائل سے خلاصی پانے کے اس طریقہ کا ذکر کیا۔اس لئے مؤلف نے ''میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا ؟'' میں بصورت مکالمہ غیر مقلدین کے مخصوص امتیازی مسائل کی پہلی قسط اُن کی کتبِ معتبرہ سے پورے ثبوت کے ساتھ اس انداز میں پیش کی ہے کہ اگر وہ انکار کریں گے تو اقرار سے بھی زیادہ ان کے لئے انکار باعث پریشانی ثابت ہوگا۔ (انشاء اللہ)

مجھے امید ہے کہ جب منصف مزاج غیر مقلدین اپنے مذہبی مسائل سے آگاہ ہوں گے تو وہ بھی اپنے قرآن وحدیث والے دعوے اور'' اہل حدیث کے دو اصول: فرمان خدا فرمان رسول'' والے نعرے کو بے حقیقت بلکہ خلاف حقیقت پا کر سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

؎ اک حقیقت ہے جو ہونا چاہتی ہے آشکار مدعا میرا کسی کی آبروریزی نہیں

(از مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”سنی نوجوان اور غیر مقلدین کے درمیان دلچسپ مکالمہ“

غیر مقلدین۔۔السلام علیکم۔

سنّی۔۔وعلیکم السلام:تشریف لائیے۔

غ۔۔واہ واہ ماشاءاللہ آپ نے تو بھائی کتابوں کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اجازت ہو تو ہم بھی ایک نظر آپ کی لائبریری ملاحظہ کرلیں۔

س۔۔جی ہاں اجازت ہے آپ حضرات کتابیں ملاحظہ کیجئے میں اتنے میں چائے تیار کر لوں۔

غ۔۔بھائی بجائے چائے کے ہماری چاہت یہ ہے کہ آپ خود ہی ہمیں اس علمی باغیچہ کی سیر کرادیں تاکہ جلد فارغ ہوکر کچھ تبادلہ خیال بھی ہو جائے۔

س۔۔بہت اچھا موجود کتب کا اس رجسٹر میں اندراج ہے۔آپ اسے ملاحظہ فرمائیں میں اتنے میں کتابیں سیٹ کرلوں۔

غ۔۔کتابوں کی لسٹ دیکھ کر ایک غیر مقلد کہنے لگا بھائی مبارک ہو مبارک ، زیادہ کتابیں مسلک حقہ اہل حدیث اکابرین کی ہیں۔ایسا لگتا ہے کہ بھائی نے ہماری دعوت قبول کرلی ہے یا عنقریب قبول کرلیں گے۔

س۔۔آؤ بھائی تشریف لے آؤ میں نے سب الماریاں کھول دی ہیں۔

غ۔۔واہ سبحان اللہ کتابیں دیکھ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔یہ تو اکثر کتابیں ہمارے بڑے بڑے اہل حدیث علماء حضرات کی ہیں۔شیخ الکل فی الکل حضرت

میاں نذیر حسین، السید نواب صدیق حسن خان، نواب نورالحسن خان، نواب وحیدالزمان، شیخ الاسلام مولانا ثناءاللہ امرتسری وغیرہ حضرات کی اکثر کتابیں موجود ہیں۔

س۔۔آؤ بھائی چائے نوش فرمالیں۔

غ۔۔ہم تو بھائی تبادلہ خیال کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

س۔۔اجی چائے کے بغیر تبادلہ خیال کا کیا مزہ، آؤ چائے بھی پیتے ہیں اور تبادلہ خیال بھی کرتے ہیں۔

غ۔۔اچھا بھائی ہم نے چند روز پہلے آپ سے درخواست کی تھی کہ اہل حدیث صرف قرآن وحدیث پر چلتے ہیں جبکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مختلف اماموں کی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔ صرف اہل حدیث مذہب حق ہے باقی سب باطل ہیں لہٰذا آپ اندھی تقلید چھوڑ کر تحقیق کا راستہ اختیار کریں اور اہل حدیث مذہب میں آجائیں۔

س۔۔جناب ناراضگی معاف صاف اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے آپ کی نصیحت کے مطابق تحقیق کا راستہ اختیار کیا تو حنفیت میں اور بھی زیادہ پکا ہوگیا۔

غ۔۔غیر مقلدین (حیران ہوکر) پوچھنے لگے بھائی وہ کیسے؟

س۔۔جناب یہ تو ایک مسلمہ بات ہے کسی جماعت یا مذہب کو اختیار کرنے سے پہلے اس کو جانچا پرکھا جاتا ہے اس کی حقیقت معلوم کی جاتی ہے۔حقیقت واضح ہو جانے کے بعد قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ کسی جماعت یا مذہب کی تحقیق کرنے اور اس کی حقیقت معلوم کرنے کا ذریعہ اس جماعت کا لٹریچر ہوتا ہے۔چنانچہ میں نے بھی اہل حدیث مذہب کی حقیقت وحقانیت معلوم کرنے کے لئے پہلے مرحلہ میں اہل حدیث حضرات کے علماء اور محدثین حضرات کی کتب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کیا، دوسرے مرحلہ میں ان کتب کے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا، تیسرے مرحلہ

میں ان کتب کا آزادانہ تحقیقی مطالعہ کیا۔نتیجہ میں حنفیت میں مزید پختہ ہوگیا۔

غ۔۔آپ کو اہل حدیث کے لٹریچر کا کہاں سے پتہ چلا؟

س۔۔جناب غیر مقلد عالم ابو یحیٰ امام خاں نوشہروی کی کتاب ''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' مع ضمیمہ مولانا محمد حنیف یزدانی ''تقسیم ہند کے بعد اہل حدیث کی علمی خدمات'' میری نظر سے گزری میں نے یہ کتاب منگوالی ۔جس میں بڑے بڑے اہل حدیث علماء کی تفسیری، حدیثی، فقہی، تاریخی، طبی تمام کتب کا علمی خدمات اور علمی کارناموں کے طور پر اندراج تھا اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہوسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کتاب کی مدد سے اہل حدیث مذہب کا بڑا وسیع لٹریچر جمع کیا اور پھر رات دن ایک کر کے آزادانہ تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کیا نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ ''میں پہلے توں وی زیادہ لوہے دی لٹھ ورگا پکا حنفی آں''

غ۔۔غیر مقلدین (بے حد پریشان ہوکر) کہنے لگے کہ بھائی قصہ کیا ہے آپ نے مطالعہ تو کیا اہل حدیث علماء کی کتابوں کا اور بن گئے پکے حنفی۔

اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

س۔۔جناب چونکہ آپ حضرات نے مجھے اہل حدیث مذہب کا بنیادی اصول یہ بتایا تھا کہ وہ صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں امتیوں کے اقوال وآراء کو نہیں مانتے چنانچہ میں نے ان کتابوں کے مطالعہ کے دوران اسی اصول ونکتہ کو پیش نظر رکھا لیکن مطالعہ میں سینکڑوں مسائل ایسے سامنے آئے جن سے چند مسائل لیکر مختلف بڑے بڑے اہل حدیث علماء کی خدمت میں حاضر ہوا، طریقہ یہ تھا کہ ''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' کے علاوہ دیگر کتابیں بھی ہمراہ ہوتیں۔میں پہلے اہل حدیث کی علمی خدمات کا صفحہ نکال کر دکھاتا اور عرض کرتا کہ جناب اس صفحہ پر اہل حدیث حضرات کی فلاں کتاب کا اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامے کے طور پر اندراج ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ حضرات کی معتبر کتاب ہے۔پھر وہ کتاب نکالتا

اور اس سے مسئلہ پیش کر کے عرض کرتا کہ جناب مجھے اہل حدیث مذہب کی خوبی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ ہر مسئلہ صرف قرآن وحدیث سے بتاتے ہیں۔ان کا نعرہ ہے اہل حدیث کے دو اصول ،فرمان خدا اور فرمان رسول۔آپ برائے مہربانی اس مسئلہ کی خالص قرآن یا حدیث سے دلیل تحریر فرمادیں۔اپنی یا کسی امتی کی رائے وقول تحریر نہ کریں۔لیکن ہر جگہ گالی گلوچ سے تواضع کی گئی۔آخر میرے دل نے گواہی دی کہ اہل حدیث مذہب کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ ”ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور“۔

غ۔۔یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اہل حدیث علماء قرآن وحدیث سے مسئلہ نہ بتا سکیں۔

س۔۔بھائی میں ضدی آدمی نہیں ہوں۔میں اب بھی یہ کتابیں لیکر اہل حدیث علماء کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں آپ لے چلیں اور ان مسائل کا کتاب وسنّت سے صریح ثبوت دلوادیں جسمیں امتی کی رائے شامل نہ ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اہل حدیث مذہب اختیار کر لوں گا۔

غ۔۔اگر آپ یہ وعدہ کرتے ہیں اور اس وعدہ میں سچے ہیں تو بسم اللہ،آپ وہ مسائل پیش کریں انشاءاللہ ہم ہی آپ کو مطمئن کردیں گے۔

س۔۔بھائی آپ کے بڑے بڑے علماء اور شیخ الحدیث مطمئن نہیں کر سکے آپ کیسے مطمئن کریں گے۔

غ۔۔یہ تو اپنی اپنی تحقیق اور سمجھ کی بات ہے۔

لطیفہ:

س۔۔بھائی مسائل تو میں بعد میں عرض کروں گا پہلے ایک لطیفہ سن لو۔ایک کوّے نے اپنے بچے کو نصیحت کی بیٹا!جب تم کسی آنے والے شخص کو دیکھو کہ وہ نیچے جھکا ہے تو فوراً اڑ جاؤ شاید کہ وہ پتھر اٹھا کر مارے۔بچے نے کہا اباجی!ایسے نہیں جب کسی کو آتا دیکھو تو فوراً

اڑ جاؤ ممکن ہے کہ وہ پہلے سے ہی پتھر لیکر آ رہا ہو۔ آپ لوگ بھی اپنے اکابر علماء سے زیادہ ہوشیار اور زیادہ صاحب تحقیق معلوم ہوتے ہیں۔ خیر میں اب غیر مقلدین حضرات کے وہ مسائل پورے ثبوت کے ساتھ عرض کیے دیتا ہوں۔ آپ ہر مسئلہ پر اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرتے جائیں۔

نُزُلُ الۡاَبۡرَارمِنۡ فِقۡهِ النَّبِیِّ الۡمُخۡتَارُ

(نیک لوگوں کا ناشتہ نبی پاک ﷺ کی فقہ سے)

دیکھئے یہ کتاب ''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' غیر مقلد عالم مولانا ابو یحیٰ امام خان نوشہروی کی تالیف ہے۔جس کو مکتبہ نذیریہ اقبال ٹاؤن لاہور نے شائع کیا ہے۔ یہ مکتبہ غیر مقلدین کے سربراہ شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔اس کتاب کے صفحہ 59 پر غیر مقلد عالم نواب وقار جنگ، علامہ وحید الزماں کی کتاب نزل الابرار کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامے اور فخریہ پیش کش کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔آپ اس کتاب کے مسائل سن کر یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ یہ کتاب اہل حدیثوں کی نہیں ہے ورنہ اس کو اہل حدیث کی علمی خدمت کے طور پر پیش کرنے اور اس پر فخر کرنے کا کیا مطلب؟

اب مسائل پیش خدمت ہیں۔ پہلے آپ ان کو حوصلے کے ساتھ سنیں پھر ان پر خالص قرآن وحدیث سے ثبوت پیش فرمائیں۔

1۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن مرد عورت ننگے ہو کر شرم گاہیں ملائیں تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص 19 ج 1)(۱)

2۔ اگر انگلی پائخانہ کی جگہ داخل کی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے (ص 20 ج 1)(۲)

---

(۱)......لا ینقض بالمباشرة الفاحشة وینقض بمس الذکر والفرج۔

(۲)......لو ادخل اصبعه فی دبره فینتقض الوضوء۔

3۔ شرم گاہ میں لکڑی داخل کی اگر خشک نکل آئی تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص20ج1)(۱)

4۔اگر لوہے یا کسی اور چیز کا (ذکر بنا کر) داخل کیا وہ خشک نکل آیا تو وضو نہیں ٹوٹتا (ص20ج1)(۲)

5۔ اگر لکڑی کا ذکر اندر ہی غائب ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا (ص20ج1) (۳)

6۔کسی نے اپنا آلہ تناسل اپنی دبر میں داخل کر لیا تو بغیر انزال کے غسل فرض نہیں (ص24 ج1)(۴)

7۔ اگر کوئی عورت لکڑی کا ذکر بنا کر استعمال کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا (ص24ج1)(۵)

8۔اگر کوئی عورت باوضو ہو کر لکڑی یا لوہے کا ذکر اتنی احتیاط سے استعمال کرے کہ ذکر تو سارا اندر جاتا رہے مگر ہاتھ کی ہتھیلی اندام نہانی کو نہ لگے تو وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر ہاتھ ذرا سا بھی لگ گیا تو وضو ٹوٹ جائیگا (ص24ج1) (۶)

9۔اگر عورت نے نابالغ لڑکے کا آلہ تناسل داخل کرایا تو کسی پر غسل فرض نہیں (ص24ج1)(۷)

10۔اگر مرد اپنی دبر میں لوہے، لکڑی، مردے یا جانور کا آلہ تناسل داخل کرے تو غسل فرض نہیں ہوتا (ص24ج1) (۸)

---

(۱)(۲)......ولو ادخل خشبة او حديدا او نحوه ثم اخرجها فان رطبة انتقض والا لا ۔

(۳)......اما لو غيبها فينتقض مطلقا ۔

(۴)......ولو ادخل ذكره فى دبر نفسه لايلزم الغسل الا بالانزال ۔

(۵)(۶)(۷)(۸)......ولا عند ادخال اصبع ونحوه كآلة الاحتقان او ذكر غير آدمى او كر خنثى او ميت او صبى لا يشتهى وما يصنع من نحو خشب او فلوس للمساحقة فى الدبر والقبل على القول المختار فينتقض به الوضوء ان مس الذكر او الدبر او الفرج بلا حائل والالا ۔

11۔ پانی خواہ کتنا تھوڑا ہو جب تک نجاست گرنے سے یا جانور مرنے سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے وہ پاک رہتا ہے اس سے وضو جائز ہے (ص 29 ج 1)(۱)

12۔ صحیح یہ ہے کہ خنزیر، کتے وغیرہ ہر جاندار کی کھال دباغت سے یعنی رطوبات خشک کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے (ص 29 ج 1)(۲)

13۔ خنزیر کے بال، ہڈیاں، پٹھے، کھر اور سینگ پاک ہیں (ص 30 ج 1)(۳)

14۔ کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین (اہل حدیث) کے نزدیک پاک ہے سو اسکا بیچنا اور اجرت پر دینا جائز ہے (ص 30 ج 1)(۴)

15۔ کتے کی کھال کا مصلیٰ اور ڈول بنانا جائز ہے (ص 30 ج 1)(۵)

16۔ کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہے (ص 30 ج 1)(۶)

17۔ کتے نے کپڑے یا بدن کو کاٹا اگرچہ لعاب لگ گیا ہو تو بھی کپڑا اور جسم پاک ہے (ص 30 ج 1)(۷)

---

(۱)......وکذلك بماء لم يتغير احد اوصافه بوقوع النجاسة فيه وان كان قليلا او راكدا او بموت الحيوان الدموى او غير الدموى فيه۔

(۲)......ايما اهاب دبغ فقد طهر ومثله المثانة والكرش واستثنى بعض اصحابنا جلد الخنزير والآدمى والصحيح عدم الاستثناء ۔

(۳)......وشعر الميتة والخنزير طاهر وكذا عظمها وعصبها وحافرها وقرنها ۔

(۴)(۵)(۶)(۷)......وكذا الكلب وريقه عند المحققين من اصحابنا ......فيباع ويوجر ۔ويتخذ جلده مصلى ودلوا ......وان اصاب فمه الماء وكذا الثوب لا ينجس بانتفاضه ولا بعضه ولا العضو ولو اصابه ريقه ولاتفسد صلاة حامله ۔

18۔ خمر کی تلچھٹ آٹے میں ڈال کر روٹی پکائی تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے ۔کیونکہ خمر کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں (ص 30 ج 1) (۱)

19۔شراب پینے پر حد نہیں ہے۔(نزل الابرار ص299 ج2، کنز الحقائق ص103، عرف الجادی ص213، بدور الاہلہ ص426، الروضۃ الندیہ ص284 ج2)(۲)

20۔ اگر کنواں (ٹنکی، حوض) چھوٹا ہو اور پانی بھی تھوڑا ہو اس میں نجاست گرنے یا جانور کے پھولنے، پھٹنے اور بال و پر اکھڑنے سے رنگ یا بو، مزہ بدل جائے تو ناپاک ہے ورنہ پاک ہے (ص31 ج1)(۳)

21۔ تمام حرام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے مگر کتے اور خنزیر کے جھوٹے کے بارے میں دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا جھوٹا (پانی، دودھ وغیرہ) پاک ہے (ص31 ج1)(۴) : ہدیۃ المہدی ص37 ج4)

22۔ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خمر (شراب) پاک ہے (ص31 ج1)(۵) جبکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک ناپاک ہے (ص299 ج2)(۶)

---

(۱)......وکذا الخبز الذی تلقی فی عجینه وردی الخمر طاهر وحلال اکله اذ لادلیل علی نجاسة الخمر۔

(۲)......فی حد شرب الخمر ...... جلد علی ما یراه الامام اما اربعین جلدة او اقل او اکثر الی ثمانین ولو بالنعال والایدی واطراف الثیاب ۔

(۳)......لا یفسد ماء البیر ولو کان صغیرا والماء فیه قلیل بوقوع نجاسة او موت حیوان دموی او غیر دموی لو انتفخ او تفسخ فیه او تمعط بشرط ان لا یتغیر احد اوصافه والا یفسد ۔

(۴)......وکذا جمیع الاسار غیر سور الکلب والخنزیر ففیه قولان والاصح الطهارة ۔

(۵)(۶)......ان الصحیح طهارة الخمر ۔ لیس بنجس عندنا خلافا للائمة الاربعة ۔

23۔ عورت کے پچھلے حصے کو حلال سمجھنے والا نہ کافر ہے نہ فاسق اور جو عالم ایسے شخص کو کافر کہتا ہے وہ کم علم اور کم فہم ہے (ص46ج1)(۱)

24۔ خون حیض کے علاوہ باقی تمام خون، منی، رطوبتِ فرج، خمر، حلال وحرام جانوروں کا پیشاب، یہ سب چیزیں پاک ہیں (ص49،144ج1)(۲)

25۔ اہل حدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب پاک ہے (ص49 ج1)(۳)

26۔ اسی طرح اہل حدیث کے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ کتے کا پیشاب و پائخانہ پاک ہے کیونکہ حق بات یہ ہے کہ اس کے نجس ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے (ص50ج1)(۴)

27۔ گندم، چنے یا چاول وغیرہ میں انسان کا اتنا پیشاب ڈالا کہ گندم اور چنے پھول گئے پھر ان کو پانی میں ڈال کر نکال کے خشک کر لو تو پاک ہو گئے۔ (یعنی انکو کھانا جائز ہے) (ص50ج1)(۵)

---

(۱)......اما مستحل وطی النساء فی الدبر فلیس بکافر ولا فاسق ......ومن قال انه یکفر فهو قلیل العلم والدرایة ۔

(۲)......والمنی طاهر وکذلك الدم غیر دم الحیض وکذلك رطوبة الفرج وکذلك الخمر وبول ما یؤکل لحمه وما لا یؤکل لحمه من الحیوانات ۔لان الدم غیر دم الحیض لیس بنجس عندنا ۔

(۳)......اختلفوا فی لعاب الکلب والخنزیر وسورهما والارجح طهارته ۔

(۴)......وکذلك فی بول الکلب وخرائه والحق انه لادلیل علی النجاسة ۔

(۵)......ولو انتفخت الحنطة من بول الانسان او الحمص او نحوه تنقع فی الماء وتجفف فتطهر ۔

28۔ اگر امام بے وضو یا حالت جنابت میں نماز پڑھادے یا نماز کی کوئی شرط یا رکن اس سے رہ جائے تو امام دوبارہ نماز پڑھ لے لیکن مقتدیوں کی نماز ہوگئی انکو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی مقتدیوں کو بتانا لازم ہے (ص 101، 102 ج 1)(۱)

29۔ نماز پڑھانے کے بعد امام نے کہا کہ میں کافر ہوں اور بحالت کفر میں نے نماز پڑھائی ہے تو بھی مقتدیوں کی نماز جائز ہے۔ وہ دوبارہ نہ پڑھیں (ص 102 ج 1)(۲)

30۔ اگر عورت بڑے آدمی کو دودھ پلائے تو جائز ہے اگر چہ وہ ڈاڑھی والا ہو، تا کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنا جائز ہو جائے (ص 77 ج 2،(۳) عرف الجادی ص 130، کنز الحقائق ص 67، لغات الحدیث ص 85 ج 2، مادہ ''رضع'' فتاوی ستاریہ ص 53 ج 3 جواب نمبر 380، فتاویٰ ستاریہ میں ہے تا کہ دونوں پر کوئی بدگمانی نہ کرے (تعلقات ہموار کرنے اور پھر بدگمانی سے بچنے کا بہترین عمل ہے۔ ناقل) (بدور الاہلہ ص 216) نیز بدور الاہلہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس پر اعتراض کرنا حقیقت میں رسول اللہ ﷺ پر اور شریعت مطہرہ پر اعتراض ہے۔

31۔ اگر اونٹ کی مینگنی، گوبر یا لید سے جَو نکلیں تو ان کو دھو کر کھایا جائے گا (ص 54 ج 1)(۴)

---

(۱)......واذا ظهر حدث امامه او مفسد آخر فی رای المقتدی اعاد الامام صلاته ولا یعید المقتدی ولایلزم علی الامام اخبار القوم اذا امهم وهو محدث او جنب او فاقد شرط او رکن۔

(۲)......ولو اخبر بعد اتمام الصلاۃ انه کافر فلا یعیدون۔

(۳)......ویجوز ارضاع الکبیر ولو کان ذا لحیة لتجویز النظر۔

(۴)......ولو خرج شعیر فی بعر او روث او خثی یوکل بعد غسله۔

32۔ سڑا گوشت، سڑی چربی، سڑا گھی، سڑا دودھ اور سڑا ہوا و بدبودار کھانا ان سب چیزوں کا کھانا حرام نہیں (ص 54ج 1)(۱)

33۔ جب سخت بارش ہو یا سخت سردی ہو یا تیز آندھی ہو خواہ دن ہو یا رات مؤذن حَیَّ عَلیٰ الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلیٰ الْفَلَاحِ کی جگہ کہے گا اَلصَّلٰوۃُ فِیْ الرِّحَالِ کہ نماز گھروں میں پڑھ لو (ص 61، 62ج 1)(۲)

34۔ قاضی شوکانی اور نواب صدیق حسن خان کے نزدیک نجاستوں سے پاک ہونا اور ستر عورت، نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں (ص 111، ج 1)(۳)

لہذا اگر کپڑا موجود ہونے کے باوجود برہنہ ہو کر نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہے لیکن گناہ گار ہو گا (ص 65ج 1)(۴)

35۔ مردہ زیارت کرنے والے کا سلام و کلام سنتا ہے، سلام کا جواب بھی دیتا ہے لیکن زندہ اس کو سن نہیں سکتا۔ اور ہمارے سب اہل حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ بے شک مردے سنتے ہیں اور وہ زندوں کی زیارت کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ نفع حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ معتزلہ اور بعض فقہاء احناف نے اس کا انکار کیا ہے لیکن ان کی اس

---

(۱)......ولا يحرم اكل لحم انتن ولا اكل شحم كذلك ولاشرب سمن ولبن ولا اكل طعام كذلك ـ

(۲)......واذا كان مطر او برد شديد او ريح عاصف فى الليل او النهار يقول المؤذن بعد الاذان الا صلوا فى الرحال او الصلاة فى الرحال او يقول ذلك بدلا عن الحيعلتين

(۳)(۴)......وعند الشوكانى والسيد من اصحابنا تصح صلاته لان الطهارة نت الانجاس وستر العورة ليست بشرط عندهما ـورجح الشوكانى والسيد من اصحابنا عدم اشتراطه فلو صلى عريانا ومعه ثوب صحت صلاته وياثم عندهما ـ

بات کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح مردہ زیارت کرنے والے کو پہچانتا بھی ہے بالخصوص جمعہ کے دن طلوع شمس سے پہلے اور وہ اپنے پاس ہونے والی برائی سے تکلیف محسوس کرتا ہے اور نیکی سے نفع حاصل کرتا ہے (ص180، ج1)(۱)

36۔ اگر امام نے بے وضو یا جنبی ہونے کی حالت میں نماز جنازہ پڑھا دی تو خود امام کی نماز جنازہ جائز نہیں۔ لیکن مقتدیوں کی جائز اور صحیح ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک کسی کی بھی صحیح نہیں ہے۔ جب ہمارے نزدیک نماز جنازہ صحیح ہے تو اس صورت میں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں جبکہ احناف کے نزدیک دوبارہ نماز جنازہ ضروری ہے (ص182 ج1، الروضۃ الندیہ 24 ج1)(۲)

37۔ خطبہ جمعہ میں سے خلفاء راشدین کے ذکر کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے (ص153 ج1)(۳)

38۔ اللہ تعالیٰ مرد ہے لیکن لوگوں جیسا نہیں (ص3 ج1)(۴)

---

(۱)......المیت یسمع سلام زائرہ و کلامہ ویرد السلام غیر ان الحی لا یسمعہ واصحابنا اھل الحدیث کلھم متفقون علی ان للموتی سماعا وانھم یفرحون بزیارۃ الاحیاء وینتفعون بھا وانکرتہ المعتظلۃ وبعض فقھاء الاحناف فلا اعتداد بقولھم وکذلک المیت یعرف زائرہ سیما یوم الجمعۃ قبل طلوع الشمس ویتاذی بالمنکر عندہ وینتفع بالخیر ۔

(۲)......ولو صلی الامام محدثا او جنبا لم تجز صلاتہ وصحت صلاۃ المقتدین خلفہ خلافا للاحناف وفی عکسہ صحت صلاۃ الامام ولاتجب الاعادۃ فی الصورتین عندنا خلافا للاحناف فی الصورۃ الاولی ۔

(۳)......وذکر الخلفاء فیھا لم ینقل من السلف الصالحین فترکہ اولی۔

(۴)......وَ مَرْءٌ لَا کَالنَّاسِ۔

39۔ اگر کوئی آدمی قبور کے پاس جا کر مردوں کو پکارے تو ممکن ہے کہ وہ سن لیں کیونکہ ہمارے اہل حدیث دوستوں کے نزدیک مردوں کے لیے سماع ثابت ہے اس کی شیخان (ابن تیمیہ اور ابن قیم) نے صراحت کی ہے (ص4 ج1)(۱)

40۔ قبر کے پاس پکارنا بدعت ہے۔ اور اس کو شرک گمان کرنا غلط ہے (ص4 ج1)(۲)

41۔ انبیاءؑ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ پکڑنا جائز ہے اور اس میں زندے اور مردے برابر ہیں (ص5 ج1)(۳)

42۔ اور اجماع قطعی حجت ہے اور اس کا منکر کافر ہے البتہ اجماع ظنی اور قیاس حجت نہیں (ص6 ج1)(۴)

43۔ اولیاء کی کرامات برحق ہیں (ص6 ج1)(۵)

44۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام حق ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے افضل کون ہے (ص7 ج1)(۶)

---

(۱)......وَلَوْ نَادَى الْاَمْوَاتِ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ يُمْكِنُ اَنْ يَسْمَعُوْا لِاَنَّ الْاَمْوَاتِ لَهُمْ سِمَاعٌ عِنْدَ اَصْحَابِنَا اَهْلِ الْحَدِيْثِ صَرَّحَ بِهِ الشَّيْخَانِ۔

(۲)......الدعاء عند القبر بدعة ومن ظن انه شرك فقد اخطا ۔

(۳)......التوسل الى الله تعالى بانبيائه والصالحين من عباده جائز ويستوى فيه الاحياء والاموات ۔

(۴)......والالهام ليس بحجة شرعية وكذلك الاجماع الظنى والقياس والاجماع القطعى حجة ومنكره كافر ۔

(۵)......وَكَرَامَاتُ الْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ ۔

(۶)......والامام الحق بعد رسول الله ﷺ ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على ثم الحسن بن على ولاندرى ايهم افضل عند الله ۔

45۔ اہل حدیث شیعان علیؓ ہیں اور وہ اہل بیت النبیؐ اور ازواج نبیؐ کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق وہ کتاب اللہ اور عترت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں (ص 7 ج 1)(۱)

46۔ اموات زندوں کی کوشش کے ساتھ نفع اٹھاتے ہیں۔ اور نماز، روزہ، صدقہ، تلاوت قرآن، ذکر میں سے ہر عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے (ص 7 ج 1، ص 178 ج 1) (۲)

47۔ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر نہیں جیسے جان بوجھ کر غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھنا بھی کفر نہیں (ص 9 ج 1)(۳)

48۔ اگر بے وضو آدمی نے سر یا موزے یا پٹی کو برتن میں داخل کر دیا تو مسح ہو گیا (ص 13 ج 1) (۴)

49۔ اگر پلید ہاتھ پانی میں داخل کیا پس اگر ہاتھ داخل کرنے کی وجہ سے پانی متغیر ہو گیا تو پانی پلید ہو جائے گا اور ہاتھ بھی پلید رہا اور اگر پانی متغیر نہیں ہوا تو پانی بھی پاک

---

(۱)......وَاَهْلُ الْحَدِيْثِ شِيْعَةُ عَلِيٍّ ؓ يُحِبُّوْنَ اَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَزْوَاجَهٗ وَهُمُ الْقَائِمُوْنَ عَلٰى وَصِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ مُتَمَسِّكُوْنَ بِالْكِتَابِ وَالْعِتْرَةِ۔

(۲)......وَالْاَمْوَاتُ تَنْتَفِعُ بِسَعْيِ الْاَحْيَاءِ وَ ثَوَابُ كُلِّ عِبَادَةٍ يَصِلُ اِلَيْهِمْ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصَّدْقَةِ وَالصَّوْمِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ۔ اما نفس قراء ة القرآن وایصال ثوابها او ایصال ثواب العبادات البدنية او المالية الى الاموات بلا تعيين اليوم والوقت فما لا باس به۔

(۳)......ان تعمد الصلاة بلاطهر غير مكفر كصلاته لغير القبلة۔

(۴)......ولو ادخل راسه الاناء او خفيه او جبيرته وهو محدث اجزاه۔

اور ہاتھ بھی پاک (ص15 ج1)(۱)

50۔ اور ہمارے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لگاتار وضو کرنا فرض ہے (ص 17 ج1)(۲)

سوال۔ کیا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدین کے امام ہیں یا نہیں؟

51۔ صحیح بات یہ ہے کہ قے کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص19 ج1) (۳)

52۔ صحیح یہ ہے کہ خمر پاک ہے (ص19 ج1)(۴)

53۔ پانی خواہ مستعمل ہو یا غیر مستعمل اگر نجاست کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو نجس ہے اور پاک چیز کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو طاہر غیر مطہر ہے اور اگر متغیر نہ ہو تو طاہر مطہر ہے اگرچہ مستعمل ہو (ص29 ج1)(۵)

54۔ اگر کتا پانی میں گر گیا اور پانی کا رنگ متغیر نہیں ہوا تو پانی پاک ہے اگرچہ پانی تک کتے کا منہ پہنچ گیا ہو (ص30 ج1)(۶)

---

(۱)......امَّا لَوْ كَانَ نَجَسًا فَإنْ تَغَيَّرَ الْمَاءُ بِإدْخَالِهٖ يَصِيرُ الْمَاءُ نَجَسًا وَ تَبْقٰى نَجَاسَةُ الْيَدِ عَلٰى حَالِهَا وَإلَّا فَيَطْهُرُ۔

(۲)......وَقَالَ اِمَامُنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ اَنَّهَا فَرِيْضَةٌ۔

(۳)......واختلف فی نجاسة القی والصحیح انه لادلیل علی نجاسته ۔

(۴)......واصحیح ان الخمر لیس بنجس ۔

(۵)......ولا فرق عندنا بین مستعمل وغیر مستعمل ولا بین ساکن ومتحرك فالمتغیر بالنجاسة نجس وبالطاهر کالصابون والاشنان والزعفران طاهر غیر مطهر وغیر المتغیر طاهر مطهر ولو کان مستعملا۔

(۶)......ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمه الماء ۔

55۔ ہمارے نزدیک ماء مستعمل طاہر و مطہر ہے (ص36 ج1)(۱)

56۔ اگر ایک آدمی بیمار ہو گیا یا پانی نہ پایا اور تیمّم کر کے نماز شروع کر دی۔ نماز کے دوران تندرست ہو گیا یا پانی مل گیا تو اس کا تیمّم باطل نہ ہو گا (یعنی تیمّم کے ساتھ نماز صحیح ہو گی) (ص38 ج1)(۲)

57۔ موزہ تھوڑا پھٹا ہوا ہو تو اس پر مسح جائز ہے زیادہ پھٹا ہوا ہو تو جائز نہیں۔ احناف کے نزدیک اگر پھٹن پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار سے کم ہو تو قلیل ہے ورنہ کثیر ہے اور ہمارے (اہل حدیث کے) نزدیک انگلی کے ناخن کے برابر پھٹن ہو تو قلیل ہے اس سے زیادہ ہو تو کثیر ہے وَ ذَالِكَ اَيْضًا مِمَّا نَرَاهُ بِرَأْيِنَا (اور ہم اپنی رائے سے یہی سمجھتے ہیں) (ص42 ج1)(۳)

58۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا کافر ہے (ص55 ج1)(۴)

59۔ اور مؤذن ساری اذان میں اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھائے رکھے (ص63 ج1)(۵)

---

(۱)......لان الماء المستعمل طاهر مطهر عندنا ۔

(۲)......اما لو شرع فی الصلاة وقدر علی الماء وهو يصلی او عوفی من مرض او نجا من البرد وهو يصلی فيتم صلاته ولا يعيد ۔

(۳)......فان كان الخرق يسيرا جاز له المسح والا لا وقدره الاحناف باقل من ثلث اصابع القدم الاصاغر وما كان بقدرها فهو الخرق الكبير يمنع المسح اما عندنا فالخرق اليسير قدر الظفر من اصبع اليد وما زاد فهو كبير وذلك ايضا مما نراه برايناـ

(۴)......ويكفر جاحدها وكذا تاركها عمدا ۔

(۵)......وَيَرْفَعُ الْمُؤَذِّنُ وَجْهَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فِی الْاَذَانِ كُلِّهٖ۔

60۔ نماز کا وہ حصہ جوفوت ہوگیا وہ پہلے ادا کرلیا پھر امام کے ساتھ اقتداء کی تو نماز صحیح ہے مگر حدیث کی مخالفت کرنے کی وجہ سے مکروہ ہے(ص102ج1)(۱)

61۔ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ اقتداء کی امام کے سلام پھیرنے کے بعد یہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ اس نے ایک اور آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا اس کے ساتھ اپنی چھوڑی ہوئی رکعتوں میں اقتداء کرلی تو صحیح ہے پھر اگر اس دوسرے امام سے پہلے اس کی نماز پوری ہوگئی تو وہ امام سے پہلے سلام پھیر دے(ص102ج1)(۲)

62۔ اگر نمازی نماز کے دوران اشارے کے ساتھ پانی طلب کرے یا نماز کے دوران اس طور پر سودا خرید کرے کہ چپ کر کے ثمن دیدے اور وہ چیز لے لے تو نماز فاسد نہیں ہوتی(ص107ج1)(۳)

63۔ اگر نماز کے دوران تھوکدان ایک ہاتھ کے ساتھ اٹھائے اور اس میں تھوکے تو نماز فاسد نہیں ہوتی(ص107ج1)(۴)

64۔ اگر نماز کے دوران ایک ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز صحیح ہے(ص108 ج1)(۵)

---

(۱)......وان ادی الصلاۃ التی فاتت مع الامام اولا ثم اقتدیبالامام صحت وکرھت لمخالفۃ الحدیث ۔

(۲)......ولو وجد المسبوق ثعد سلام الامام رجلا یصلی واقتدی بہ صح القدوۃ وسلم اذا کمات صلاتہ قبل صلاۃ الامام الثانی ۔

(۳)......ولو طلب الماء بالاشارۃ او شراہ بالمعاطاۃ لا تفسد صلاتہ ۔

(۴)......او حمل المبزقۃ بید واحد والبزق فیہ ۔

(۵)......کذلک لو صافح بید واحد ۔

65۔ اگر نماز کے دوران بھول کر کھا لیا یا جاہل ہونے کی بناء پر کھا لیا تو نماز صحیح ہے (ص110 ج1)(۱)

66۔ اگر نمازی نے نماز میں ایسی جگہ رفع یدین کیا جہاں حدیث میں وارد نہیں ہوا تو نماز درست ہے (ص110 ج1)(۲)

67۔ اگر خاوند بیوی دونوں نماز پڑھ رہے ہیں بیوی نے خاوند کے بوسے لئے تو بیوی کی نماز فاسد ہے مگر خاوند کی نماز درست ہے (ص111 ج1)(۳)

68۔ اگر نماز کے دوران زمین سے پتھر اٹھا کر کسی آدمی کو یا پرندے کو مارا تو نماز درست ہے بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہو (ص112 ج1)(۴)

سوال۔ مسئلہ بھی حدیث میں دکھائیں اور عمل کثیر کا معیار بھی؟

69۔ اگر نماز کے دوران انگریزی کرنسی اٹھائی ہوئی ہے جس پر ان کے بادشاہ کی تصویر ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے (ص115 ج1)(۵)

70۔ اگر کوئی آدمی نمازی کے آگے گزرنے لگا نمازی نے اس کو روکا وہ نہیں رکا تو

---

(۱)......لا تبطل صلاته وكذلك لو اكل او شرب وهو ناس او جاهل ۔

(۲)......ولو رفع يديه في غير ما ورد الرفع فيه لا تفسد صلاته ۔

(۳)......ولو قبلت المراة زوجها وهو في الصلاة لا تفسد صلاته وتفسد صلاتها لو هي في الصلاة ۔

(۴)......ولو رمى انسانا او طائرا بحجر كان عنده او حمله من الارض ثم رمى به لا تفسد صلاته الا اذا ارتكب العمل الكثير ۔

(۵)......فالذي يحمل الدراهم الانگليزية او القرنساوية وعليها تمثال ملكهم تجوز صلاته بلا كراهة ۔

نمازی اس کے ساتھ بے شک قتال کرے اور اگر اس کو قتل کر دیا تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے (ص113ج1)(۱)

71۔ ایک آدمی تنہا فرض نماز پڑھ رہا ہے پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو وہ اپنی نماز پر قائم رہتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جائے اگر امام سے پہلے اس کی نماز پوری ہو جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو وہ امام سے پہلے سلام پھیر دے اور اگر چاہے تو تشہد کی حالت میں بیٹھ کر انتظار کرتا رہے جب امام اپنی نماز پوری کر لے تو امام کے ساتھ سلام پھیرے (ص132ج1)(۲)

72۔ جن لوگوں میں نیکی ظاہر ہو ان کے ساتھ توسل جائز ہے اور اگر نبی ﷺ یا فوت شدہ صلحاء مثلاً ہمارے امام حسن بن علیؓ یا ہمارے مرشد اور ہمارے شیخ عبد القادر جیلانیؒ یا ہمارے امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانیؒ یا ہمارے امام ابن تیمیہ حرانیؒ یا ہمارے امام ابن حزم اندلسیؒ یا ہمارے امیر فی الحدیث محمد بن اسماعیل بخاریؒ کے ساتھ توسل پکڑا تو کوئی حرج نہیں (ص161ج1)(۳)

---

(۱)......وللمصلی ان یدرا المار بتسبیح او اشارة اوید فان ابی فلیقاتله فانه شیطان فان قتله فلا شئ علیه۔

(۲)......من کان فی اثناء صلاة مکتوبة ثم اقیمت دخل مع القوم علی ما کان علیه فاذا انقضت صلاته فهو بالخیار اما ان یسلم او یبقی جالسا فی تشهده ینتظر لیسلم مع الامام

(۳)......والتوسل بمن ظهر صلاحه ولو توسل بالنبی ﷺ او بمن مات من الصلحاء کامامنا الحسن بن علی او مرشدنا وشیخنا عبد القادر الجیلانی وامامنا احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی او امامنا ابن تیمیة الحرانی او امامنا ابن حزم الاندلسی ۔او امیرنا فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری فلا باس۔

73۔ نماز جنازہ میں فقط پہلی تکبیر میں رفع یدین کیا جائے بعد میں نہ کیا جائے (ص 174 ج ۱)(۱)

74۔ دفن کے بعد میت کو تلقین کرنا مستحب ہے بعض علماء کے نزدیک (ص 176 ج 1)(۲)

75۔ بھینس کا وہی حکم ہے جو گائے کا ہے (ص 191 ج ۱)(۳)

76۔ اگر روزے دار مرد نے اپنی انگلی اپنی دبر میں داخل کی یا روزے دار عورت نے اپنی انگلی اپنی شرم گاہ میں داخل کر دی تو روزہ فاسد نہیں ہوا اور اگر عورت نے روئی اپنی فرج میں داخل کی پھر اس کو نکالا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر روئی اندر غائب ہوگئی تو روزہ فاسد ہو گیا (ص 229 ج 1)(۴)

77۔ خاوند نے اپنی بیوی کی شرمگاہ کے علاوہ دوسری جگہ میں جماع کیا اگر انزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہے ورنہ فاسد نہیں ہے (ص 229 ج 1)(۵)

78۔ جس روزہ دار نے جانور یا مردہ یا بچے یا بچی کے ساتھ جماع کیا تو اس پر فقط قضاء ہے، کفارہ نہیں (ص 231 ج 1)(٦)

---

(۱)......ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرۃ الاولی ۔

(۲)......واستحب بعض العلماء التلقین بعد الدفن ۔

(۳)......"وَالْجَامُوْسُ لَهٗ حُکْمُ الْبَقَرَةِ" ۔

(۴)......لو ادخل اصبعه فی دبره او ادخلت اصبعها فی فرجها لا یفسد الصوم وکذلك لو ادخلت قطنة ثم اخرجتها وان غابت فی فرجها فسد بالاتفاق ۔

(۵)......لو جامع امراته فیما دون الفرج ولم ینزل لم یفسد والا فسد ۔

(٦)......وکذلك لا کفارۃ علی من جامع بهیمة او میتة او صبیا او صغیرۃ بل تجب القضاء فقط ۔

79۔ اگر معتکف نے اعتکاف سے نکلنے کی صرف نیّت کی اگر چہ نکلا نہیں تب بھی اعتکاف باطل ہوجاتا ہے (ص238ج1)(۱)

80۔ صحابی کا اجتہاد حجت نہیں ہے (ص239ج1)(۲)

81۔ اولیاء کی قبور کی خدمت کرنا اور ان کا مجاور بننا حصول برکت کے لئے اس میں کوئی حرج نہیں (ص241ج1)(۳)

82۔ اگر محرم وقوف عرفہ یا طواف افاضہ سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کرلے تو اس کا حج فاسد نہیں ہوتا اور اس پر دَم بھی نہیں جبکہ مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کے نزدیک حج فاسد ہوجاتا ہے (ص253ج1)(۴)

83۔ نکاح میں گانا اور مزامیر مستحب ہیں۔ نکاح، عید اور ختنہ وغیرہ، خوشی کے رسموں میں گانے بجانے کو حرام قرار دینا غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ مروّجہ مزامیر کا قیاس کیا جائے گا دف پر اور ظاہر یہ ہے کہ دف بجانا واجب ہے (ص3ج2، ص73ج2، ص94ج3)(۵)

---

(۱)......ویبطل بنیة الخروج ولو لم یخرج ۔

(۲)...... ''وَاِجْتِهَادُالصَّحَابِيِّ لَيْسَ بِحُجَّةٍ''

(۳)......'' اَمَّا سَدَنَةُ قُبُوْرِ الْاَوْلِيَاءِ وَمُجَاوَرَتُهَا لِتَحْصِيْلِ الْبَرْكَةِ فَلَا بَأْسَ بِهَا''

(۴)......وقالت الاحناف وجمهور العلماء من اهل المذاهب الاربعة اذا وطی المحرم فی الحج قبل الوقوف فسد نسکه ووجب علیه المضی فی فاسده والذبح والقضاء علی لفور من حیث احرم وان وطی بعد الوقوف لایفسد ویجب بدنة ۔

(۵)......وندب اعلان النکاح ولو بضرب الدفوف واستعمال المزامیر ۃالتغنی ومن حرمه فی النکاح والاعیاد ومراسم الفرح کالختان وغیره فقد اخطا والصحیح هو ان تقاس المزامیر المرسومة فی کل بلد علی الدف الوارد فی الحدیث بل الظاهر یقتضی وجوب ضرب الدفوف فی النکاح ۔ ولا باس بالغناء والمزامیر فی زواج او ختان او نحوهما من مراسم الفرح ۔......قلت عندنا لاباس باللعب واللهو والغناء فی النکاح والختان ومراسم الفرح ۔

84۔ ایک قول یہ ہے کہ نکاح میں گواہ شرط نہیں کیوں کہ گواہ بنانے کی جتنی احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ امت نے ان احادیث کو قبول کیا ہے اور عہد نبوّت سے اب تک ان احادیث پر عمل ہے لہٰذا صحیح ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں (ص8ج2)(۱)

85۔ بیٹے نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے وہ اس کے باپ کی لئے اور باپ نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے (ص21ج2)(۲)

86۔ اگر اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا تو بیوی اس پر حرام نہ ہوگی اسی طرح اگر باپ نے اپنی بہو کے ساتھ جماع کیا تو وہ اس کے بیٹے پر حرام نہ ہوگی (ص28ج2)(۳)

87۔ بیٹے نے سوتیلی ماں کے ساتھ زنا کیا تو اس کے باپ پر حرام نہ ہوگی (ص80 ج2)(۴)

88۔ میں نے بہت سارے لوگ دیکھے ہیں جو غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیتے ہیں پھر حلالہ کرا کے دوبارہ نکاح کر کے عمر بھر حرام وطی کے مرتکب ہوتے ہیں اور گناہ گار رہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ اہل حدیث بن کر تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی بنا کر رجوع کر لیں یہ ان کے

---

(۱)......وقیل لایشترط الاشهاد لان الاحادیث التی تدل علی اشتراطه کلها ضعیفة ولنا ان الامة تلقتها بالقبول وعلیها العمل من عهد النبی ﷺ الی الان فالصحیح عدم جواز النکاح بغیر الاشهاد ۔

(۲)......لو زنا ابنه بامراة تحل لابیه وکذلك لو زنا ابوه بامراة فتحل لابنه ۔

(۳)......وکذلك لو جامع ام امراته لا تحرم علیه امراته وکذلك لو جامع زوجة ابنه لا تحرم علی ابنه ۔

(۴)......لو قبل الابن زوجة ابیه او وطیها لا تحرم علی ابیه ۔

لئے دنیا و آخرت میں بہتر ہے (ص 33 ج 2)(۱)

89۔ متعہ کی اباحت قطعی ہے کہ اس پر اجماع ہے (ص 34 ج 2)(۲)

90۔ اگر اپنی عورت کے ساتھ جماع کیا عضو معتاد اور طریقہ معتاد کے ساتھ اور وہ ہلاک ہو گئی تو اس پر دیت واجب نہیں اور اگر لوہے یا لکڑی یا پتھر کے غیر معتاد عضو کے ساتھ جماع کیا یا غیر معتاد طریقہ کے ساتھ جماع کیا پھر ہلاک ہوگئی تو دیت واجب ہوگی (ص 56 ج 2)(۳)

91۔ مرد کے لئے جائز ہے کہ عورت کے ہاتھ کے ساتھ منی خارج کرائے مگر اپنے ہاتھ کے ساتھ جائز نہیں کیونکہ اس میں عورت کا حق ضائع ہوتا ہے اور وہ مکروہ تحریمہ ہے (ص 66 ج 2)(۴)

92۔ جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس کی ماں اور اس کی بیٹی زانی کے لئے حلال ہے (ص 21 ج 2)(۵)

---

(۱)......فقد رایت كثيرا منهم يطلقون نسائهم ثلثا فی حالة الغضبثم يطلبون المحلل ويزوجونها بشط التحليل به ويجلبون الاثم على انفسهم مدة عمرهم بالوقوع فی الوطی الحرام اذن الاولى لهم ان يصيروا اهل الحديث ويجعلون الطلقات الثلث واحدة رجعية ويرتجعون فهذا خير لهم فی الدنيا والآخرة ۔

(۲)......فالاباحة قطعية لكونه قد وقع الاجماع عليه ۔

(۳)......ويجوز للزوج ان يطا امراته الصالحة للجماع بالعضو المعتاد بالطريق المعتاد فان هلكت به امراته من غير تعد منه فلاعزم عليه اما لو كان بالطريق الغير المعتاد فيغرم الدية وان جامعها بالعضو الغير المعتاد او بحجر او حديد او خشبة او نحوها وهلكت فيضمن الدية ۔

(۴)......وله الاستمناء بيدها لا الاستمناء بيده لان فيه اضاعة حق المراة وهو مكروه كراهة تحريم عندنا ۔

(۵)......فلو زنا بامراة تحل له امها وبنتها ۔

93۔ مرد اور عورت دونوں کے لئے جائز ہے کہ وہ جماع کے لئے یا جماع کی حالت میں خراٹے جیسی آوازیں نکالیں (ص 67 ج 2)(۱)

94۔ عورت کو طلاق رجعی دینے کے بعد اس کے ساتھ وطی فی الدبر کر کے طلاق سے رجوع کرے تو صحیح ہے (ص 133 ج 2)(۲)

95۔ اگر گائے، بھینس، بکری، بھیڑ وغیرہ مادہ جانور کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکالا تو وہ بھی حلال ہے (ص 77 ج 3)(۳)

96۔ قرآن وحدیث کے ظاہر کے مطابق تمام دریائی جانور حلال ہیں کیونکہ وہ مچھلی کی مختلف شکلیں ہیں حتیٰ کہ دریائی انسان بھی حلال ہے (ص 79 ج 3)(۴)

97۔ حشرات الارض کے حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص 82 ج 3)(۵)

98۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں بجو، جنگلی بلا، جنگلی چوہا، گوہ حلال ہے (ص 83 ج 3)(۶)

99۔ جس باغ کے اردگرد دیوار نہ ہو اور اس کا نگران بھی نہ ہو تو بغیر مالک کی اجازت کے اور بغیر حاجت کے درختوں کے نیچے کھڑے ہو کر ہاتھ کے ساتھ پھل توڑ کر کھانا جائز ہے جانوروں کے دودھ کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لوبیا، چنے اور جو بھی فصل کچی کھائی جاسکتی ہے وہ اسی حکم میں ہے اور جس باغ کے اردگرد دیوار ہو اس کا گرا ہوا پھل بھی مالک کی

---

(۱)......لایکره نخرها للجماع وحال الجماع ولانخره ۔

(۲)......وکذلك تصح بالفعل مع الکراهة ای بالوطی ولو فی الدبر ۔

(۳)......تحصل ذکاة الجنین بذکاة امه ۔

(۴)......وظاهر القرآن والحدیث اباحة میتات البحر کلها ......والکل سمك وان اختلفت الصور حتی الانسان البحری ۔

(۵)......قلت لا دلیل علی تحریم حشرات الارض ۔

(۶)......وقال (الشوکانی) فی النیل یباح ما عدا هذا کضبع ووبر ویربوع وضب ۔

اجازت کے بغیر کھانا جائز ہے (ص 84 ج 3)(۱)

100۔ مضطر کے لئے جائز ہے کہ وہ حرام پیٹ بھر کر کھائے اور حنبلی کہتے ہیں کہ صرف زندگی بچانے کی مقدار کھائے (ص 85 ج 3)(۲)

101۔ ولید بن مغیرہ، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ، سمرہ بن جندب (رضی اللّٰہ عنہم) یہ پانچوں فاسق ہیں (معاذاللّٰہ) (ص 94 ج 3)(۳)

102۔ (قربانی کے جانوروں کی عمر لکھتے ہیں) بھیڑ، بکری ثنی ہو یعنی سال پورا کر کے دوسرے سال میں شروع ہو بعض نے کہا دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو اور صحیح قول یہ ہے کہ دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو یہ شرط گائے اور بھینس کے لئے ہے اور اونٹ پانچ سال کا ہو (ص 95 ج 3)(۴)

---

(۱)......ومن مر بثمرة بستان لا حائط عليه ولاناظر فله ان ياكل منه مجانا ولو لغير حاجة ولو عن غصونه منغير ان يصعد على شجرة او يرميه بحجر ولا خحمل شيئا من الثمر ولاياكل من ثمر مجنى مجموع الا لضرورة وكذا الباقلة والحمص وكذا زرع قائم وشرب لبن ماشية على الاصح ۔......اما اذا كان محوطا فانه لايباح الاكل الا باذن مالكه بالاجماع قلت هذا فى الفاكهة التى على الاشجار اما ما سقط منها فله اكله عند اصحابنا اهل الحديث ۔

(۲)......ومن اضطر جاز له ان ياكل من المحرم ولو الى الشبع وقالت الحنابلة ما يسد رمقه

(۳)......يعلم ان من الصحابة من هو فاسق كالوليد ومثله يقال فى حق معاوية وعمرو ومغيرة وسمرة ۔

(۴)......ولا يجزئ دون الثنى من المعز اى ما كمل له سنة وشرعت فى الثانية وقيل ما كملت لها سمتان وطعنت فى الثالثة والصحيح ان هذا الاخير للبقر والجاموس اما من الابل فلا يجزئ ما دون خمس سنين۔

103۔ نافرمان اور سرکش لوگوں کے نام جیسے نام رکھنا مکروہ ہے جیسے یزید، ولیدؒ، عقبہ اور ان جیسے (ص99ج3)(۱)

104۔ آنے والے مہمان کی مہمان نوازی واجب ہے جو آدمی مہمانی پر قادر ہونے کے باوجود مہمانی نہ کرے تو مہمان کے لئے جائز ہے کہ اپنی مہمانی کے برابر اس کے مال میں سے لے لے (ص99ج3)(۲)

105۔ گردن میں تعویز باندھنے اور لٹکانے میں کوئی حرج نہیں (ص102ج3)(۳)

106۔ ملاقات کا مصافحہ مسنون ہے چاہے ایک ہاتھ کے ساتھ ہو اور چاہے دو ہاتھ کے ساتھ ہو (ص105ج3)(۴)

107۔ عالم، دیندار، زاہد، عادل بادشاہ، دیندار حاکم کے ہاتھ اور سر کو تبرک کے طور پر بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں اور کوئی آدمی عالم یا زاہد کے سامنے درخواست کرے کہ مجھے پاؤں چومنے کی اجازت دو تو اجازت دے دیں (ص106ج3)(۵)

108۔ حدیث، تفسیر، فقہ کے کاغذ میں کوئی چیز لپیٹنا جائز نہیں (ص108ج3)(۶)

---

(۱)......وتکره التسمية باسماء العصاة الطغاة کيزيد والوليد وعقبة وامثالهم ۔

(۲)......فصل في الضيافةيجب علی من وجد ما يقری به من نزل من الضيوف ان يفعل ذلك ......واذالم يفعل القادر علی الضيافة ما يجب عليه کان للضيف ان ياخذ من ماله بقدر قراء ۔

(۳)......فلا باس بشد التمائم او القائها علی الاعناق ۔

(۴)......کالمصافحة فانها مسنونة وفت اللقاء بيد واحدة او بکلتا يديه ۔

(۵)......ولا باس بتقبيل يد الرجل العالم اوالزاهد المتشرع او السلطان العادل او الحاکم المتدين علی سبيل التبرك وکذا تقبيل راسه......ولو طلب من عالم او زاهد ان يمکنه من قدمه ليقبله اجابه ۔

(۶)......ولا يجوز لف شئ في کاغذ حديث او تفسير او فقه ۔

109۔ زندوں اور مردوں کے ساتھ توسل میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث میں ہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّكَ وَبِمُوْسیٰ نَجِیِّكَ'' (ص 111 ج 3)(۱)

110۔ سفید بال اکھیڑنے میں اور داڑھی کے اطراف سے بال لینے میں کوئی حرج نہیں مگر ایک مشت سے کم نہ ہو (ص 114 ج 3)(۲)

111۔ قبروں کی لپائی کرنے اور ان پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں (ص 118 ج 3)(۳)

112۔ فضائل اعمال، ضعیف حدیثیں بیان کرنا جائز ہے (ص 120 ج 3)(۴)

113۔ بکری کے اعضاء میں سے کوئی عضو بھی مکروہ نہیں مثلاً فرج، خصیہ، پتے، غدہ، مثانہ، پیتہ، ذکر (ص 147 ج 3)(۵)

114۔ موذی جانور کا قتل کرنا، جائز ہے جیسے باؤلا کتا، نقصان کرنے والی بلی۔ اور قتل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو نہ مارا جائے اور نہ اس کو جلائے بلکہ ذبح کردے (ص 148 ج 3)(۶)

115۔ بیوی اور لونڈی کے ہر عضو میں وطی کرنا حلال ہے (خواہ منہ اور دبر میں ہو۔ ناقل) (ص ۱۰۲ ج ۳)(۷)

---

(۱)......قلت هذا منقوض بالماثور اللهم انی اسالك بمحمد نبيك وبموسی نجيك ولا باس بالتوسل عندنا سواء كان بالاموات او بالاحياء ۔

(۲)......ولا باس بنتف الشيب واخذ اطراف اللحية ولا ينقصها من القبضة ۔

(۳)......ولا يكره تطيين القبور وقيل لا باس بالكتابة عليها ۔

(۴)......يجوز بيان الاحاديث الضعيفة فی فضائل الاعمال ۔

(۵)......ولا شئ يكره من اعضاء الشاة وكرهت الاحناف سبعة الفرج والخصية والغدة والمثانة والمرارة والذكر والدم المسفوح ۔

(۶)......وجاز قتل ما يضر كالكلب العقور والهرة الضارة فيذبحها ولايضربها ولايحرقها

(۷)......ومن عرسه وامته الحلال له وطيها الی كل عضو منهما ۔

اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

برادر! آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم ہر مسئلہ قرآن وحدیث سے بتاتے ہیں میں نے جو آپ کے سامنے مسائل پیش کیے ہیں یقیناً یہ اہل حدیث کی معتبر کتاب سے ہیں۔ میں دو باتوں کا ذمہ دار ہوں۔ ایک یہ کہ یہ کتاب اہل حدیث حضرات کی ہے دوسرا یہ کہ اس میں یہ مسائل لکھے ہوئے موجود ہیں۔ پس اگر یہ مسائل صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر اپنے دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے صریح اور واضح ثبوت پیش کریں۔ کسی امتی کی رائے اور قول پیش نہ کریں کیونکہ آپ کے ہاں دین میں رائے کو شامل کرنا شیطان کا کام ہے اور امتی کی تقلید کرنا شرک ہے پھر اس صورت میں آپ اہل حدیث بھی نہ رہیں گے بلکہ اہل رائے اور اہل تقلید بن جائیں گے بہر کیف اہل حدیث حضرات کسی مسئلہ کو قرآن وحدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط۔

(دیدہ باید)

غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ۔۔(غیر مقلدین اپنی عادت کے مطابق جواب دیتے ہیں) ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س۔۔اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تم نے کہا ہے اس سے فوراً توبہ کرو۔

غ۔۔جب یہ مسائل ہیں ہی بے حیائی، بے غیرتی والے تو ہم ان پر کیوں لعنت نہ کریں؟

س۔۔جناب میں پھر بھی یہی کہتا ہوں کہ آپ توبہ کریں کیونکہ جس کتاب میں یہ مسائل لکھے ہوئے ہیں اس کا نام ہے ''نُزُلُ الْاَبْرَارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ'' یعنی نبی مختار کی فقہ سے نیک لوگوں کا ناشتہ۔ اس پر لعنت بھیجنے کا مطلب ہوگا نبی پاک ﷺ کی فقہ

پر لعنت بھیجنا جو یقیناً کفر ہے جب آپ کے علماء نے اس کو نبی پاک ﷺ کی فقہ کہا ہے تو اب آپ کو چاہیئے کہ لعنتیں بھیجنے کی بجائے اس پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کریں تا کہ تمہارا دعویٰ سچا ہو جائے۔

غ۔۔ایسے گندے اور غلیظ مسائل کا نام ''نُزُلُ الْاَبْرَار'' نیک لوگوں کا ناشتہ، اور اس کو فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ کہنے پر بھی ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے مسائل کو نُزُلُ الْاَبْرَارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ کیسے کہا جا سکتا ہے؟

س۔۔جناب والا! آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں کہ اہل حدیث علماء نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ ایک غیر مقلد عالم نے ان مسائل کو لکھ کر نبی پاک ﷺ کی فقہ بنا دیا۔ جبکہ دوسرے علماء اہل حدیث نے اس کتاب کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامہ قرار دیا ہے۔

لعنت کا طوق اور تقلید کا پٹہ

غ۔۔(بڑے غصے کے انداز میں) ہم ان سب پر لعنت بھیجتے ہیں۔

س۔۔جناب گستاخی معاف! آپ اِن پر اِن کہنے کی بجائے صاف لفظوں میں یوں کہیں ہم ان سب اہل حدیث علماء پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر آپ اپنی لعنتوں کے تحفہ سے ان عوام اہل حدیث کو کیوں محروم رکھتے ہیں جو کسی حنفی عالم کے حدیث دکھانے پر لاجواب ہو کر برجستہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم اس کی اپنے عالموں سے تحقیق کریں گے۔

بھائی جان! آپ اہل حدیث علماء و عوام بڑے جی دار اور مضبوط لوگ ہیں آپ اپنے بڑوں پر لعنتیں بھیج بھی سکتے ہیں اور چھوٹوں کی لعنتوں کا بوجھ بھی اٹھا سکتے ہیں میں کمزور آدمی ہوں مجھ سے یہ دونوں کام نہیں ہو سکتے اس لئے میں آپ لوگوں کے ساتھ مل کر بھانڈوں کا ہاتھی نہیں بننا چاہتا۔

لطیفہ اکبر بادشاہ نے بھانڈوں کوانعام میں ہاتھی دیا اس کو دو چار دنوں تک تو انہوں نے کھلایا مگر ہاتھی کو کہاں تک کھلاتے بس انھوں نے یہ کیا کہ اس کے گلے میں ڈھول ڈال کر بازار میں چھوڑ دیا اس ہاتھی نے بازار میں بہت فساد مچایا یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہنچی ۔ بادشاہ نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت ہم غریب لوگ ہیں ہاتھی کو کھلانے کیلئے کہاں سے لاتے ۔ اور پیشہ ہمارا مانگنا اور مانگ کر کھانا ہے ہم نے اس سے بھی کہہ دیا کہ تو بھی مانگ اور کھا۔تو! آپ کے ساتھ شامل ہو کر نہ میں لعنتیں کر سکتا ہوں اور نہ ہی دوسروں کی لعنتوں کا بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔

غ ۔۔ بالکل صحیح ہے آپ نے سچ کہا ہم اہل حدیث لوگ ایمان کے سچے ،عقیدے کے پکے ہیں ۔اہل حدیث مذہب کی خاطر ہزار لعنت کا طوق بصد خوشی اپنے گلے میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں اور آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ لعنتوں کا یہ طوق تقلید کے پٹے سے بہر حال بہتر ہے۔ آپ ہماری کتابوں سے ایسے مسائل جتنے چاہے دکھالیں ہم پھر بھی یہی نعرہ بلند کریں گے۔

مذہب اہل حدیث زندہ باد　　　مذہب اہل حدیث زندہ باد

اہل حدیث کے دو اصول　　　فرمان خدا، فرمان رسول

س ۔۔ بھائی جان! آپ حضرات آئے تو تھے مجھے اہل حدیث بنانے کے لئے اور اب آپ کو اپنے مذہب کا فکر ہو رہا ہے۔معاف کرنا! آپ کو غلط فہمی ہوئی میں آپکو یہ مسائل اہل حدیث مسلک چھوڑانے کے لئے نہیں دکھا رہا بلکہ خود اہل حدیث بننے کے لئے دکھا رہا ہوں۔

غ ۔۔ وہ کیسے؟

سچے اہلحدیث اور جھوٹے اہلحدیث کی علامت

س ۔۔ وہ ایسے کہ جب آپ ان مسائل میں سے ہر ہر مسئلہ پر قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کر دیں گے تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ آپ واقعی سچے اہل حدیث ہیں تو میں بھی اہل

حدیث بن جاؤں گا اور مذہب اہل حدیث زندہ باد کا نعرہ لگا دوں گا اور اگر ان مسئلوں پر جو تمہاری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں قرآن وحدیث سے ثبوت پیش نہ کر سکے تو میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گا کہ آپ لوگوں کے پاس قرآن وحدیث کا محض دعویٰ ہی دعویٰ اور نعرہ ہی نعرہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تو ایسے نام کے جھوٹے اہل حدیثوں سے توبہ بھلی۔ بھائی! یہ تو مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے آپکے علماء قرآن وحدیث سے اپنے ان مسائل پر ثبوت پیش کرنے سے اتنے عاجز ہیں کہ وہ قیامت کی صبح تک ان پر ثبوت پیش نہیں کر سکتے لیکن اپنے مذہب کی اتنی یتیمی اور بے چارگی دیکھنے کے باوجود اپنے مذہب پر پختگی کا راز تو بتا دیں؟

غ۔۔ جناب ہمیں بخوبی معلوم ہے اہل حدیث حضرات کے لٹریچر میں بے شمار عقائد خبیثہ اور مسائل غلیظہ لکھے ہوئے موجود ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں یقین ہے کہ صرف اور صرف اہل حدیث حق مذہب ہے۔ یہی جماعت جنتی ہے باقی سب دوزخی ہیں کیونکہ صرف اہل حدیث ہی اپنی نسبت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف کر کے اپنے آپکو محمدی کہلاتے ہیں باقی فرقے اپنے اپنے اماموں کی طرف نسبت کر کے اپنے آپکو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلاتے ہیں ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ بڑے بڑے اہل حدیث علماء نے ان غلیظ ترین عقائد ومسائل کو معصوم پیغمبر کی طرف منسوب کر کے ایک بڑا ظلم کیا ہے تاہم! مذہب اہل حدیث کی بنیاد صرف اور صرف فرمان خدا اور فرمان رسول پر ہے ہم ایسے عمدہ اور اعلیٰ مذہب کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

لطیفہ

س۔۔آپ کی یہ بات سن کر مجھے ایک چڑیا کا قصہ یاد آ گیا۔ایک مرتبہ شکاری شکار کر کے پرندوں کو ذبح کرر ہا تھا اور رو بھی رہا تھا اس کو روتے دیکھ کر ایک چڑیا نے کہا یہ شکاری کتنا خدا ترس ہے کتنے آنسو بہا رہا ہے۔ دوسری چڑیا بولی اری! تو اس کے آنسوؤں کو دیکھتی ہے اور خون سے رنگے ہوئے ہاتھوں کو نہیں دیکھتی۔ جناب! آپ لوگ بھی اہل حدیث کے دو

اصول والے نعرے اور محمدی نسبت کو تو دیکھتے ہیں لیکن اس مقدس نعرے پاکیزہ نسبت کے پردے میں جو انہوں نے عقائد خبیثہ اور مسائل غلیظہ لکھ کر اسلام اور اہل اسلام پر ظلم وستم ڈھایا ہے اس کو نہیں دیکھتے ذرا اس پہلو پر بھی تو نظر کرو! میں اہل حدیث مذہب کے عربی، فارسی، اردو لٹریچر کا وسیع مطالعہ کر کے جس نتیجہ پر پہنچا ہوں اس کی روشنی میں ازراہ ہمدردی آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ اس خاردار وادی کی متعفن فضاء میں سکون محسوس کرتے ہیں تو یہ ذوق اپنے تک محدود رکھئے کسی اور کو خدارا اس مذہب کی دعوت نہ دیجئے۔

غ۔۔ جب صرف اور صرف اہل حدیث مذہب حق ہے باقی سب باطل ہیں تو ہم اہلحدیث مذہب کی دعوت کیوں نہ دیں؟ ہم دعوت بھی دیں گے اور نعرہ بھی لگائیں گے۔

حق ہے حق ہے: مذہب اہل حدیث حق ہے۔

س۔۔ بہت اچھا! جب آپ نے یہ حق، حق کا نعرہ لگا ہی دیا ہے تو اب اہل حدیث مذہب کے حق کا تھوڑا سا نمونہ اور بھی ملاحظہ فرمالیں......

☆☆☆☆☆

کتاب هدية المهدی من الفقه المحمدی

﴿امام مہدی کیلئے فقہ محمدی کا تحفہ﴾

تعارف کتاب

دیکھئے میرے ہاتھ میں اہل حدیث مذہب کی معتبر کتاب ہدیۃ المہدی ہے۔

غ۔۔کیا آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ یہ اہل حدیث مذہب کی کتاب ہے؟

س۔۔برادر یقیناً یہ اہل حدیث مذہب کی معتبر کتاب ہے اس پر میرے پاس کئی شواہد ہیں

1۔''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' کے صفحہ 59 پر اہل حدیث کی علمی خدمات اور علمی کارنامے کے طور پر اس کا اندراج ہے۔

2۔اس کتاب کے سرنامہ پر لکھا ہوا ہے کہ ''ہدیۃ المہدی مشتمل بر عقائد اہل حدیث''۔

3۔اس کتاب کے دیباچہ اور اس کے مندرجات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا مؤلف اہل حدیث عالم ہے۔صفحہ نمبر 3 پر فرماتے ہیں۔

ہند اور سندھ میں عمل بالحدیث عام ہو گیا ہے اور مبتدعین مقلدین کی پھیلائی ہوئی تاریکیاں دین کے چہرے سے دور ہو گئیں روز بروز عاملین بالحدیث کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور مقلدین کی تعداد کم ہو رہی ہے حتیٰ کہ کوئی ایسی چھوٹی بڑی بستی نہیں جس میں اہل حدیث کی کثیر یا قلیل جماعت موجود نہ ہو اور ارض تقلید سکڑتی جا رہی ہے۔اس کے جھنڈے سرنگوں ہو رہے ہیں۔(۱)

---

(۱)......ثم رایت انه بحمد الله شاع العمل بالحديث وسعى الناس اليه سيما اهل الهند سعيا حيث قد كشفته عن وجوه الدين ظلمات المبتدعين المقلدين ونورت الارض بانوار الهداية واليقين تزيد عدد العاملين بالحديث يوما فيوما وتجلب على المقلدين نقصا ولوما حتى انه ما بقيت قرية صغيرة ولا كبيرة الا وقد جمعت من اهل الحديث طائفة كثيرة او يسيرة ولا تزال ارض التقليد تنقص اطرافها وتنكس اعلامها۔

پھر صفحہ 4 پر فرماتے ہیں'' ہم نے اس کتاب میں غیر معصوم مجتہدین کے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ بطور استدلال کے نہیں بلکہ اہل حدیث قوم کے اطمینان کے لئے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک سوائے کتاب وسنت کے کوئی اور حجت نہیں ہے''(۱)

اور صفحہ 5 پر فرماتے ہیں'' یہ کتاب کا پہلا حصہ ہے جس میں میں نے اہل حدیث کے عقائد صحیحہ کو بیان کیا ہے۔ جب آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں تو باطن کو تعصب اور تقلید سے خالی کرلیں۔ اور اگر اس کتاب کے دوسرے جز کو حفظ کرلیں گے تو جن وانس کی تقلید سے مستغنی ہو جائیں گے۔''(۲)

اور صفحہ 90 پر لکھا ہے'' فرقہ ناجیہ اہل حدیث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نہ حنفی تھے نہ شافعی بلکہ کتاب وسنت پر عامل تھے''۔(۳)

اب آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ ''ہدیۃ المہدی'' اہل حدیث حضرات کی وہ معتبر کتاب ہے جس کو انہوں نے اپنی عظیم خدمت اور علمی کارنامے کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس میں چند عقائد ومسائل بطور مشت نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں۔

مسائل هدية المهدى

1۔ وحید الزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی کی تالیف وتکمیل کی دعاء میں انبیاء، صلحاء، ملائکہ مقربین کی ارواح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں نیز فرماتے ہیں اے اللہ خصوصا ہمارے

---

(۱)......ذكرنا فى هذا الكتاب بعض اقوالهم لا استدلالابها لانهم كسائر المجتهدين غير معصومين عن الخطا ولا حجة عندنا غير الكتاب والسنة بل تسلية وتسكينا لقلوب اخواننا اهل الحديث

(۲)......اذا طالعت هذا الكتاب فخلص بالك من الحسد والتفنيد وجرد جاشك من التعصب والتقليد......الجزء الاول فى اصول الايمان وبينت فيها العقائد الصحيحة لاهل الحديث والجماعة ...... واذا حفظت الجزء الثانى ......صرت غنيا من تقليد الناس والجنة

(۳)......وهى طائفة اصحاب الحديث وهى الفرقة الناجية ......ولم يكن ﷺ ولا اصحابه احناف ولا شوافع بل كانوا عاملين بالكتاب والسنة ۔

امام حسن بن علی کی روح اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح اور ہمارے شیخ ابن تیمیہ کی روح اور ہمارے شیخ مجدد الف ثانی کی روح کے وسیلہ سے اس کتاب کی تالیف و تکمیل میں مدد فرما۔(۱)

2۔ اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہوتا ہے (ہدیۃ المہدی ص9)(۲)

3۔ ہم اللہ تعالیٰ کے جسم، جوہر، متحیز، محدود، بسیط، مرکب ہونے کا نہ اثبات کرتے ہیں نہ نفی کرتے ہیں (ص9)(۳)

4۔ اللہ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہونا اور حرکت کرنا صحیح ہے۔(ص 11)(۴)

5۔ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش سے اس طرح اترتا ہے جیسے میں منبر سے اترتا ہوں (ص 11)(۵)

---

(۱)......اللھم ایدنی فی تالیف ھذا الکتاب واتمامه بالارواح المقدسة من الانبیاء والصالحین والملائکة المقربین سیما روح امامنا الحسن بن علی وروح شیخنا عبد القادر الجیلانی وروح شیخنا ابن تیمیة الحرانی وروح شیخنا احمد المجدد للالف الثانی ۔

(۲)......ویقدر ان یتجلی ویظھر فی ای صورة شاء ۔

(۳)......ولا نقول انه جسم او لیس بجسم او جوھر او لیس بجوھر او متحیزاا و لیس بمتحیز او محدود او غیر محدود او بسیط او غیر بسیط او مرکب او غیر مرکب ۔

(۴)......صح علیه الحرکة والانتقال من مکان الی مکان ۔

(۵)......وحکی عن ابن تیمیة انه ینزل کما انا انزل من المنبر ۔

6۔ عبادت کے مفہوم کا دارو مدار عابد کے اعتقاد پر ہے پس اگر غیر اللہ میں ذاتی یا عطائی قدرت مستقلہ کا عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر جدید یا اذن جدید کی حاجت نہ ہوتو ایسا عقیدہ شرک ہے اس عقیدہ کے ساتھ افعال تعظیمیہ میں سے کوئی ادنی فعل اس عقیدہ کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم کیلئے کیا جائے تو یہ اس کی عبادت ہے اور ایسا آدمی مشرک ہے جیسے مذکورہ عقیدہ کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا ہونا یا اس کے سامنے معمولی جھکنا یا اس کو بوسہ دینا لیکن اگر قادر اور مختار نہ سمجھے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی جب اس سے کسی فعل کے صدور کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالی اس کو قدرت دیدیتا ہے اس عقیدہ کے ساتھ اگر صالحین مقربین کی تعظیم کے لئے کوئی آدمی اعلی درجہ کے افعال تعظیمیہ ان کے لیے کرے جیسے رکوع وسجدہ اورطواف کرے تو وہ فیما بینہ و بین اللہ مشرک نہیں (ص13،14)(۱)

7۔ اگر کوئی آدمی طواف، بوسہ، قیام، رکوع، سجدہ جیسے تعظیمی افعال نبی یا ولی کی قبر کے

---

(۱)......ان مفهوم العبادة يرجع الى اعتقاد العابد فاذا ظن احدا غير الله انه يقدر على امر من الامور بالاستقلال او بشركة مع الله او ان له قدرة موهوبة مفوضة من الله عز وجل حتى لا يحتاج فيه الى امر جديد واذن جديد من الله سبحانه وفعل له ادنى الافعال التعظيمية بهذا الاعتقاد كالقيام بين يديه او الانحناء اليسير عنده او تقبيله فقد عبده وصار مشركا اما لو فعل هذه الافعال بل اشد منها كالسجدة والركوع والطواف لا بطريق العبودية له اعنى لم يظنه فاعلا مختارا قادرا مستقلا بقدرته واختياره ذاتيتين او الوهبيتين بل اعتقد انه لا قدرة ولاتصرف له اصلا لا على امر عظيم ولا على امر يسير الا اذا اراد الله امره بذلك ووهب له قدرة من عنده ......وانما قصد بهذه الافعال مجرد التعظيم والتحية لشعائر الله والصالحين المقربين من عباده فلا يكون مشركا فيما بينه وبين الله ۔۔ الا ترى ان عيسیؑ قال احي الموتى باذن الله ونسب الاحياء المختص بالله سبحانه الى نفسه ولكن باذن الله فلم يرتكب شركا ولا كفرا ۔

پاس صاحب قبر کی تعظیم کی نیت سے کرے، عبادت کی نیّت سے نہ ہوتو وہ گناہ گار ہے کافر و مشرک نہیں (ص15)(۱)

8۔ انبیاء علماء سے ان کی زندگی میں جن امور کا طلب کرنا جائز تھا موت کے بعد بھی ان سے ان امور کا طلب کرنا شرک اکبر نہیں ہے (ص18)(۲)

9۔ زندہ یا مردہ کو غائبانہ طور پر پکارنا شرک اکبر نہیں ہے (ص20)(۳)

10۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ ابن تیمیہ کو انہوں نے مردہ بزرگ یا غائب بزرگ کے پکارنے کو شرک نہیں کہا جیسا کہ مشددین کہتے ہیں بلکہ مصلحتاً اس سے منع کیا ہے۔ (ص21)(۴)

حضرت ابن عمرؓ کا پاؤں پھسلا تو کہا ''وا محمداہ''۔ اویس قرنیؒ نے حضرت عمرؓ کی

---

(۱)......فلو فعل هذه الافعال التعظيمية مثل الطواف او التقبيل او القيام او الانحناء او الركوع او السجود عند قبر نبي او ولي وكان قصده التحية لصاحب القبر دون العبادة فياثم غير انه لايصير مشركا ولا كافرا۔

(۲)......وضابطته ان الامور التي كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا اكبر۔

(۳)......ان النداء او التوجه او الاستغاثه بغير الله في امور يقدر عليها المخلوق او اعتقاد النفع والضرر لغير الله باذن الله وحكمه وارادته ليس بشرك اكبر۔

(۴)......قال شيخنا ابن تيمية ليس لاحد ان يدعو شيخا ميتا او غائبا ......ولله در هذا الشيخ ما جعل هذه الامور شركا كما زعم المشددون ولكن جعلها ذريعة للشرك وجعل سدها سدا لابواب الشرك فيكون المنع عنها لمصلحة ۔

وفات کے بعد کہا ''یاعمراہ، یاعمراہ، یاعمراہ'' پھر اس کی تائید میں سید نواب حسن صدیق خان کا یہ شعر لکھا ہے۔ ؎ قبلہ دین مددی کعبہ ایمان مددی

ابن قیم مددی قاضی شوکانی مددی (ص 23)(۱)

11۔ اگر لوگ غائبانہ طور پر کسی کو پکاریں عقیدہ یہ ہو کہ وہ دور سے سنتا ہے تو یہ شرک نہیں۔ اور نہ ہی پکارنے والے مشرک ہیں۔ البتہ بے وقوف ہیں۔ ہاں اس سے نبی پاک ﷺ مستثنیٰ ہیں۔ اگر نبی پاک ﷺ کو پکارے صلوٰۃ وسلام کی نیت سے تو بے شک یہ جائز ہے اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو میری امت کا سلام مجھے پہنچائیں گے۔ (ص 24)(۲)

12۔ اگر زندہ یا مردہ یا فرشتوں سے مدد کا سوال کریں اور وہ مدد کریں اللہ کے ارادہ کے تحت، اپنی قدرت واختیار سے نہیں، تو یہ شرک نہیں ہے۔ کیونکہ زندہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور فرشتے بھی مدد کرتے ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ ایک چیز کا سوال مردہ سے شرک ہو اور زندہ سے شرک نہ ہو (ص 26، 27)(۳)

---

(۱)......وقال ابن عمر حين زل قدمه وا محمداه رواه ابن الجوزى من اصحابنا وقال اويس القرنى بعد وفات عمر يا عمراه يا عمراه ياعمراه رواه ابن حبان وقال السيد فى بعض تواليفه " قبله دين مددى كعبه ايمان مددى ابن قيم مددى قاضى شوكانى مددى "

(۲)......وان قالوا نادیناه ......ظننا انه يسمع من بعيد فهم ليسوا بمشركين ولكنهم سفهاء ......يستثنى من هذا النبى ﷺ ان ناديناه بنية الصلاة والسلام عليه فانه جائز لا مرية فيه لانه قد ورد الحديث بان لله ملائكة موكلين يبلغونى عن امتى السلام ۔

(۳)......قال ان الاعانة فى المشكلات او قضاء الحاجات ولو بقدرة الله تعالى واذنه وامره ورضائه وقضائه ليس من شان الانبياء والاولياء ومن اعتقد ذلك فهو مشرك وهذا الكلام غير صحيح لان الملائكة يعينون الناس بامر الله وقضائه وارادته لا باختيارهم وقدرتهم والناس يعينون بعضهم بعضا......ولايمكن ان يكون سوال امر من رجل ميت شركا وسوال ذلك الامر من الحى لايكون شركا ۔

13۔ اگر کوئی شخص کہے'' يَا مِيكَائِيلُ اَمْطِرْ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَلٰى اَرْضِنَا ، يَا جِبْرَائِيلُ اَلْقِ فِيْ رَوْعِيْ كَذَا بِاَمْرِ اللّٰهِ '' اے میکائیل اللہ کے حکم سے ہماری زمین پر بارش برسا، اے جبرئیل میرے دل میں اللہ کے حکم سے فلاں بات ڈال دے یا یہی پکار انبیاء اور صلحاء کی ارواح سے کرے تو شرک اکبر نہیں (ص28)(۱)

14 قبروں کو بوسہ دینا ،ان کو چھونا اور قبروں کے ارد گرد طواف کرنا شرک نہیں ہے(ص29)(۲)

15۔ صحیح قول یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ یا ولی یا کسی بھی نیک آدمی کی قبر کے پاس ادب و تعظیم کی نیّت سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا جائز ہے یا مکروہ یا بدعت لیکن اس کے شرک ہونے کا سلف میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہے(ص30)(۳)

16۔ نذر اللہ کے لئے ہو لیکن کھانا وغیرہ اولیاء اللہ کی قبروں کی طرف بھیج دے تو جائز ہے۔(ص38)(۵)

---

(۱)......وارواح الانبياء والاولياء ليست من قبيل الاصنام والاوثان بل هي من جنس الملائكة او اشرف منها فتقاسعلى الملائكة لا على الاصنام التي هي رجس فلو قال قائل يا ميكائيل امطر باذن الله على ارضنا او قال يا جبرائيل الق في روعي كذا بامر الله فهل يكون مشركا عند هذا القائل۔

(۲)......وانما كلامنا في التقبيل والمس والطواف حول القبور اذ هذه الامور ليست بشرك اكبر ۔

(۳)......فالقول الصحيح ان القيام عند قبر النبي ﷺ او عند قبر ولي او صالح ولو بوضع اليمين على الشمال اذا كان بطريق الادب والتحية فهو اما جائز او مكروه وبدعة اما انه شرك فلم يتفوه به من السلف احد ۔

(۵)......جائز اذا كان النذر لله والارسال الى القبر يكون بطريق الاهداء ۔

17۔ مردے وہ سب کچھ جانتے ہیں جو ان کے بعد ان کے گھروں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنی اولاد و اقارب کی نیکی کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے فسق و فجور کی وجہ سے غمگین ہوتے ہیں۔(ص 61) (۱)

18۔ اس امّت کے کثیر متاخرین علماء عام اصحاب رسول ﷺ سے علم و معرفت اور نشر السنۃ میں افضل ہیں۔(ص 90)(۲)

19۔ اگر روئے زمیں کے مجتہد ایک قول پر جمع ہو جائیں اور نبی پاک ﷺ کا فرمان اس کے خلاف ہو اس کے مقابلہ میں تمام مجتہدین کا یہ اجماعی قول اونٹ کے گوز یا گدھے کی آواز کی طرح ہے۔(ص 102)(۳)

سوال۔ ''کیا اس میں فرمان رسول ﷺ '' اِنَّ اللّٰهَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلیٰ الضَّلَالَةِ '' کی توہین نہیں ہے؟ اور کیا اس میں '' وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ'' والے فرمان خدا کی تحقیر نہیں؟ ناقل''۔

20۔ اہل حدیث مذہب میں بغیر کسی عذر کے اور بغیر سفر و بارش کے ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو ایک وقت میں جمع کرنا جائز ہے (ص 109)(۴)

---

(۱)......الموتی......یعرفون ما یکون فی اهلهم بعدهم ویستبشروون بصلاح اولادهم وعشائرهم ویهتمون بفسقهم وفجورهم ۔

(۲)......فان کثیرا من متاخری علماء هذه الامة کانوا افضل من عوام الصحابة فی العلم والمعرفة ونشر السنة ۔

(۳)......لو اجتمع مجتهدوا الارض کله علی قول وقال النبی ﷺ بخلافه وقول المجتهدین علی خلافه کضرطة البعیر او نهیق الحمیر۔

(۴)......الجمع بین الصلاتین من فیر عذر ولا سفر ولامطر جائز عند اهل الحدیث ۔

21۔ اہل حدیث کے نزدیک نماز میں ہاتھ اٹھا کر ہر قسم کی دعا کرنا جائز ہے اگر چہ ایسی دعا کیوں نہ ہو جس کا لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔(ص110)(۱)

22۔ خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کا التزام بدعت ہے۔(ص110)(۲)

23۔ اہل حدیث جمعہ میں صرف امام کے سامنے والی ایک اذان پر اکتفاء کرتے ہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی منقول ہے اور پہلی اذان تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زیادہ کی تھی۔(ص110)(۳)

24۔ مذہب اہل حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے لئے جہت فوق ہے اس کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے وہ اترتا چڑھتا ہے اس کے ہاتھ، چہرہ، آنکھیں اور انگلیاں وغیرہ ہیں۔ (ص117)(۴)

25۔ اہل حدیث کے نزدیک ان امور پر انکار اور رد جائز نہیں جو علماء کے درمیان مختلف فیہ ہیں جیسے وضو میں پاؤں پر مسح کرنا، دعا میں توسل بالاموات، انبیاء و اولیاء کی قبور کے پاس اللہ سے دعا کرنا، نماز میں ہاتھ چھوڑنا، بیویوں اور لونڈیوں کے ساتھ دبر زنی کرنا، متعہ کرنا، ایک

---

(۱)......ویجوزون الدعاء برفع الایدی فی الصلاۃ ای دعاء کان ولو من قبیل ما یسال عن الناس ۔

(۲)......ولا یلتزمون ذکر الخلفاء لکونه بدعة ۔

(۳)......ویقنعون فیها علی الاذان التی تکون قبیل الخطبة حین یجلس الامام علی المنبر وهو الاذان الماثور عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما النداء الثالث زاده عثمان رضی اللہ عنہ ۔

(۴)......فان اهل الحدیث کلهم یثبتون جهة الفوق لله تعالی وصحة الاشارة الیه وکذا له الید والوجه والعین والاصابع وغیرها۔

26۔ شیخان یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام ابن قیّم کے نزدیک مُردوں سے استعانت شرک ہے اس کے مرتکب سے توبہ کرائی جائے اگر وہ توبہ کرلے تو بہتر ورنہ قتل کر دیا جائے۔ غیر مقلدین کے علامہ شوکانی نے ان دونوں حضرات کی مراد واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے امور میں استغاثہ و استعانۃ جن پر سوائے اللہ کے کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے گناہ بخشنا، ہدایت دینا، بارش اتارنا، رزق وسیع کرنا، عمر طویل کرنا، اولاد دینا، زندہ کرنا، موت دینا، پیدا کرنا، تکلیف دور کرنا، بیماریوں سے شفاء دینا، یہ شرک ہے۔لیکن ایسے امور میں استعانت جن پر مخلوق کو قدرت ہے جیسے دعا اور سفارش طلب کرنا یہ شرک نہیں ہے اگرچہ بعض صورتوں میں بدعت اور مکروہ ہے اور اس میں احیاء واموات برابر ہیں اس کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ وہ امور جو انبیاء اور صلحاء سے ان کی زندگی میں ان سے طلب کیے جاتے تھے جیسے دعا اور سفارش طلب کرنا پس ایسے امور کا موت کے بعد ان سے طلب کرنا شرک اعتقادی نہیں ہے اور وہ امور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور وہ ان کی زندگی میں ان سے طلب نہیں کیے جاتے تھے موت کے بعد وہ امور ان سے طلب کرنا شرک اعتقادی ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں ان امور مختصہ کا طلب کرنا شرک تھا لیکن اللہ تعالی کے ساتھ ان امور مختصہ کی غیر اللہ کی طرف نسبت مجازا جائز ہے جیسے حضرت عیسیٰ کا قول ہے واحیی الموت باذن اللہ صرح بذلک شیخ الاسلام (ابن تیمیۃ) امام شوکانی نے کہا ہے کہ جن امور پر مخلوق قدرت رکھتی ہے ان میں (زندہ یا مردہ سے) مدد طلب کرنا جائز ہے لیکن جن پر مخلوق قدرت نہیں رکھتی ان میں صرف اور صرف اللہ عزوجل سے ہی مدد طلب کرنا جائز ہے اور ایاک نعبد وایاک نستعین سے یہی مراد ہے اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہمارے جو دوست مطلق استعانت بغیر اللہ کو شرک کہتے ہیں وہ غلو کرتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں ہم اس غلو اور افراط سے اللہ

کی پناہ چاہتے ہیں (ص 18، 19)(۱)

27۔ علامہ شوکانی نے فرمایا جس نے کسی زندہ یا مردہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ مستقل طور پر نفع ونقصان کا مالک ہے یا اللہ کے ساتھ شریک ہے یا اس سے ایسے امر میں استعانت کی یا اس کو پکارا یا اس کی طرف توجہ کی جس پر مخلوق کو قدرت نہیں تو وہ ابھی تک موحد نہیں بنا۔(ص 19)(۲)

---

(۱)......ذهب الشيخان الى ان طلب الحوائج من الموتى والاستغاثة بهم والاستعانة منهم والتوجه اليهم شرك يستتاب صاحبه فان تاب فيها والا قتل وفسره الشوكانى من اصحابنا ان مرادهما الاستغاثة والاستعانة فى امور لايقدر عليها الا الله تعالى كغفران الذنوب والهداية وانزال الغيث وتوسيع الرزق وتطويل العمر وهبة الاولاد والاحياء والاماتة والخلق وكشف السوء والشفاء من الامراض ونحوها اما الاستغلثة والاستعانة فى امور يقدر عليها المخلوق مثل الدعاء او الاستشفاع فلا يمكن ان تكون شركا اكبر ولو كانت بدعة مكروهة فى بعض المحال ويستوى فيها الاحياء والاموات وضابطته ان الامور التى كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا اكبر والامور التى هى مختصة بالله وكانت لا تطلب منهم وهم احياء فطلبها منهم بعد ان ماتوا يكون شركا كما كان طلبها عنهم وهم احياء شركاالا ان يكون الاسناد مجازيا كما فى قول عيسى واحيى الموتى باذن الله صرح بذلك شيخ الاسلام فى بعض فتاواه ...... قال الشوكانى من اصحابنا لا خلاف فى جواز الاستعانة والاستغاثة بالمخلوق فيما يقدر عليه اما ما لا يقدر عليه الا الله فلا يستعان ولا يستغاث فيه الابه وهو المراد فى قوله اياك نستعين وبهذا ظهر ان من اصحابنا من زعم ان مطلق الاستعانة والاستغاثة بغير الله شرك فقد غلا وتجاوز الحد نعوذ بالله من الغلو والافراط ۔

(۲)......وقال الشوكانى ان من اعتقد فى ميت من الاموات او حى من الاحياء انه ينفعه او يضره استقلالا او مع الله او ناداه او توجه اليه او استغاث به فى امر من الامور التى لا يقدر عليه المخلوق فلم يخلص التوحيد بعد ولا افرده بالعبادة انتهى

علامہ وحید الزمان اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں اس امام کی طرف دیکھئے اس نے مندرجہ ذیل تین صورتوں کو شرک اکبر قرار دیا ہے۔

1......اللہ کے بارے میں بطریق استقلال نفع ونقصان کا اعتقاد رکھنا۔

2......نفع ونقصان میں اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ماننا۔

3......جن امور پر مخلوق کو قدرت نہیں ان میں اس کو پکارنا یا اس کی طرف توجہ دینا یا اس سے مدد طلب کرنا یہ سب شرک اکبر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن امور پر مخلوق کو قدرت ہے ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا یا ان کو پکارنا یا ان کی طرف توجہ کرنا شرک اکبر نہیں ہے اس طرح غیر اللہ کے لئے نفع ونقصان کا اعتقاد رکھنا مگر اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے ساتھ ہو تو یہ بھی شرک اکبر نہیں ہے (ص19، 20) (۱)

28۔ مردہ کے انقطاع عمل سے عدم عمل لازم نہیں آتا کیونکہ فرشتوں کے اعمال منقطع ہیں اس کے باوجود وہ ان تمام کاموں کو کرتے ہیں جن کا ان کو حکم ہوتا ہے میں نے ہمارے امام حسن بن علی کو خواب میں دیکھا وہ جماعت کو نماز پڑھا رہے ہیں میں نے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھی پھر میں نے ان سے پوچھا آپ یہاں کیسے نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ برزخ دار العمل نہیں ہے فرمایا جی ہاں! یہاں نماز واجب نہیں لیکن صالحین یہاں نماز پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور عبادت کے ذریعے اپنے جی کو خوش کرنے کے لئے پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد کی "رأیت موسیٰ یُصلی فی قبرہٖ" اور صلوٰۃ دعا

---

(۱)......انظر الی هذا الامام انما جعل الشرك الاكبر اعتقاد النفعالضرر لغير الله اذا كان بطريق الاستقلال او الشركة مع الله وكذلك جعل النداء والتوجه والاستغاثة بغير الله شركا اكبر اذا كانت في امور لا يقدر عليها المخلوق فعلم من هذا بداهة ان النداء والتوجه او الاستغاثة بغير الله في امور يقدر عليها المخلوق او اعتقاد النفع والضرر لغير الله باذن الله وحكمه وارادته ليس بشرك اكبر ۔

پر مشتمل ہوتی ہے اگر چہ آخرت دار التکلیف نہیں مگر کوئی چیز بھی اس سے مانع نہیں کہ میت زائر کے لئے دعا کرے۔ پھر سوال اموات سے نہیں بلکہ صلحاء کی ارواح سے ہے اور ارواح پر موت نہیں آتی اور نہ فنا ہوتے ہیں بلکہ ان میں احساس اور ادراک باقی رہتا ہے خصوصاً انبیاء اور شہداء کی ارواح کیونکہ کتاب وسنت کی نص کے مطابق ان کا حکم احیاء والا حکم ہے۔ حضرت انسؓ سے مرفوع حدیث ہے "اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ" اور صحیح مسلم میں ہے "اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی مُوْسٰی وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ" اور ہمارے امام بیہقی کی اس مسئلہ میں ایک خاص کتاب ہے جس کا نام "کتاب حیٰوۃ الانبیاء" ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ یہ استغاثہ اور استعانت ان کی قبور کے پاس ہو کیونکہ دور سے وہ اپنی زندگی میں نہیں سنتے تھے تو موت کے بعد دور سے کیسے سنیں گے (ص 22)(۱)

---

(۱)......وانقطاع العمل لا يستلزم عدم العمل فان الملائكة اعمالهم منقطعة ومع ذلك هم يفعلون ما يؤمرون ورايت امامنا الحسن بن على فى المنام صلى بالجماعة وصليت خلفه ثم سالت عنه كيف تصلى ههنا مع ان البرزخ ليس بدار العمل فقال نعم لا تجب الصلاة ههنا ولكن الصالحين من عباد الله يصلون ها هنا ايضا تبرعا وتقربا الى ربهم وتنشيطا لانفسهم بعبادة ربهم ثم تذكرت حديث النبى ﷺ رايت موسى يصلى فى قبره والصلاة مشتملة على الدعاء وحديث كانى انظر الى موسى له جوار الى ربه قال الطيبى لا يعد منهم التقرب الى الله بالدعاء فانهم افضل من الشهداء وان كانت الآخرة ليست دار تكليف فاى مانع يمنع من دعاء الميت للزائر مع ان السوال ليس من الاموات بل من ارواح الصلحاء والارواح لا تذوق الموت ولا تفنى بل تبقى حساسة مدركة سيما ارواح الانبياء والشهداء فان حكمهم حكم الاحياء بنص الكتاب والسنة روى ابو نعيم والبيهقى عن انس مرفوعا الانبياء احياء فى قبورهم يصلون وروى مسلم فى صحيحه ان النبى ﷺ راى موسيوهو قائم يصلى فى قبره ولامامنا البيهقى كتاب خاص فى هذه المسالة سماه كتاب حياة الانبياء نعم يجب ان تكون هذه الاستعانة والاستغاثة عند قبورهم فانهم حال كونهم احياء كانوا لا يسمعون من بعيد فكيف يسمعون من بعيد بعد الموت ۔

29۔ انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی قبور کے زائرین کو جو فیوض و برکات اور لذائذ قلبیہ حاصل ہوتی ہیں ان کا ہمارے اصحاب میں سے شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم نے انکار کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے بہت سے حضرات نے اس کا اثبات کیا ہے جیسے متأخرین میں سے شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز اور سید احمد اور متقدمین میں سے امام رحمۃ اللہ علیہ اور ابن رحمۃ اللہ علیہ نیز سب صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم اس کے اثبات پر متفق ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ قبور انبیاء وصلحاء کے زائرین کو فیوض و برکات کا حصول تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے لہٰذا اس کے انکار کی کوئی مجال نہیں۔ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے القلائد میں نقل کیا ہے ''اِنَّ الشَّافِعِیَّ کَانَ یَتَبَرَّكُ بِقَبْرِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ یَدْعُوْ عِنْدَهٗ فَیُسْتَجَابُ دُعَاءُهٗ'' کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے ذریعہ برکات حاصل کرتے اور قبر کے پاس دعا کرتے تو ان کی دعا قبول ہو جاتی علامہ وحید الزمان نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ نقل کیا ہے کہ اہل قبور جو غیر انبیاء ہیں ان سے استمداد (مدد طلب کرنا) کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ زیارت قبور کا مقصد صرف یہ ہے کہ مُردوں کے لئے دعا کرنا، ان کے لئے استغفار، دعا و تلاوت قرآن کے ذریعہ ان کو نفع پہنچانا اور مشائخ ،صوفیاء اور بعض فقہاء نے استمداد از اہل قبور کو ثابت کیا ہے آگے علامہ وحید الزمان غیر مقلد اپنی رائے اور اپنی تحقیق لکھتے ہیں'' میں کہتا ہوں جب مُردوں کے لئے سماع اور ادراک ثابت ہے تو پھر استمداد سے کون سی چیز مانع ہے خصوصاً جب بہت سے اولیاء اللہ نے اس کا تجربہ بھی کیا ہے اور وہ اتنی

تعداد میں ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور نہ عقل ان کو جھٹلا سکتی ہے (ص 23)(۱)

30۔ علامہ وحید الزمان غائبانہ پکار کی مختلف صورتیں لکھتے ہیں ان میں سے بعض شرک ہیں اور بعض شرک نہیں اس کی تفصیل علامہ وحید الزمان کی تحقیق کے مطابق یہ ہے۔

1...... اگر کوئی شخص غائبانہ طور پر پکارے یا رسول اللہ، یا علی، یا حیدرِ کرار، یا مدار، یا محبوب، یا غوث۔ اور پکارنے والا ایسے امور کے لئے پکارے جو مخلوق کی قدرت میں نہیں اور پکارنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ اس میں ذاتی یا وہبی طور پر مستقل قدرت ہے یا وہ ان امور کی قدرت میں اللہ کا شریک ہے یا غیر اللہ کے اس ندائی ذکر کو ذریعہ ثواب سمجھے یا اپنی ہر نقل و حرکت میں دائمی وظیفہ کے طور پر پکارے تو یہ شرکِ اعتقادی ہے جو ایمان کے منافی ہے۔

2...... پکارنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ جن کو پکارا جا رہا ہے وہ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر ایک کی پکار سنتے ہیں یا ان کی ارواح ہر جگہ حاضر ہیں تو یہ بھی شرکِ اعتقادی ہے بشرطیکہ ان دونوں

---

(۱)...... انكر من اصحابنا الشيخان الفيوض والبركات واللذائذ القلبية التى تحصل لزائر يقبور الانبياء والصلحاء وقالامقصود الزيارة الدعاء والاستغفار للموتى وايصال النفع اليهم والعبرة والانزجار وتذكر الموت والتزهد فى الدنيا للزائر فحسب واثبتها كثير من اصحابنا كالشيخ ولى الله الدهلوى وابنه عبد العزيز والسيد احمد من المتاخرين والشافعى وابن حجر المكى من المتقدمين والصوفية كلهم متفقون على الاثبات وقالوا انه مشاهد مجرب حتى انه لم يبق للانكار مجال عندهم روى الشيخ ابن حجر فى القلائد ان الشافعى كان يتبرك بقبر ابى حنيفة ويدعو عنده فيستجاب دعائه وقال الشيخ عبد الحق فى شرح المشكاة اما الاشتمداد باهل القبور غير النبى او الانبياء فقد انكره كثير من الفقهاء وقالوا ليس الزيارة الا الدعاء للموتى والاستغفار لهم وايصال النفع اليهم بالدعاء وتلاوة القران واثبته المشائخ الصوفية قدس الله اسرارهم وبعض الفقهاء رحمهم الله قلت اذا ثبت السماع والادراك للموتى فاى مانع يمنع منه سيما اذا جربه كثيرمن الاولياء بحيث لا يحصى عددهم ولا يجوز العقل تكذيبهم۔

صورتوں میں علمِ محیط ، بصرِ محیط ، اور سمعِ محیط کا عقیدہ ہو۔ 3......اور اگر پکارنے والا غلبہ محبت کی وجہ سے یا حالتِ استغراق میں پکارے یا اس گمان سے پکارے کہ اللہ تعالیٰ ندا پہنچا دے گا یا اس کو جب چاہے گا سنا دے گا یا یہ گمان ہو کہ نبی، علی یا کسی ولی میں قوتِ سماع عام لوگوں سے زیادہ ہے حتیٰ کہ اطرافِ ملک یا اطرافِ ارض تک وسیع ہے جس کی وجہ سے وہ دور سے سن لیتا ہے تو یہ شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتوں کو بلکہ حیوانات کو اتنی قوتِ سمع وبصر عطا کی ہے جو عام سمع وبصر سے زیادہ قوی اور زیادہ وسیع ہے (ص 25)

31: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صلاۃ وسلام کی نیت سے پکارنا جائز ہے (ص ۲۴)(۱۲)

---

(۱)......مثل قوله يا رسول الله او يا على او يا حيدر الكرار او يا مدار او يا سلار او يا محبوب او ياغوث ......وان قالوا انا ناديناه استغراقا فى حبه او ظنا بان الله تعالى يبلغه ندائنا او يسمعه اذا شاء او بنية السلام عليه او ظننا انه يسمع من بعيد فهم ليسوا بمشركين ......وجملة الكلام ان من اعتقد ان النبى ﷺ او عليا او الغوث يسمع فى كل حين ومن كل مكان او ان ارواحهم حاضرة فى كل مكان او ناداهم لاجل كشف الضر او الشفا او توسيع الرزق او غفران الذنوب وامثالها من امور لايقدر عليها الا الله تعالى واعتقد انهم قادرون على هذه الامور استقلالا بقدرة ذاتية او موهوبة من الله او بشركة مع الله او جعل نداء غير الله ذكرا شرعيا يرجو الثواب والاجر عليه او جعله وظيفة دائمية يناديه كلما قام وكلما قعد وكلما اضطجع وكلما سقط وكلما زل قدمه وكلما اصابه ظما او نصب او مخمص او نكاية او شوكة فهو مشرك خارج خن دائرة الاسلام وانما يلزم الشرك فى الصورة الاولى او الثانية بشرط وهو ان يعتقد لغير الله بالعلم المحيط او البصر المحيط مثل علم الله تعالى وسمعه وبصره اما لو ظن احد بان سماع النبى ﷺ او سماع على او سماع احد من الاولياء اوسع من سماع عامة الناس بحيث يشمل سائر اقطار الاقليم او سائر اقطار الارض فهذا لايكون شركا لان الله تعالى قد اعطى بعض الملائكة بل بعض الحيوانات سمعا وبصرا اقوى واوسع من سمع العامة وبصرهم ۔

(۲)......ان ناديناه بنية الصلاة والسلام عليه فانه جائز لامرية فيه ۔

32 : جو آدمی غیر اللہ کو بالکل عاجز سمجھتا ہو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ لیکن جب اللہ تعالیٰ اس غیر سے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اللہ کے حکم اللہ کے اذن اور ارادہ اور اس کی قضاء سے عمل کرتا ہے مدد کرتا ہے اور نفع نقصان پہنچاتا ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص موحد ہے مشرک نہیں ہے جیسا کہ جو آدمی یہ سمجھتا ہے کہ آگ پر جلانا اللہ کے حکم کے ساتھ ہے تو وہ موحد ہے مشرک نہیں۔ (ص ۱۷)(۱)

33۔ اگر اولیاء اللہ کو کسی خاص چیز کا علم ہو جائے اللہ تعالیٰ کے جنوانے کے ساتھ تو یہ بعید نہیں کیوں کہ ابن صیاد اعداء اللہ میں سے ہے اس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی بات بتادی کہ وہ "درخ" ہے اور عیسیٰؑ نے فرمایا میں تمہیں اس چیز کی خبر بتادیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جس کو تم جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو وہ علم عطا کردے جو اپنے نبیوں کو عطاء کرتا ہے کیونکہ جو چیز معجزہ کے طور پر نبی کو عطاء ہو سکتی ہے وہ ولی کو بھی بطور کرامت عطاء ہو سکتی ہے اس لئے بزرگ کا اپنے مرید کے احوال کو جان لینا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہاں علم محیط کا عقیدہ شرک ہے (ص 36)(۲)

---

(۱)......وكل من يفهم غير الله انه عاجز بالكلية الا اذا اراد الله سبحانه ان ياخذ هذ العمل منه فيعمل بحكم الله واذنه وارادته وقضاءه وينصر ويغيث وينفع ويضر كذلك فهو موحد ليس بمشرك سواء كان ذلك الغير حيا او ميتا وهذا بعينه كمن فهم ان احراق النار بامر الله واذنه فهو موحد ليس بمشرك ۔

(۲)......ان العلم الخاص باعلام الله سبحانه ليس بمستبعد من اولياء الله فان ابن صياد مع كونه من اعداء الله اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما كان فی قلبه وقال هو الدخ وقال عيسى وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون فی بيوتكم وقال يوسف لا ياتيكما طعام ترزقانه الا نباتكما بتاويله قبل ان ياتيكما ويمكن ان يؤتی الله بعض اولياءه من العلم الذی اعطى انبيائه اذ ما يصلح معجزة يصلح كرامة وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلمت ما فی السماوات والارض فعلم الشيخ باحوال مريده وتلميذه ما هو عجب نعم العلم المحيطالذی يتعلق بكل معلوم او بالغيب الحقيقی ......فمن اثبته لغيره يصير مشركا ۔

34۔ عبدالحسین، عبدالنبی اوران جیسے نام رکھنا مکروہ ہے مگر شرک نہیں (ص 37)(۱)

35۔ ماشاءاللہ، ثمّ ماشاء محمد کہنے میں کوئی کراہت نہیں (ص 37)(۲)

36۔ نبی، ولی، کعبہ، مسجد اور قبر النبی کی قسم اٹھانا مکروہ ہے مگر شرک نہیں (ص 37)(۳)

37۔ مختار قول یہ ہے کہ دعا میں احیاء اور اموات کے ساتھ توسل جائز ہے خصوصاً توسل بالنبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ علامہ سبکی اور قسطلانی نے کہا ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل، استغاثہ، تشفع، تضرع اور توجہ مستحسن ہے سلف وخلف میں سے اس کا کوئی بھی منکر نہیں حتیٰ کہ ابن تیمیہ آئے اور انہوں نے انکار کیا اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے ساتھ توسل کے جواز کو مختص کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب اہل علم وفضل کے ساتھ جائز ہے اور یہ توسل حقیقت میں ان کے اعمال صالحہ اوران کے کمالات فاضلہ کے ساتھ توسل ہے اور دوسرے مقام میں فرماتے ہیں کہ انبیاء میں سے کسی نبی یا اولیاء میں سے کسی ولی یا علماء میں سے کسی ولی کے ساتھ وسیلہ پکڑنے میں کوئی حرج نہیں اور جو شخص قبر کی طرف آئے اور اللہ وحدہ سے دعا کرے اور اس میت کے ساتھ توسل کرے مثلاً یوں کہے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَنْ تَشْفِیَنِیْ مِنْ کَذَا وَاَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِھٰذَا الْعَبْد

---

(۱)......الملخص تدخل تحت الشرك فى العادة افعال كثيرة بعضها تبلغ الى (قرب)درجة الكفر وبعضها الى درجة الحرمة وبعضها الى درجة الكراهة تحريما او تنزيها ......ولكن هذه الافعال كلها لاتجعل المرا مشركا كافرا وحكمها حكم شائر الذنوب اعنى يمكن مغفرتها من غير توبة منها التسمية باسماء تنبئ عن عبودية غير الله كعبد الحسين وعبد النبى وامثالهما

(۲)......قولهم ماشاء الله ثم شاء محمد فلا كراهة فيه ۔

(۳) واما او نبيا او وليا يكره ......وكذا الحلف بالكعبة او المسجد او قبر النبى او الولى

الصَّالِحِ فَهٰذَا لَا تَرَدُّدَ فِیْ جَوَازِہٖ '' اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے فلاں بیماری سے شفاء عطا کر اور میں اس نیک بندے کے ساتھ تیری طرف وسیلہ پکڑتا ہوں پس اس کے جواز میں کوئی تردد نہیں (ص 49)(۱)

38۔ بحق فلاں یا بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنے میں اختلاف ہے جیسا کہ سب صوفیاء کرام میں اس کی عادت ہے صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ آدمؑ نے کہا تھا '' اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ عَلَیْكَ '' اور لفظ محمد کے ذریعے دعا یہ بھی نبی کریم ﷺ سے منقول ہے (ص 49،50)(۲)

39۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہے نہ غیر کے ساتھ متحد ہے، نہ غیر میں حلول کرتے ہیں اور نہ غیر اس میں حلول کرتا ہے اور وجودیہ حلولیہ زندیق ہیں اور اسلام سے خارج ہیں لیکن صوفیہ وجودیہ خصوصاً شیخ ابن عربی وہ حلول اور اتحاد کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے جدا ہے اور عرش پہ ہے وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ جہت وجود کے

---

(۱)......اختلفوا فی جواز التوسل الی اللہ بانبیائہ والصالحین من عبادہ منھم من لم یجوزہ مطلقاومنھم من جوزہ بالاحیاء دون الاموات ومنھم من جوزہ مطلقا ومنھم من جوزہ بالنبی لا بغیرہ ......واختار السبکی والشوکانی والسید من اصحابنا القول الثالث وھوالمختار ......قال السبکی یحسن التوسل والاستغاثۃ والتشفع زاد القسطلانی والتضرع والتجوہ والتوجہ بالنبی ﷺ الی ربہ ولم ینکر ذلك احد من السلف والخلف حتی جاء ابن تیمیۃ فانکرہ وقال الشوکانی من اصحابنا لاوجہ لتخصیص جواز التوسل بالنبی ﷺ والتوسل الی اللہ تعالی باھل الفضل والعلم ھو فی الحقیقۃ توسل باعمالھم الصالحۃ ومزایاھم الفاضلۃ وقال فی مقام آخر لا باس بالتوسل بنبی من الانبیاء او ولی من الاولیاء او عالم من العلماء والذی جاء الی القبر زائرا او دعا اللہ وحدہ وتوسل بذلك المیت کان یقول اللھم انی اسالك ان تشفینی من کذا واتوسل الیك بھذا العبد الصالح فھذا لا تردد فی جوازہ انتھی مختصرا

(۲)......اختلفوا فی الدعاء بحق فلان او حرمۃ فلان کما ھو المرسوم عند الصوفیۃ کلھم والصحیح جوازہ ......قال آدم اللھم بحق محمد علیك ۔

اعتبار سے حق عین خلق ہے کیونکہ وجود ایک ہے اور وہ وجود حق ہے باقی تمام چیزوں کا اپنا کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ اسی وجود حق کی وجہ سے موجود ہیں اور ماہیت وذات کے اعتبار سے حق غیر خلق ہے کیونکہ ذات ممکن اور ماہیت ممکن ، واجب تعالیٰ کی ذات وماہیت کے مغایر ہے اور شیخ ابن تیمیہ وغیرہ نے جو شیخ ابن عربی پر شدید انکار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شیخ کی مراد نہیں سمجھی اور اس میں پورا غور نہیں کیا شیخ کی کتاب ''فصوص'' کے ظاہری الفاظ کی وجہ سے یہ لوگ بدک گئے ہیں اور اگر شیخ کی دوسری کتاب 'فتوحات مکیہ' کو دیکھ لیتے تو وہ سمجھ جاتے کہ شیخ ابن عربی اصولاً وفروعاً اہل حدیث ہیں اور ارباب تقلید پر سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مسئلہ مذکورہ بہت دقیق ہے اور اہل حدیث پر لازم ہے کہ کتاب وسنت کے ظاہر کی تابعداری کریں اور شیخ کے بارے میں سکوت اختیار کریں۔ علامہ شوکانی نے بھی اخیر میں شیخ ابن عربی کی مذمت سے رجوع کر لیا تھا (ص 51،50)(۱)

---

(۱)......هو سبحانه خارج عن العلم بائن عن خلقه لا يتحد بغيره ولا يححل في غيره ولايحل غيره فيه والوجودية الحلولية زنادقة خارجة عن الاسلام اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربي فهم لايقولون بالحلول ولا بالاتحاد الصرف بل يثبتون ذات الله سبحانه بائنا عن خلقه على عرشه انما يقولون ان الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود فان الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الاشياء موجودة بهذا الوجود ليس لها وجود مستقل كما يقول المتكلمون ان هناك وجودان وجودالواجب ووجود الممكن وغير الخلق من وجه يعني من جهة الماهية والذات فان ذات الممكن وماهيته تغاير ذات الواجب وماهيته ......وشيخنا ابن تيمية قد شدد الانكار على ابن عربي وتبعه الحافظ والتفتازاني وعندي انهم لم يفهموا مراد الشيخ ولم يمعنوا النظر فيه وانما اوحشتهم ظواهر الفاظ الشيخ في الفصوص ولو نظروا في الفتوحات لعوفوا ان الشيخ من اهل الحديث اصولا وفروعا ومن اشد الرادين على ارباب التقليد بالجملة المسالة دقيقة واللازم على اهل الحديث متابعة ظواهر الكتاب والسنة والسكوت عن الشيخ ......وكذلك الشوكاني من اصحابنا رجع عن ذم الشيخ في آخر امره ۔

40۔ آلات واسباب پر آثار ونتائج مرتب کرنا انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اسباب کے بعد خود اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ آثار ونتائج پیدا کرتے ہیں (اور چونکہ اسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ظہور میں بعض دفعہ حجاب بن جاتے ہیں کم فہم لوگ اسباب میں ہی الجھ کر رہ جاتے ہیں) پس جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بلا اسباب ظاہرہ اپنی قدرت کو ظاہر فرمائیں تو اسباب کو بے اثر بنا دیتے ہیں۔ چھری چلتی ہے مگر کاٹتی نہیں، آگ موجود ہے لیکن جلاتی نہیں اور بعض دفعہ اسباب نہیں ہوتے مگر آثار ونتائج مرتب کر دیتے ہیں (حضرت مریم کو بے موسم پھل دینا، تخت بلقیس کو لانا، حضرت مریمؑ کے لئے پانی کی نہر چلا دینا) اور یہ سب کچھ مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے (ص 52)(۱)

فائدہ: ...... معلوم ہوا کہ معجزہ وکرامت میں نبی اور ولی کے اختیار کا دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ خالصتاً خلاف عادت اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے (ناقل)

41۔ اللہ عزوجلّ عرش پر موجود ہیں اور کرسی اس کے دونوں قدموں کی جگہ ہے (ص 55)(۲)

42۔ استواء علیٰ العرش کی آیات محکم یعنی واضح المراد ہیں اور آیات معیّت (ومثلاً وھو معھم وغیرہ) متشابہ یعنی غیر واضح المراد ہیں اور جہمیہ نے اس کے برعکس کہا ہے اس کی شیخ ابن قیّم نے صراحت کی ہے (ص 56)(۳)

---

(۱)...... والاستطاعة بمعنی سلامة الاسباب والآلات والجوارح قبل الفعل وهی مدار الفعل واما القدرة علیه فیخلقها الله اذا اراد مع الفعل وما یوجد من الالم فی المضروب عقیب ضرب انسان او الانکسار فی الزجاج عقیب کسر انسان او الاحراق عقیب مس النار او الترطیب والتبرید بعد القاء الماء کل ذلك مخلوق لله تعالی لا صنع للعبد فی تخلیقه فاذا اراد الله غیر ذلك تقع الاسباب ولا تقع الآثار السکین لا تقطع والنار لاتحرق وربما تظهر الاثار المخالفة للعادة کل ذلك مشاهد مجرب ۔

(۲)...... والله عزوجل علی العرش والکرسی موضع قدمیه ۔

(۳)...... آیات الاستواء والفوقیة محکمة وآیات المعیة متشابهة والجهمیة عکیت ذلك صرح بذلك شیخنا ابن القیم ۔

سوال یہ ہے کہ استویٰ وغیرہ میں تاٴویل آپ کے نزدیک کفر ہے اور ''وھو معھم'' جیسی آیات میں تاٴویل کیوں کفر نہیں؟

43۔ کفار اور بعض عصاۃ مؤمنین کے لئے قبر میں عذاب اور مؤمنین کے لئے ثواب حق ہے اور منکر ونکیر کا سوال بھی حق ہے اور عذاب وثواب روح اور بدن دونوں کے لئے ہوتا ہے جمہور اہل السنّت اسی کے قائل ہیں پس روح بدن کی طرف لوٹا دی جاتی ہے (ص 57)(۱)

44۔ اگر چہ بدن کے اجزاء بوسیدہ ہو جائیں اور پھٹ کر بکھر جائیں اور مٹی وخاکستر ہو جائیں تب بھی روح کا ان اجزاء کے ساتھ تعلق باقی رہتا ہے اسی وجہ سے مُردے قبروں میں زائرین کا سلام وکلام سنتے ہیں اور سلام ودعا کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ انس پکڑتے ہیں اور ان میں سے بعض نماز پڑھتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتے ہیں......اور اپنے زائرین کے احوال کو جانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ان کی ذوات کو دیکھتے ہیں مگر وہ اس چیز کی قدرت نہیں رکھتے کہ جب چاہیں وہ زندوں کو اپنی آوازیں سنادیں یا اپنی ذوات دکھا دیں البتہ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ ان کی ذوات زندوں کو دکھا دیتے ہیں اور ان کی کلام بھی سنا دیتے ہیں اور کبھی وہ نہ سنتے ہیں نہ جانتے ہیں اور نہ اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں کیونکہ وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور قبور میں غافل ہوتے ہیں یا عالم قدس میں ایسے مشغول ہوتے

---

(۱)......'عذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤ منين وتنعيمه للمؤمنين حق وسوال منكر ونكير حق وهذا العذاب والنعيم على النفس والبدن جميعاو بهٖ قال جمهور اهل السنة فتعاد الروح الى البدن۔

ہیں کہ وہ اپنے قبور کی طرف اور اپنے دنیوی ابدان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ہمارے شیخ ابن قیّم فرماتے ہیں کہ ''اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی اور وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ'' کا سیاق دلالت کرتا ہے کہ کافر مردہ دل ہے آپ اس کو ایسا سنانے پر قدرت نہیں رکھتے جس کے ساتھ وہ نفع اٹھائے جیسا کہ آپ اس کی قدرت نہیں رکھتے کہ من فی القبور یعنی مردوں کو اس طرح سنائیں کہ وہ نفع اٹھائیں اللہ تعالیٰ کی یہ قطعاً مراد نہیں ہے کہ اصحاب قبور کچھ بھی نہیں سن سکتے اور یہ کیسے مراد ہو سکتی ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ وہ الوداع کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سنتے ہیں (ص59) (۱)

45......اور امام سبکی نے فرمایا لیکن ادراکات مثلاً علم وسماع اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شہداء اور تمام مُردوں کے لئے ثابت ہے اور ہمارے شیخ ابن قیّم نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

---

(۱)......وانما یبقی للروح تعلق ما باجزاء البدن وان بلیت وتمزقت وتفرقت وصارت ترابا او رمادا ولذلك تسمع الموتی فی القبور سلام الزائرین وکلامهم ویعرفون من یسلّم علیهم ومن یدعولهم ویستانسون فیما بینهم وناس منهم یصلون ویقراون القرآن ویتزاورون ویتلاقون ......ویعلمون باحوال زائریهم ویردون سلامهم ویرون اشخاصهم الا انهم لا یقدرون علی ان یسمعوا اصواتهم او یروا اشخاصهم للاحیاء کلما شاؤا وربما یریهم الله لبعض الاحیاء ویسمعهم کلامهم وربما لا یسمعون ویعلمون ولایعرفون زائریهم بل یکونون نائمین غافلین فی القبور او مشغولین فی عالم القدس بحیث لایلتفتون الی قبورهم وابدانهم فی الدنیا قال شیخنا ابن القیم اما قوله تعالی انك لا تسمع الموتی وقوله تعالی وما انت بمسمع من فی القبور فسیاق الآیة یدل علی ان المراد ههنا ان الکافر المیت القلب لاتقدر علی اسماعه اسماعا ینتفع به کما ان من فی القبور لاتقدر علی اسماعهم اسماعا ینتفعون به ولم یرد سبحانه ان اصحاب القبور لایسمعون شیئا البتة کیف وقد اخبر النبی انهم یسمعون خفق نعال المشیعین۔

امّت کے لئے شرعاً جائز قرار دیا ہے کہ جب وہ اہل قبور کو سلام کریں تو اس طرح سلام کریں جس طرح اپنے مخاطبین کو سلام کرتے ہیں سوکہیں السّلام علیکم دارقوم مؤمنین (تم پر سلامتی ہو اے مؤمن قوم کے گھر والو) یہ خطاب ان کو کیا جاتا ہے جو سنتے اور سمجھتے ہوں اور اگر یہ سننا سمجھنا نہ ہو تو یہ معدوم اور بے جان کو خطاب ہوگا (جو باطل ہے) اور سلف کا اس سننے سمجھنے پر اجماع ہے اور تحقیق سلف سے متواتر آثار ہیں کہ میت زیارت کے وقت زندہ کو پہچانتی ہے اور اس کی وجہ سے خوش ہوتی ہے اور شیخ ابن تیمیۃ نے کہا ہے کہ کبھی میت کلام کرتی ہے اور اس کی کلام سنی جاتی ہے اور احادیث وآثار دلالت کرتے ہیں اس بات پر کہ میّت زائر کو جانتی ہے اور اس کی کلام سنتی ہے اور اس کے ساتھ اُنس پکڑتی ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتی ہے یہ حکم شہداء اور غیر شہداء کے حق میں برابر ہے اور اس میں کوئی وقت بھی مقرر نہیں اور تحقیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے مشروع کیا ہے کہ وہ اہل قبور پر سلام کریں جیسا کہ وہ ان مخاطبین پر سلام کرتے ہیں جو سنتے اور سمجھتے ہیں (ص59، 60)(۱)

46 اس مسئلہ میں ہماری بعض جھوٹے اہل حدیثوں نے مخالفت کی ہے۔ 'وَمَا یَسْتَوِیْ الْاَحْیَاءُ وَلَاالْاَمْوَاتُ'' کے ظاہر سے دھوکہ کھا کر۔ حالانکہ اس میں نفی سماع اجابت (قبول) یا سماع دائمی یا سماع عادی کی ہے مطلق سماع کی نفی نہیں ہے کیونکہ اسی آیت میں ہے ان اللہ یسمع من یشاء بیشک اللہ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے نیز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ما انتم

---

(۱)..........قال السبکی اما الادراکات کالعلم والسماع فلا شك ان ذلك ثابت للشھداء ولسائر الموتی وقال شیخنا ابن القیم وقد شرع النبی لامته اذا سلموا علی اھل القبور ان یسلموا علیھم سلام من یخاطبونه فیقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وھذا خطاب لمن یسمع ویعقل ولولا ذلك لکان ھذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدوم والجماد والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الآثار عنھم بان المیت یعرف بزیارة الحی له ویستبشر به وقال شیخنا ابن تیمیة قد یتکلم المیت ویسمع ایضا من کلامه والاحادیث والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم به المزور وسمع کلامه وانس به ورد سلامه علیه وھذا عام فی حق الشھداء وغیرھم وانه لاتوقیت فی ذلك وقد شرع النبی ﷺ لامته ان یسلموا علی اھل القبور سلام من یخاطبونه ممن یسمع ویعقل انتھی۔

باسمع من هؤلاء تم ان مردوں سے زیادہ سننے والے نہیں سو اللہ تعالی جب چاہتے ہیں زندوں کا کلام مردوں کو سناتے ہیں پس وہ سنتے ہیں خلاصہ یہ کہ زندوں کی مثل سماع عادی کی مردوں سے نفی ہے لیکن مخصوص سماع بعض اوقات میں ان کیلیے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور کتاب اللہ سے اس مخصوص سماع کی نفی نہیں ہوتی بلکہ سماع عادی کی نفی ہے اور عقیلی نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ابورزین نے کہا اے اللہ کے رسول میرا مردوں کے پاس گذر ہوتا ہے کیا جب مین ان کے پاس سے گذروں تو کون سی کلام ہے جس کے ساتھ میں ان سے تکلم کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ السلام علیکم یا اہل القبور الخ ابورزین نے پوچھا کیا وہ سنتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سنتے ہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے علامہ سیوطی نے اس آخری جملے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ مردے ایسا جواب نہیں دے سکتے جس کو زندہ سن لے ورنہ وہ جواب دیتے ہیں (ص60،61)(۱)

47۔ ہمارے شیخ ابن قیّم کا فرمان ہے کہ ان دو باتوں کے درمیان کوئی منافات نہیں کہ

---

(۱)......قلت ......وبعض المنتحلين ممن سمى نفسه باهل الحديث وليس من اهل الحديث وتمسك بظاهر قوله تعالى وما يستوى الاحياء ولا الاموات قلنا مقصود الآية عدم المساواة فى سماع اجابة اوسماع دايمى عادى مثل الاحياء اما السماع المختص ببعض الاحيان اذااراد الله اسماعهم فيدل عليه سياق الآية حيث قال فيما بعد ان الله يسمع من يشاء وقال النبى ﷺ ما انتم باسمع من هؤلاء فاذا اراد الله ان يسمعهم كلام الاحياء فهم يسمعون وعليه يحمل الحديث ولا بد من التطبيق بين الكتاب والسنةبالجملة السماع العادى مثل الاحياء منفى عن الاموات والسماع المخصوص ببعض الاحيان ثابت لهم بنصوص الاحاديث الصحيحة والكتاب لا ينفيه وقد اخرج العقيلى عن ابى هريرة قالقال ابو رزين يا رسول الله ان طريقى على الموتى فهل من كلام اتككلم به اذا مررت عليهم قال قل السلام عليكم يا اهل القبور الى آخره قال ابو رزين يسمعون قال يسمعون ولكن لايستطيون ان يجيبوا قال السيوطى اى جوابا يسمعه الحى والا فهم يردون حيث لا تسمع

روح علیین یا جنت یا آسمان میں ہو اور اس کا بدن کے ساتھ اتصال بھی ہو اور اس طور پر اتصال ہو کہ اس کو علم و ادراک ہو اور وہ سنے اور نماز پڑھے اور قراءۃ کرے علامہ وحید الزمان یہ نقل کر کے فرماتے ہیں میں کہتا ہوں اس سے ان ناقص لوگوں کا شبہ دور ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ جب صلحاء کی ارواح اعلیٰ علیین میں ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی قبور کی زیارت کرنے سے فیوض و برکات اور قلبی سکون اور انوارات ان کی ارواح سے حاصل ہو جائیں یہ شبہ اس طرح دور ہو گیا کہ روح ان اجسام کی جنس میں سے نہیں کہ جب وہ ایک مکان میں ہوتے ہیں دوسری جگہ میں ان کا ہونا ممکن نہیں ہوتا (یعنی روح سورج کی نورانی کرن کی طرح ہے کہ اس کا تعلق سورج سے بھی ہے اور زمین کے ساتھ بھی ہے۔ناقل) اور ایک یہ بات بھی ہے کہ روح میں سرعت حرکت اور سرعتِ انتقال کی خاصیت ہے اس لئے وہ آنکھ جھپک میں آسمان کی طرف چڑھنا ،اترنا اور زائر کی طرف متوجہ ہونا آسان ہے (ص63)(۱)

48۔سب مقلدین بدعتی مسلمان ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ بشرطیکہ وہ کتاب وسنت کی توہین نہ کریں اور نہ اہل حدیث کی اہانت کریں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ نبی ﷺ کی اتباع مجتہد کی اتباع پر مقدم ہے ورنہ وہ کافر ہیں ان کے پیچھے نماز ناجائز ہے (ص75)(۲)

---

(۱)......قال شیخنا ابن القیم فثبت بھذا انه لامنافاة بین کون الروح فی علیین او فی الجنة او فی السماء وبین اتصاله بالبدن بحیث تدرك وتسمع وتصلی وتقرا قلت بھذا یدفع الشبھة التی اوردھا القاصرون انه کیف یمکن استحصال الفیوض والبرکات ویرد القلب والانوار من ارواح الصلحاء بزیارة قبورھم فان ارواحھم فی اعلی علیین لان الروح لیس من جنس الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم یمکن ان تکون فی غیرہ ولو سلم فله من سرعة الانتقال والحرکة ما یسھل له العروج الی السماء ثم النزول منه والتوجه الی الزائر کلمح بالبصر ۔

(۲)......اما المقلدة فھم مسلمون مبتدعون یجوز الصلاة خلفھم مع کراھة بشرط ان لایھینوا الکتاب والسنة ولا اھل الحدیث ویعتقدوا ان اتباع النبی ﷺ مقدم علی اتباع المجتھد والا فھم کفار لایجوز الصلاة خلفھم ۔

49۔ معجزات کی حقیقت یہ ہے کہ وہ امور ممکنہ جو خرق عادت کے طور پر انبیاء کے ہاتھ پہ ظاہر ہوتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے افعال ہوتے ہیں جو انبیاء کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہیں تا کہ ان کے دعویٰ کے صدق پر دلالت کریں اور ان کے اعداء لا جواب ہو جائیں (ص83)(۱)

50۔ اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں اور کرامات ان خرق عادت امور کو کہا جاتا ہے جو آلات واسباب کی معاونت کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ساتھ ان کو اپنے نیک بندوں کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے نبوت کی تقویت واثبات کے لئے، کیونکہ صاحب کرامات صالح بندہ بھی امت کا ہی ایک فرد ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جو نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کے لئے بطور کرامت ثابت ہو سکتی ہے (ص91)(۲)

51۔ ابن مسعودؓ ابن عمرؓ سے زیادہ فقیہ ہیں ان سے صحبت پیغمبر کے اعتبار سے مقدم ہیں اور دین میں اجتہاد کرنے کے لحاظ سے بھی فائق ہیں (ص94،95)(۳)

52۔ ''اہل حدیث وہ شیعان علی ہیں۔(ص100)(۴)

---

(۱)......ايد الله سبحانه الانبياء بالمعجزات اعنى الامور الممكنة الخارقة للعادة وهى فى الحقيقة افعال الله تظهر على ايدى عباده الانبياء لتدل على صدق دعواهم وتفحم خصومهم واعدائهم ۔

(۲)......كرامات الاولياء حقوهى امور خارقة للعادة من غير معاونة الالات ومباشرة الاسباب يظهرها الله سبحانه على يد صالح من عباده تقوية واثباتا لنبوة النبى ﷺ الذى هذا الصالح يكون فردا من افراد امته ......وكل ما جاز ان يكون معجزة النبى جاز ان يكون كرامة لولى ۔

(۳)......''اِبْنُ مَسْعُوْدٍ اَفْقَهُ مِنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَقْدَمُ مِنْهُ صُحْبَةً وَاِجْتِهَادًا فِی الدِّیْنِ''

(۴)...... '' اَهْلُ الْحَدِیْثِ هُمْ شِیْعَةُ عَلِیٍّ ؓ'' ۔

53۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے "میں تم میں کتاب اللہ اور اپنی اولاد یعنی اہل بیت چھوڑ رہا ہوں۔" (ص 100)(۱)

54۔ اے اللہ! ہمارا حشر ان بارہ اماموں کے ساتھ فرمایئے اور قیامت تک ان کی محبت پر ثابت رکھنا۔ (ص 103)(۲)

55۔ اور اہل حدیث، خلفاء کے ذکر کرنے کا خطبہ جمعہ میں التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔ اور وہ جمعہ میں صرف اس اذان پر قناعت کرتے ہیں جو خطبہ سے قبل ہوتی ہے جس وقت امام منبر پر بیٹھتا ہے کیونکہ یہی اذان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور شروع والی اذان تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زیادہ کی ہے (ص 110)(۳)

56۔ جب کسی آدمی کے پاس صحیح بخاری، صحیح مسلم یا کوئی بھی حدیث کی کتاب ہو جیسے سنن ابی داؤد یا سنن ترمذی تو اس کے لئے فتویٰ دینا جائز ہے جب وہ منسوخ احادیث کو پہچانتا ہو اور وہ دس بھی نہیں (ص 113)(۴)

57۔ بدعت لغویہ کی چار قسمیں ہیں۔ مباح، مکروہ، حسنہ، سیئہ (ص 116)(۵)

---

(۱)......وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم ......"وَاِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ

(۲)......"اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَ ھٰؤُلَاءِ الْاَئِمَّةِ الْاِثْنَا عَشَرَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی حُبِّھِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ"

(۳)......ولا يلتزمون ذكر الخلفاء ولاذكر سلطان الوقت لكونه بدعة غير ماثورة عن النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه ويقنعون فيها على الاذان التى تكون قبيل الخطبة حين يجلس الامام على المنبر وهو الاذان الماثور عن النبى صلى الله عليه وسلم انما النداء الثالث زاده عثمان رضی اللہ عنہ۔

(۴)......واذا كان عند رجل صحيح البخارى او صحيح مسلم او كتاب من سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم كينن ابى داود والترمذى فله ان يفتى بما يجد فيه اذا عرف منسوخات السنة وهى لا تبلغ عشرة احاديث۔

(۵)......اما البدعة اللغوية فهى تقسم الى مباحة ومكروهة وحسنة وسيئة۔

وقت میں دونمازوں کو جمع کرنا، گانا بجانا، فاتحہ کی رسم ،مجلس میلاد۔(ص118)(۱)

اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلیئے سنی نوجوان کی شرط

جناب !...... یہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ہے ''ہدیۃ المھدی'' ۔اس میں یہ مسائل لکھے ہوئے ہیں آپ ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کر دیں۔ میں مطمئن !؟؟؟

غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ (حسب عادت جواب دیتے ہیں) بے شک اس کتاب کو ہماری طرف سے آگ لگا دو

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س ۔۔ بھائی میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ بات صاف اور واضح کیا کرو۔ ناچنا اور منہ چھپانا؟ مانگنا اور کٹورا چھپانا؟ یوں کہو کہ اہل حدیثوں کی اس کتاب کو آگ لگا دو پھر اللہ کے بندو اتنی عجلت بھی نہ کیا کرو۔ آپ نے غور کیا ہے کس کتاب کو آگ لگوا رہے ہو۔ یہ کتاب ''ہدیۃ المھدی'' ہے اس کے دیباچہ میں آپ کے محدث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ یہ کتاب میری طرف سے امام مہدیؓ کے لئے ہدیہ ہے اور اپنی کتاب لغات الحدیث (ص 57 ج2) مادہ ''رحیٰ'' کے تحت وصیّت لکھتے ہیں اگر ہم فوت ہو جائیں تو ہر ایک بھائی مسلمان کو ہماری وصیّت یہ ہے کہ ہمارا اسلام حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کو پہنچا دے اور ہماری کتاب ''ہدیۃ المھدی'' آپکے ملاحظہ میں گزار دے لیکن غیر مقلدین کتنے ناقدر شناس ہیں کہ وہ بر ملا کہتے ہیں ہماری طرف سے مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے تیار کردہ اس

---

(۱)......ولا یجوز الانکار علی امور مختلفۃ فیھا بین العلماء کفسل الرجل ومسحہ فی الوضوء والتوسل بالاموات فی الدعاء والدعاء من اللہ عند قبور الاولیاء والانبیاء وارسال الیدین فی الصلاۃ ووطی الازواج والاماء فی الدبر والمتعۃ والجمع بین الصلاتین واللعب بالشطرنج والغناء والمزامیر والفاتحۃ المرسومۃ او مجلس المیلاد۔

ہدیہ کو آگ لگادو۔

؎ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مجھے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا دیکھا کہ ایک اشتہار تقسیم ہو رہا ہے'' آگ لگادو، آگ لگادو'' دراصل یہ اشتہار اہل حدیث حضرات کی طرف سے جواب تھا ان ناگفتہ بہ مسائل کا جو ان کی کتابوں میں درج ہیں۔ پھر چند روز ٹھہر کر دوبارہ جانا ہوا تو اب ایک اور اشتہار نظر سے گذرا'' آگ لگالو، آگ لگالو'' یہ جواب تھا پہلے اشتہار کا۔ یعنی اپنی کتابوں کو ہم سے جو آگ لگواتے ہو خود ہی آگ لگالو۔ میں نے کہا دونوں کی بات غلط۔ کتاب کا کیا قصور؟ جو تم اس بے چاری کو آگ میں جھونکنا چاہتے ہو اصل قصور تو لکھنے والے غیر مقلد عالم کا ہے اس لئے اگر اس کا جواب آگ لگانا ہی ہے تو آگ اس غیر مقلد عالم کی قبر کو لگاؤ۔ اگر اجازت ہو تو میں ایک بات پوچھ سکتا ہوں؟

غ۔۔ ضرور پوچھئے۔ آج بیٹھے ہی اسی غرض سے ہیں کہ تبادلہ خیال کریں۔

؎ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

س۔۔ آپ لوگ وقتی طور پر کہہ دیا کرتے ہیں اس کو آگ لگادو لیکن اہل حدیث حضرات نے آج تک اپنی کسی کتاب کو ان مسائل غلیظہ کی وجہ سے آگ لگائی ہے؟

غ۔۔ اپنی کتابوں کے جلانے اور آگ لگانے کی بات کہہ دینا بھی بڑی بات ہے ذرا آپ اپنی کسی کتاب کے متعلق یہ بات کہہ کر تو دکھائیں؟ اصل میں آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ آپ ہماری کوئی بڑائی تسلیم نہیں کریں گے۔

اہلحدیثوں کی بڑائی کا اعتراف

س۔۔ بھائی میں تو آپ حضرات کی بڑائیوں کا بہت ہی معترف ہوں۔ کتابوں میں مسائل خبیثہ لکھنا اور لکھ کر اہل حدیث کہلانا کتنی بڑی بات ہے اپنے عقائد و مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت نہ کر سکنے کے باوجود نعرہ لگانا'' اہل حدیث کے دو اصول۔ فرمان خدا، فرمان رسول'' کتنی بڑی بات ہے اور اہل حدیث علماء و عوام پر لعنتیں کرنے کے باوجود بھی ان کے ساتھ مذہبی رفاقت کتنی بڑی بات ہے اور اہل حدیث مذہب کے اتنے عقائد خبیثہ، مسائل غلیظہ دیکھنے سننے کے باوجود'' مذہب اہل حدیث زندہ باد'' کا نعرہ لگانا کتنی بڑی بات ہے۔

غ۔۔(سینہ تان کر) جناب یہ استقامت ہے استقامت! اور اپنے مذہب پر استقامت کوئی بری بات نہیں۔

استقامت اور ضد میں فرق

س۔۔ جناب یہ استقامت نہیں ضد ہے۔حق پر پختگی اور ثابت قدمی کا نام استقامت ہے اور باطل پر جم جانے کا نام ضد ہے۔آپ اہل حدیث مذہب کے لٹریچر کو باطل بھی کہتے ہیں،آگ بھی لگواتے ہیں اور لعنت بھی بھیجتے ہیں لیکن پھر اس مذہب پر جمے ہوئے ہیں تو یہ استقامت نہیں بلکہ ضد اور تعصب ہے اور تعصب کی بھی انتہاء۔

غ۔۔غیر مقلدین میں سے ایک غیر مقلد دوسرے غیر مقلدین پر طنز کرتے ہوئے کہتا ہے بھائی مجھے حنفی لوگوں پر بہت ترس آتا ہے آخران حضرات کی توحید اتنی کچی اور ڈھیلی ڈھالی کیوں ہے جو غائبانہ طور پر فرشتوں کو یا انبیاء اور صلحاء کو ایک مرتبہ پکارنے سے بھی خطرے میں پڑ جاتی ہے اللہ کے فضل وکرم سے ہم اہل حدیث،اہل توحید ہیں۔ ہماری توحید اتنی پکی ہے کہ ہم غائبانہ طور پر انبیاء اور صلحاء کی ارواح کو بار بار پکارتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ ،یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ" اے اللہ کے بندے میری مدد کرو۔تو اس سے ہماری توحید میں کوئی فرق نہیں آتا۔ہم بے شک "یَامِیْکَائِیْلُ اَمْطِرْ بِاِذْنِ اللّٰہِ عَلٰی اَرْضِنَا" (اے میکائیل اللہ کے حکم سے ہماری زمین پر بارش برسایئے) کا ورد کرتے رہیں تو اس سے بھی ہماری توحید میں فرق نہیں آتا حتیٰ کہ اگر ہم غائبانہ طور پر وظیفہ کرتے رہیں"ابن قیّم مددی،قاضی شوکانی مددی" تو بھی ہماری توحید میں ذرا برابر فرق نہیں آتا۔

ہاں اگر ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ عام مردے بھی اپنے گھر کے اور اپنی اولاد وا قارب کے سب حالات کو جانتے ہیں تو اس سے بھی ہمارے قصر توحید میں کوئی جنبش پیدا نہیں ہوتی اس سے ہماری صاف وشفاف توحید کا چہرہ غبار آلود نہیں ہوتا۔

جب ہم بیویوں سے لونڈیوں سے دبر زنی کرنا، متعہ کرنا، گانا بجانا، دونمازوں کو بلا عذر ایک وقت میں جمع کرنا، نماز میں ہاتھ اٹھا کر ہر قسم کی دعا کرنا جیسی سہولتیں فراہم کرتے ہیں تو اسلام مکمل ہو جاتا ہے۔ دوسرا غیر مقلد کہنے لگا یہ بکواس ہے پہلے نے کہا اگر یہ بکواس ہے تو اس کو ''علمی خدمات'' میں کیوں درج کیا؟ اس پر کیوں فخر کیا؟

لطیفہ

س۔۔آپ کی یہ باتیں سن کر مجھے ایک بخیل آدمی کا قصہ یاد آیا ایک صاحب نے گدھا رکھا ہوا تھا اس کے ایک دوست کو بار برداری کے لئے گدھے کی ضرورت ہوئی تو وہ اپنے گدھا مالک دوست کے پاس گیا اس سے اپنا مدعیٰ بیان کیا۔ اس نے گدھا نہ ہونے کا عذر کیا اتنے میں گدھا ھینگ پڑا۔ اسنے کہا گدھا تو موجود ہے ھینگ رہا ہے۔ وہ کہنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے آپ کو گدھے کی آواز پر یقین ہے میری بات پر یقین نہیں۔ جناب آپ جتنے چاہیں اہل توحید، اہل حق، اہل حدیث اور عامل بالحدیث ہونے کے دعوے کریں پر آپ کو اپنا مذہبی لٹریچر اہل توحید بننے دیتا ہے نہ اہل حق، نہ اہل حدیث اور نہ ہی عامل بالحدیث۔ آپ کہتے ہیں ''مذہب اہل حدیث زندہ باد'' لیکن آپ کے مذہبی لٹریچر اور علمی خدمات کی صدائے بازگشت جو اہل حدیثوں کے محلّات میں گونجتی ہے وہ ہے ''لعنت لعنت، آگ لگا دو، آگ لگا دو۔

غیر مقلدین کا دین،،،،،،،، رفع یدین، فاتحہ، آمین

غ۔۔ایک منصف مزاج غیر مقلد جو ان مسائل کو سن کر توبہ توبہ کر رہا تھا اس نے کہا بھائی جان! اصل بات یہ ہے کہ جب ہم اپنے مذہب کے مکروہ و متعفن حصہ پر قرآن و حدیث کے تقدس کا سنہری پردہ ڈال کر نعرہ لگا دیتے ہیں ''اہل حدیث کے دو اصول۔ فرمان

خدا فرمان رسول'' تو ہمیں اپنے اہل حق اور جنّتی ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ رہے مسائل تو ہم زیادہ سے زیادہ رفع یدین، فاتحہ، آمین کی تحقیق کرتے ہیں آپ نے ہمیں کیوں اتنے لمبے چوڑے مسائل کے چکر میں ڈال دیا ہے۔

س۔۔ واہ بھائی واہ! آپ کی اس بات سے مجھے ایک حنفی نوجوان کا نعرہ سمجھ آ گیا وہ ایک دن نعرہ لگا رہا تھا ''غیر مقلدوں کا دین......رفع یدین، فاتحہ، آمین''۔

کیا آپ کے نزدیک دین اسلام صرف ان تین مسئلوں کا نام ہے؟ میرے پیارے! دین اسلام تو مہد سے لحد تک، گود سے گور تک پوری زندگی کے سب احکام و مسائل پر محیط ہے اس لئے اہل حدیث مذہب کی صداقت تب ثابت ہو گی کہ وہ دین اسلام کے سب مسائل کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں خصوصاً ان مسائل کو جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھ دیئے ہیں مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہل حدیث علماء نے باقی مسائل میں اپنی عاجزی و بے بسی پر اور اپنے مذہب کے اس کمزور پہلو پر پردہ ڈالنے کے لئے ان تین مسئلوں کو ہمیشہ موضوع بحث بنایا ہے اگر اجازت ہو تو میں کچھ اور عقائد و مسائل بھی گوش گذار کروں۔

غ۔۔ چونکہ آج ہم نے آپ کو مطمئن کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے اس لئے آپ جو عقائد و مسائل بھی پیش کریں گے انشاء اللہ ہم آپ کو تسلی بخش جواب دیں گے۔

س۔۔ بہت بہت شکریہ! اب ذرا توجہ کیجئے اور سنیئے غیر مقلدین صاحبان کے چند اور مسائل۔

كنز الحقائق من فقه خير الخلائق

﴿مخلوق میں سے سب سے بہتر شخصیت کی فقہ کے حقائق کا خزانہ﴾

تعارف کتاب

نواب وحیدالزمان کی کتاب ہے ''کنز الحقائق''۔موصوف نے اس کے دیباچے میں ص2،3 پر لکھا ہے جب میں ضعف پیری کی انتہاء کو پہنچا تو میں نے محسوس کیا کہ میری کتاب نزل الابرار بہت طویل ہے جبکہ لوگ مختصر کتابیں زیادہ پسند کرتے ہیں۔سو میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کر کے اس کو مختصر کیا اور نام رکھا کنز الحقائق۔یہ کتاب ہر اعتبار سے نزل الابرار سے عمدہ اور فائق ہے۔پھر دعا کی اے اللہ اس کتاب کے ساتھ اہل عدل وانصاف (یعنی اہل حدیث حضرات) کو اس طرح نفع پہنچا جس طرح تو نے اس کی ہم نام (حنفیوں کی کتاب کنز الدقائق) کے ساتھ احناف کو فائدہ پہنچایا ہے۔(۱)

اس کتاب کے صفحہ 5 پر لکھا ہے کہ دین کے مسائل میں ایک مجتہد متعین کی تقلید کرنا اور اس کے قول کے خلاف نص موجود ہونے کے باوجود اس پر جمود اختیار کرنا شرک اصغر ہے۔(۲)

---

(۱)......فانی قد الفت فی فقه الحدیث کتابا طویلا سمیته بنزل الابرار من فقه النبی المختار ......رایت طباع الاخوان فاترة وهممهم قاصرة راغبین عن المطولات مائلسن الی المختصرات فاستخرت الله تعالی وشرعت فی الاختصار بعد ان وهن العظم منی واشتعل الراس شیبا وکدت ان اخیب من الحیاة خیبا واستعنت بالله تعالی لاتمامه وتوکلت علی حوله وانعامه فجاء بحمد الله نظیر الشقیقة المتعارف المسمی بکنز الدقائق بل اجود منه فی کل باب وفائق سمیته بکنز الحقائق من فقه خیر الخلائق ......اسال الله سبحانه ان یجعله مقبولا بین اهل العدل والانصاف ومعمولا یتمتع به کما تمتع بسمیه الاحناف۔

(۲)......وکذلك (شرك اصغر)تقلید مجتهد معین فی جمیع مسائل الدین والجمود علی قوله مع وجدان النص علی خلافه۔

اور صفحہ 8 پر لکھا کہ اہل حدیث کتاب وسنت کے پیروکار ہیں۔(۱)

صفحہ 10 پر لکھا ہے اہل بدعت کی علامت ہے اہل حدیث کی برائی کرنا، ان کو وہابی کہنا، نجدی کہنا۔حالانکہ ان کا نام اصحاب الحدیث ہے۔اللہ ان کو زیادہ کرے اور قیامت تک باقی رکھے۔(۲)

آپ کو یقین ہو گیا ہو گا کہ یہ اہل حدیث کی کتاب ہے۔

غیر مقلدین کی اس عمدہ کتاب کے چند عمدہ مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

مسائل کنز الحقائق

1 ۔ خطبہ میں صحابہ کرام کا ذکر کرنا بدعت شرعیہ اور گمراہی ہے(ص5)(۳)

2 ۔ صحابہ کرم کو رضی اللہ عنہ کہنا مستحب ہے سوائے پانچ کے، ان کے بارے میں سکوت مستحب ہے وہ پانچ یہ ہیں، ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ، سمرۃ بن جندب (رضی اللہ عنہم اجمعین)(ص234)(۴)

کنز الحقائق کے مؤلف نواب وحید الزمان کی ایک کتاب "لغات الحدیث" ہے جس کا "ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات" کے صفحہ 47 پر بطور علمی خدمات کے ذکر کیا گیا ہے اس لغات الحدیث کی جلد2، کتاب "را"، مادہ "رج" کے تحت صفحہ 36 پر لکھا ہے "اس میں کوئی شک نہیں کہ معاویہ اور عمرو بن العاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب وشتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے(معاذ اللہ۔ناقل)

---

(۱)......واهل الحديث هم التابعون للكتاب والسنة۔

(۲)......لاهل البدع علامات وهى الوقيعة فى اهل الاثر وتسميتهم بالوهابية والنجدية ......وهم براء من ذلك لايصدق عليهم الا الاسم الواحد وهو اصحاب الحديث كثرهم الله وابقاهم الى يوم القيامة ۔

(۳)......البدعة الشرعية ......تسمية الصحابة والسلاطين فى الخطب۔

(۳)......ويستحب الترضى للصحابة غير ابى سفيان ومعاوية وعمرو بن العاص ومغيرة بن شعبة وسمرة بن جندب ويستحب السكوت عن هؤلاء الخمسة۔

3 ۔ ہمارے اہل حدیث کے نزدیک مُردوں کے لئے سماع ثابت ہے (ص5)(۱)

4 ۔ قبروں کا طواف کرنا، بوسہ دینا، پردے وچادریں ان پر لٹکانا، عبدالعلی، عبدالحسین وغیرہ نام رکھنا، نماز میں نبی یا شیخ کا تصور اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا اور تمام مسائل میں مجتہد معین کی تقلید کرنا شرک اصغر ہے اللہ تعالیٰ بغیر توبہ کے بخش دیں گے (ص5)(۲)

5 ۔ حجج شرعیہ تین ہیں۔ کتاب، سنت اور اجماع قطعی اگر ثابت ہو جائے (ص7)(۳)

6 ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا (ص8)(۴)

7 ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق پانچ ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن بن علی۔ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے اللہ کے نزدیک افضل کون ہے (ص8)(۵)

8 ۔ اہل حدیث ہی کتاب وسنت کے متبع ہیں (ص8)(۶)

9 ۔ اہل حدیث کی علامت ہے اقامت کی حالت میں دینی یا دنیوی ضرورت کی خاطر دو نمازوں کو جمع کرنا (ص9)(۷)

---

(۱)......وان كان للاموات سماع عند اصحابنا ـ

(۲)......كتقبيل القبور والطواف حولها وارخاء الغلف والاردية عليها والتسمية بعبد على وعبد الحسين ونحوهما وتصور الشيخ او النبى صلى الله عليه وسلم فى الصلاة والحلف بغير الله وامثالها فانها كلها شرك اصغر يمكن مغفرتها من غير توبة وكذلك تقليد مجتهد معين فى جميع مسائل الدين ـ

(۳)......فحجج الشريعة ثلثة الكتاب والسنة والاجماع القطعى ان ثبت ـ

(۴)......وراه النبى صلى الله عليه وسلم فى صورة شاب امرد ـ

(۵)......والامام الحق بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على ثم الحسن بن على رضى الله عنهم ولا ندرى ايهم افضل عند الله ـ

(۶)......واهل الحديث هم التابعون للكتاب والسنة ـ

(۶)......من علامات اهل الحديث الجمع بين الصلاتين حالة الاقامة والصحة لحاجة دنيوية او دينية ـ

10 ۔ عامی آدمی جو قرآن وحدیث کونہیں جانتا وہ علماء سے پوچھے اوران کے قول پرعمل کرے۔(ص10)(۱)

11 ۔ شرم گاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے لیکن مرد عورت کی شرم گاہیں ملنے سے وضونہیں ٹوٹتا(ص11،12نزل الابرارص19ج1)(۲)

12 ۔ اگرنجاست پانی میں گر جائے یا حیوان مرجائے اس سے پانی کارنگ، ذائقہ، بو تبدیل نہ ہو تواس سے وضوجائز ہے(ص12)(۳)

13 ۔ ہر چمڑہ رطوبت خشک کردینے سے پاک ہوجاتا ہے(ص13)(۴)

14 ۔ تیمّم یہ ہے کہ ایک دفعہ مٹی یاغبار پر ہاتھ مار کر دونوں ہتھیلیوں اور چہرے پر پھیر لے(ص13)(۵)

15 ۔ حلال جانور کا پیشاب پاک ہے(ص13)(۶)

16 ۔ منی اوررطوبت فرج پاک ہے(ص16)(۷)

---

(۱)...... "وَالْعَامِیُّ الَّذِی لَا یَعْرِفُ الْحَدِیْثَ وَالْقُرْآنَ یَسْأَلُ الْعُلَمَاءَ وَیَعْمَلُ عَلٰی قَوْلِهِمْ"۔

(۲)......ینقضه ......مس الذکر والفرج بغیر حائل ببطن الکف اوبطون الاصابع ......لا مباشرة فاحشة ۔

(۳)......یتوضا بماء لم یتغیر احد اوصافه بوقوع نجاسة فیه او موت حیوان ۔

(۴)......ایما اهاب دبغ فقد طهر۔

(۵)......بضربة واحدة مستوعبا وجهه وکفیه ۔

(۶)......بول ما یؤکل لحمه طاهر۔

(۷)......والمنی طاهر ......وکذلك رطوبة الفرج ۔

17 ۔ ہمارے نزدیک صرف دس چیزیں ناپاک ہیں ان کے علاوہ سب پاک ہیں وہ دس چیزیں یہ ہیں 1۔انسان کا پاخانہ 2۔انسان کا پیشاب 3۔حیض کا خون 4۔خنزیر کا پیشاب 5۔خنزیر کا پاخانہ 6۔خنزیر کا گوشت 7۔خنزیر کی چربی 8۔ لید 9۔گھریلو گدھا 10۔مردار (ص16)(۱)

18 ۔ جوتوں میں نماز پڑھنا سنت ہے (ص19)(۲)

19 ۔ تکبیر تحریمہ کے ساتھ یا اس سے تھوڑا سا پہلے نیت کرے اگر پہلے تکبیر کہی پھر نیت کی تو یہ نیت نفل میں صحیح ہے فرض میں صحیح نہیں ہے (ص19)(۳)

20 ۔ رکوع، سجود میں تسبیح، سمع اللہ، ربّنا ولک الحمد اور دونوں سجدوں کے درمیان ذکر فرض ہے اور ثناء، تعوذ، تسمیہ سنت ہے (ص20)(۴)

کس حدیث میں فرض وسنت کا فرق ہے؟

21 ۔ عورت کی نماز مرد کی نماز کی طرح ہے مگر وہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ پستانوں تک اٹھائے اور سجدہ میں اونچی نہ ہو بلکہ پست ہو، زمین سے چمٹ کر سجدہ کرے اور پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے (ص22)(۵)

---

(۱)......ولا نجس عندنا الا غائط الانسان وبوله ودم الحیض وبول الخنزیر وخراه والروث ولحم الخنزیر وشحمه والحمار الانسی والمیتة۔

(۲)......ویسن ان یصلی فی النعلین۔

(۳)......وینبغی ان تکون مقارنة للتکبیر او مقدمة بیسیر فلو کبر اولا ثم نوی لاتصح الا فی النفل المطلق۔

(۴)......من فرائضها ......التسبیح فیهما (الرکوع والسجود) والتسمیع والتحمیدوالذکر بین السجدتین......ومن سننها ......الثناء والتعوذوالتسمیة۔

(۵)......صلاة المراة کصلاة الرجل غیر انها ترفع یدیها الی ثدییها عند التحریم ولاتخوی فی السجود بل تنخفض وتلصق وتضم بطنها بفخذیها۔

سوال :۔غیر مقلد محدث نے مرد وعورت کی نماز مین فرق کیا ہے اس سے وہ اہل حدیث رہا یا منکر حدیث بن گیا؟ ناقل۔

22 ۔ جو آدمی کپڑا پہنے ہوئے ہو وہ ننگے آدمی کے پیچھے نماز پڑھے اور جو قرآن پڑھا ہوا ہو وہ ان پڑھ کے پیچھے نماز پڑھے اور جو بیٹھا ہوا ہو وہ لیٹ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو صحیح ہے (ص 23)(۱)

23۔ دو ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز فاسد ہے ایک ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کیا تو نماز فاسد نہیں (ص 25،26)(۲)

24 ۔ قیام ورکوع منبر پر کرے اور الٹے پاؤں اتر کر سجدہ نیچے کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27)(۳) جبکہ نماز سکون کے ساتھ پڑھنے کو حکم ہے۔

25 ۔ اگر نماز میں دونوں ہاتھوں سے قرآن اٹھا کر پڑھتا رہے اور ورق بھی پلٹتا رہے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی (ص 27)(۴)

26 ۔ حالت نماز میں چل کر دروازہ کھولنے سے نماز نہیں ٹوٹتی (ص 27)(۵)

27 ۔ دو یا زیادہ ضربات کے ساتھ سانپ یا بچھو کو قتل کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27)(۶)

---

(۱)......وصح اقتداء کاس بعار وقارئ بامی......وقائم بقاعدوقاعد بمضطجع ۔

(۲)......یبطل الصلاۃ ......المصافحۃ بالیدین......لا ......المصافحۃ بیدو احد

(۳)......کذلک (لایبطل)القیام والرکوع علی المنبر والنزول قھقری للسجدۃ۔

(۴)......کذلک (لایبطل) القراء ۃ من مصحف ولو حملہ بالید او الیدین او قلب اوراقہ۔

(۵)......(لایبطل)المشی لفتح الباب ۔

(۶)......وقتل الحیۃ والعقرب بضربۃ او ضربتین فصاعدا۔

28 ۔ نجاست کے اوپر نماز پڑھی لیکن نمازی پر اس کا رنگ، بد بو، تری ظاہر نہ ہوئی ہو تو نماز جائز ہے (ص 27)(۱)

29 ۔ سُستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے (ص 27)(۲)

30 ۔ جس جگہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے رفع یدین نہیں کیا وہاں رفع یدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 27)(۳)

31 ۔ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا سنت ہے (ص 29)(۴)

32 ۔ تین وتر ''دو تشہد اور ایک سلام کے ساتھ'' (جیسے احناف پڑھتے ہیں ۔ناقل) ممنوع ہے (ص 29)(۵)

33 ۔ تراویح کی تعداد متعین نہیں اور تراویح میں ایک مرتبہ قرآن ختم کرنا مستحب ہے (ص 30)(۶)

34 ۔ ایک آدمی کچھ فرض نماز پڑھ چکا ہے درمیان میں جماعت کھڑی ہوگئی تو اپنی نماز کو باقی رکھتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جائے اور جب اس کی نماز پوری ہو جائے تو امام سے پہلے سلام پھیر دے یا تشہد میں بیٹھا رہے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے (ص 30)(۷)

---

(۱)......والصلاة علی نجس ولم یظهر علیه لونه وریحه وبلته۔

(۲)......وصلاته حاسرا راسه من کسل۔

(۳)......ورفع الیدین فی غیر ما ورد فیه الرفع ۔

(۴)......ویسن الاضطاع علی الجنب الایمن بعد رکعتی الفجر ۔

(۵)......اما الوتر بثلاث رکعات مع تشهدین وسلام واحد فمنهی عنه ۔

(۶)......لایتعین له عدد معین ......واستحبوا ختم القرآن فی التراویح مرة واحدة ۔

(۷)......من کان فی اثناء صلاة مکتوبة ثم اقیمت دخل مع القوم علی ما کان علیه فاذا انقضت صلاته یسلم او یبقی جالسا فی تشهده ویسلم مع الامام ۔

35 ۔ جوامام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوااس نے رکعت کونہیں پایا(ص 31)(۱)

36 ۔ جس نے عمداً نماز چھوڑی وہ کافر ہوگیا(ص 31)(۲)

(کیاوہ تجدید نکاح کرے گایانہیں؟ناقل)

37 ۔ اگر امام سجدہ سہو کرے تو مسبوق بھی امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور جب مسبوق امام کے سلام کے بعد اپنی نماز پوری کرے تو اخیر میں دوبارہ بھی سجدہ سہو کرے (ص32)(۳)

38 ۔ اگر لیٹ کر کوئی آدمی نماز پڑھ سکتا ہے تو آنکھ، دل، ابرو کے اشارہ کے ساتھ نماز نہ پڑھے(ص33)(۴)

39 ۔ ایک میل سے زائد سفر ہوتو قصر کرناافضل ہے(ص34)(۵)

40 ۔ سفر کی فوت شدہ نماز اقامت کی حالت میں قضاء کرے تو پوری پڑھے اسی طرح اقامت کی فوت شدہ نماز سفر میں قضاء کرے تو قصر کر کے پڑھے(ص35)(۶)

41 ۔ سفر کے دوران دوسری نماز کو مقدم کر کے یا پہلی نماز کو مؤخر کر کے دونمازوں کو جمع کرنا سنت ہے(ص35)(۷)

---

(۱)......ومن ادرك امامه راكعا فكبر ودخل فى الصلاة لم يدرك الركعة لفوات الفاتحة

(۲)......ومن ترك الصلاة متعمدا كفر۔

(۳)......والمسبوق يوافق ويتابع الامام اذا سجد قبل السلام ويسجد فى آخر صلاة نفسه ثانى مرة۔

(۴)......ومن عجز عما تقدم اخرت عنه ولايومى بعينيه وقلبه وحاجبيه ۔

(۵)......من قصد موضعا ......يسمى التوجه اليه فى العرف سفرا قدروه بما زاد على ميل او فرسخ فالافضل له قصر الرباعية ۔

(۶)......فائتة السفرفى الحضرتقضى اربعا كفائتة الحضر تقضى فى السفر ركعتين۔

(۷)......ويسن له الجمع بين الصلاتين تقديما او تاخيرا۔

42 ۔ نماز جمعہ کا وقت ایک نیزہ کی مقدار سورج کے بلند ہونے سے ظہر کے وقت ختم ہونے تک ہے(ص35)(۱) (یعنی اس وقت کے اندر جب چاہیں پڑھ لیں۔ ناقل)

43 ۔ نماز جمعہ میں کم از کم اتنی تعداد ہو کہ ایک امام اور ایک مقتدی ہو(ص35)(۲)

پھر امام نے نماز شروع کی دوران نماز وہ ایک مقتدی بھی بھاگ گیا تو امام اس نماز جمعہ کو ظہر بنا کر نماز ظہر مکمل کرے(ص36)(۳)

44 ۔ نماز عید میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے(ص36)(۴)

45 ۔ میت پر نماز جنازہ فرض کفایہ ہے(ص40)(۵)

46 ۔ نماز جنازہ کے ارکان یہ ہیں قیام، تکبیرات جو کم از کم چار ہوں فاتحہ پڑھنا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، میت کے لئے دعا، سلام اور ترتیب۔(ص40)(۶)

47 ۔ نماز جنازہ کا طریقہ۔ تکبیر کہے اور رفع یدین کرے، دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے، اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے، ثناء نہ پڑھے، فاتحہ پڑھے، سورۃ ملائے یا فقط فاتحہ جہراً یا سراً پڑھے پھر تکبیر کہے اور درود پڑھے جیسا کہ تشہد میں پڑھتے ہیں پھر تکبیر کہے اور میت کے

---

(۱)......ووقتها من حين ارتفاع الشمس قدر رمح الى انتهاء وقت الظهر۔

(۲)......واقلها امام ومقتدی۔

(۳)......ولو شرع الامام فی صلاة الجمعة ثم نفر المقتدی قبل ان یصلی رکعة فیتمها ظهرا ۔

(۴)......یرفع یدیه مع کل تکبیرة ۔

(۵)......الصلاة علی االمیت فرض کفایة۔

(۶)......وارکانها القیام والتکبیرات واقلها اربعة وقراء.ة الفاتحة والصلاة علی النبی ﷺ والدعاء للمیت والسلام والترتیب ۔

لئے دعا کرے پھر تکبیر کہے اور کچھ دیر ٹھہرے اور اس چوتھی تکبیر کے بعد دعا بھی جائز ہے پھر ایک سلام پھیرے اور نہ رفع یدین کرے مگر پہلی تکبیر کے وقت۔ اور نماز جنازہ میں جماعت شرط نہیں متعدد جماعتیں ہزار مرتبہ بھی نماز جنازہ ایک میت کا پڑھ سکتے ہیں اور وہ جب بھی چاہیں، اس کی مدت متعین نہیں (ص40، 41)(۱)

48 ۔ تیسری تکبیر کے بعد دعا کرے، دوسرا قول یہ بھی ہے کہ ہر تکبیر کے بعد دعا جائز ہے۔(ص40)(۲)

49 ۔ میت کو اٹھانا اور دفن کرنا فرض کفایہ ہے(ص41)(۳)

50 ۔ سونا، چاندی، گندم، جَو، جوار، پھل، کشمش، شہد، اونٹ، گائے بکری، بھینس کے ماسوا سامان تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے(ص43)(۴)

---

(۱)......یکبر ویرفع یدیه ویضع یمینه علی شماله ویتعوذ ویبسمل ولا یستفتح ویقرا الفاتحة والسورة او الفاتحة فقط جهرا او سرا ثم یکبر ویصلی علی النبی ﷺ کما یصلی فی التشهد ثم یکبر ویدعو للمیت ......ثم یکبر الرابعة ویقف بعدها قلیلا ویجوز ان یدعو بعدها ایضا ثم یسلم تسلیمة واحدة ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولی ولا تشترط فیها الجماعة ویجوز ان تصلی علیه طائفة بعد طائفة ولو الف مرة وان یصلی علیه مرات ولو بعد دفنه من غیر تعیین المدة ۔

(۲)......والدعاء للمیت فی الثالثة وقیل لا تتعین الدعاء فی الثالثة بل تجوز بعد کل تکبیرة ۔

(۳)......حمل المیت ودفنه فرض کفایة۔

(۴)......اموال الزکاة الذهب والفضة والحنطة والشعیر والذرة من الحبوب والتمر والزبیب من الفواکه والعسل والابل والبقر والغنم والجاموس والضان ولا شئ فیما عداها ولو کانت للتجارة ۔

51 ۔ مکانات اور زمین جو کرائے پر دی ہے ان کی آمد میں نیز گھوڑے، خچر، گدھے، ہاتھی، ہرن، حمار وحشی، غلام، لونڈی اگر چہ تجارت کے لئے ہوں ان میں کچھ بھی زکوٰۃ نہیں ہے (ص 44)(۱)

52 ۔ بھینس گائے کی طرح ہے۔(ص 44)(۲)

سوال۔ ذرا قربانی میں فرق والی حدیث پیش کریں؟

53 ۔ چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے اور ایسے دراہم کہ ان میں سے دس درہم وزن کے لحاظ سے سات مثقالوں کے برابر ہوں (ص 45)(۳)

54 ۔ سونے چاندی کے ماسوئی باقی جواہرات اور سامان تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے (ص 45)(۴)

55 ۔ سحری کے وقت کھڑا ہونا اور بغیر عادت کے اس وقت کھانا پینا، یہی روزے کی نیت ہے (ص 47)(۵)

56 ۔ روزہ رکھ کر (کوئی غیر مقلد) مشت زنی کرے یا لوہا، لکڑی دبر میں یا ذکر کے سوراخ میں داخل کرے یا استنجاء کرتے وقت دبر کے راستہ سے پانی پیٹ میں چلا گیا یا دبر

---

(۱)......والاصح انه لازكاة في المستغلات كالدور والاراضي اللتي يكريها ربها والخيل والبغال والحمير والافيال والظباء وحمر الوحش والعبيد والاماء وان كانت للتجارة ۔

(۲)......"وَالْجَامُوْسُ كَالْبَقَرَةِ"

(۳)......نصاب الفضة مائتا درهم كل عشرة منه وزن سبعة مثاقيل ۔

(۴)......ولا شئ في غيرهما من الجواهر والعروض ولو كانت للتجارة ۔

(۵)......والقيام في السحر وتناول الطعام والشراب من دون عادة له نية ۔

میں یا شرمگاہ میں انگلی داخل کی یا فرج میں روئی داخل کی پھر اس کو نکال لیا یا عورت کے ساتھ ماسوا فرج میں یا دبر میں جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوا (ص48)(۱)

57 ۔ اگر سفر، سفر معصیت ہو مثلاً چوری، ڈکیتی کے لئے سفر کیا۔ تب بھی روزہ چھوڑنے کی رخصت ہے (ص49)(۲)

58 ۔ اگر جانور، بچی یا جنی سے وطی کی اور انزال ہو گیا یا عورت کے ساتھ فرج کے علاوہ یا دبر میں وطی کی اور انزال ہو گیا یا جان بوجھ کر کھا پی لیا تو فقط قضاء ہے کفارہ نہیں (ص49)(۳)

59 ۔ اور جب منیٰ سے کوچ کرے تو وادی محصَّب میں اترنا مستحب ہے اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو (ص55)(۴)

60 ۔ اگر حج میں وقوف عرفہ سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کیا تو حج فاسد نہیں ہوا اور اس پر دم بھی واجب نہیں بلکہ صرف گناہ گار ہوا ہے اس لئے مناسب ہے کہ توبہ، استغفار

---

(۱)......خرج منه المذی بتقبیل او لمس او استمناء ......او ادخل عودا او حدیدة اوخشبة فی دبره او احلیله او استنجی فدخل الماء من الدبر الو الاحلیل الی جوفه ......اوادخل اصبعه فی دبره او ادخلتها فی فرجها او ادخات قطنة ثم اخرجتها ولم یکن علیها دواء او غذاء ......او جامع امراته فیما دون الفرجاو الدبر ولم ینزل ......لم یفطر ۔

(۲)......ولو کان سفره سفر معصیة فالفطر له رخصة ۔

(۳)......وان جامع بهیمة او صبیة او صغیرة او جنیة او جامع امراته فیما دون الفرج والدبر وانزل ......افطر وقضی فقط ولا کفارة ۔

(۴)......فاذا نفر من منی یستحب له ان ینزل فی المحصب ولو ساعة۔

کرے اسی طرح اگر عمرہ میں طواف یا سعی پوری کرنے سے پہلے عورت کے ساتھ جماع کیا تو عمرہ فاسد نہیں ہوا (ص 57)(۱)

61 ۔ اگر کوئی مجبور شخص کسی اجنبی یعنی غیر قریبی کو حج میں اپنا نائب بنا کر حج بدل کرائے تو یہ صحیح نہیں ہے (ص 58)(۲)

62 ۔ زنا سے حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوتی ۔لہٰذا زانی آدمی نے جس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس کی ماں اور اس کی بیٹی زانی کے لئے حلال ہے اسی طرح جس عورت کے ساتھ بیٹے نے زنا کیا وہ اس کے باپ کے لئے اور جس عورت کے ساتھ باپ نے زنا کیا وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے (ص 60)(۳)

63 ۔ زنا سے پیدا ہونے والی بیٹی زانی پر حرام ہے یا حلال، اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ حرام ہے (ص 60)(۴)

---

(۱)......لو جامع امراته ولوقبل الوقوف بعرفة او قبل طواف الافاضة فلا يفسد حجه وليس عليه دم بل ياثم فينبغى ان يتوب ويستغفرالله وكذلك لو وطى فى العمرة قبل الطواف او اتمام السعى ۔

(۲)......اما الحج عن الاجنبى فلم تقم على صحته دليل ۔

(۳)......والزنا لا يوجب حرمة المصاهرة فتحل له ام المزنية وبنتها ومزنية الابن والاب ۔

(۴)......واختلفوا فى بنته من الزنا والصحيح تحريمها ۔

لطیفہ:...... اگر زید نے ''ر'' کے ساتھ زنا کیا تو زید ''ر'' کی ماں کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔ (نتیجہ یہ کہ زید ''ر'' کا سوتیلا باپ بن جائے گا اور اب ''ر'' زید کو کہا کرے گی۔ ابا جی! اور زید ''ر'' کو کہے گا بیٹی جی!......ناقل)۔

اسی طرح زید ''ر'' کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔(نتیجہ یہ کہ زید ''ر'' کا داماد بن جائیگا تو زید ''ر'' کو کہا کرے گا امّی جی! اور ''ر'' زید کو کہا کرے گی بیٹا جی!......ناقل)

اگر بکر نے ''ر'' کے ساتھ زنا کیا تو بکر کا باپ ''ر'' کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔(نتیجہ یہ کہ ''ر'' بکر کی سوتیلی ماں بن جائے گی تو آئندہ ''ر'' بکر کو کہے گی، بیٹا جی! اور بکر ''ر'' کو کہے گا، امّی جی!......ناقل)۔

اسی طرح اگر بکر کے باپ نے (ر) سے زنا کیا تو بکر ''ر'' کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے

(نتیجہ یہ کہ ''ر'' اس کی بہو بن جائیگی تو یہ آئندہ بکر کے باپ کو کہا کرے گی ابا جی! اور وہ کہے گا بیٹی جی!......ناقل)

اسی سرشت وفطرت کے لوگوں کا ایک المیہ شنید میں آیا۔ بہن بھائی سے کہنے لگی بھائی جان آپ تو ابا جی سے بھی زیادہ طاقتور ہیں بھائی نے کہا ہاں، امّی جی کا بھی یہی خیال ہے۔

64 ۔ عورت کے متولی کے لئے مذکر ہونا شرط ہے نیز عدالت ظاہرہ بھی شرط ہے مگر اس شرط سے حاکم اور سردار مستثنیٰ ہے (یعنی بادشاہ عادل نہ ہو تو وہ عورت کا متولّی بن سکتا ہے۔ اسی طرح سردار عادل نہ ہو تو وہ بھی اپنے غلام اور لونڈی کا متولّی بن سکتا ہے)(ص 61)(۱)

65 ۔ اگر صغیرہ نابالغہ کا نکاح باپ نے کردیا تو بالغ ہونے کے بعد اس کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے(ص 61)(۲)

---

(۱)......شرط فی الولایۃ الذکورۃ ......والعدالۃ الظاھرۃ واستثنی منھالسلطان والسید۔

(۲)......وان زوج الصغیرۃ فلھا الخیار بعد البلوغ۔

66 ۔ کفو صحت نکاح کے لئے شرط نہیں لزوم نکاح کے لئے شرط ہے(ص61)(۱)

67 ۔ ولی اقرب کے راضی ہونے کے باوجود ولی ابعد کو نکاح پر اعتراض کرنے کا حق ہے(ص61)(۲)

68 ۔ اگر خاوند نے نکاح میں طے شدہ مہر میں زیادتی کر دی تو وہ اصل مہر کے ساتھ لاحق ہو کر مجموعہ حق مہر شمار ہوگا پس اگر خاوند نے ملاپ سے پہلے طلاق دے دی تو اصل حق مہر کا نصف اور زیادتی کا نصف دینا لازم ہوگا۔(ص63)(۳)

69 ۔ دبر میں وطی کرنے سے پورا حق مہر واجب ہو جاتا ہے اور اگر صرف عورت کو چھوایا اس کے بوسے لئے یا شہوت کے ساتھ اس کی شرم گاہ کا اندرونی حصہ دیکھا یا خاونداور بیوی کے درمیان اس طرح تنہائی ہوگئی کہ خاوند کے ملاپ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی لیکن اس نے ملاپ نہ کیا تو ان صورتوں میں پورا حق مہر لازم نہیں ہوتا۔(64)(۴)

70 ۔ کنواری سے نکاح کی اجازت اگر ولی طلب کرے وہ چپ رہے یا ہنس پڑے یا بغیر آواز کے رو پڑے تو یہ نکاح کی اجازت ہے اور اگر اجازت لینے والا غیر ولی ہو تو یہ اجازت شمار نہ ہوگی(ص62)(۵)

---

(۱)......والكفائة ليست شرطا لصحة النكاح بل للزومه۔

(۲)......وللابعد حق الاعتراض مع رضا الاقرب ۔

(۳)......وتلحق الزيادة بعد العقد بالاصل فان طلقها قبل الدخول فلها نصف الاصل ونصف الزيادة ۔

(۴)......والوطى اى الدخول ولو فى دبر لا لمسه لها وتقبيلها والنظر الى فرجها بشهوة والخلوة ولو كانت صحيحة ۔

(۱)......وسكوت البكر عند استيذان الولى اذن لا عند استيذان الاجنبى وكذلك ضحكها او بكائها بلا صوت ۔

71 ۔ جو مشرک عورتیں ہمارے شہروں میں سر، سینہ، پیٹھ اور پیٹ کھول کر پھرتی ہیں ان کو دیکھنے میں کوئی گناہ نہیں (ص 66، 67)(۱)

72 ۔ اگر کوئی عورت بڑے آدمی کو اگر چہ وہ داڑھی والا ہو دودھ پلائے تو جائز ہے تا کہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کا جواز پیدا ہو جائے (ص 67)(۲)

73 ۔ بچے نے عورت کے دودھ کا پنیر کھایا عورت کے دودھ کی کچی گاڑھی لسّی بنا کر پی بشرطیکہ دودھ کی صفات باقی ہوں اور کم از کم پانچ گھونٹ ہوں تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے (ص 67)(۳) اور اگر کھانے میں ملا کر کھایا تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی (ص 68)(۴)

74 ۔ مشروط طلاق ہمارے اہل حدیثوں کے نزدیک واقع نہیں ہوتی بلکہ لغو ہے۔(ص 70)(۵)

75 ۔ کنائی الفاظ کے ساتھ ہمارے اصحاب حدیث کے نزدیک طلاق نہیں ہوتی اگر چہ اس کے ساتھ طلاق کی نیت کی ہو (ص 71)(۶)

76 ۔ طلاق رجعی کے بعد مدت کے اندر وطی فی الدبر سے رجوع ہو جاتا ہے (ص 72)(۷)

---

(۱)......ولا حرمة للمشركات التي تدرن في بلادنا كاشفات رؤسهن وصدورهن وظهورهن وبطونهن فلا اثم او وقع النظر عليهن ۔

(۲)......ويجوز ارضاع الكبير ولو كان ذا لحية لتجويز النظر ۔

(۳)......واكل ما جبن اوشرب ما خلط بالماء وصفاته باقية كالرضاع اذا بلغ قدر خمس رضعات فصاعدا ۔ (۴)......ولو خلط بطعام لا ۔

(۵)......وفي ان لم اطلقك او اذا لم اطلقك او اذا ما لم اطلقك لا يقع شئ لان الطلاق المشروط عندنا لغو ۔

(۶)......فعند اصحابنا لا يقع بها الطلاق وان نواه ۔

(۷)......وتصح (الرجعة)بالفعل مع كراهة كالوطي ولو في الدبر ۔

77 ۔ رجعی طلاق میں عدت ختم ہونے کے بعد حق رجعت تب ختم ہوگا جب وہ عورت غسل کرے گی۔ پس اگر عورت کی عدت ختم ہوگئی مگر بیس سال تک اس عورت نے غسل نہیں کیا تو خاوند کو بیس سال کے بعد بھی غسل کرنے سے پہلے رجوع کا حق ہے (ص72)(۱)

78 ۔ اگر بیوی کو کہا "فَرْجُكِ كَفَرْجِ اُمِّیْ" (تیری شرمگاہ میری ماں کی شرمگاہ کی طرح ہے) تو یہ ظہار ہے (ص75)(۲)

79 ۔ اگر بیوی کو کہا "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" تو یہ ظہار ہے اور اگر کہا "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُخْتِیْ" یا "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ بِنْتِیْ اَوْ خَالَتِیْ اَوْ عَمَّتِیْ" تو مجھ پر میری ماں یا بہن یا بیٹی یا خالہ یا پھوپھی کی پیٹھ کی مثل ہے، تو یہ ظہار نہیں ہے (ص75)(۳)

80 ۔ اگر ایک آدمی نے بیوی کو طلاق بائنہ دی پھر طلاق دہندہ نے عدت میں اس کے ساتھ زنا کیا یعنی عمداً بغیر شبہ کے وطی کی تو عورت اولاً اپنی پہلی عدت پوری کرے اس کے بعد زنا کی وجہ سے دوسری عدت گزارے اور اگر اس کے ساتھ شبہ کی بناء پر وطی کی تو ایک ہی عدت نئے سرے سے گذارے (ص80)(۴)

---

(۱)......وتنقطع الرجعة بالغسل ......فلو فوطت فی الغسل عشرین سنة تصح الرجعة قبل الاغتسال ۔

(۲)......نحو فرجك كفرج امی ۔

(۳)......هو قول الزوج المسلم المكلف المختار لامراته انت علی كظهر امی ......اما قوله انت علی كظهر اختی او بنتی او خالتی او عمتی ......فلیس بظهار ۔

(۴)......وان وطیها عمدا من غیر شبهة من ابانها فی عدتها منه فكالاجنبی ای تتم العدة الاولی ثم تبتدا العدة الثانیة للزنا وان وطیها بشبهة استانفت العدة من اولها ۔

81 ۔ جب خاوند تنگ دست ہو جائے اور وہ خرچہ، کپڑے یا رہائش نہ دے سکے یا گھر میں کبھی کبھی آئے تو عورت فوراً یا کچھ مہلت دے کر قاضی یا کسی بھی عالم دین سے مطالبہ کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے اور خاوند اس فسخ کے بعد رجوع بھی نہیں کر سکتا (ص 87)(۱)

82 ۔ علامہ وحید الزمان زنا کی تعریف کرتے ہیں کہ زنا کہتے ہیں ایسی وطی کو جو مِلک وشُبہ ملک سے خالی ہو (ص 101)(۲)

83 ۔ زنا ثابت ہوتا ہے جب چار گواہ لفظ زنا کے ساتھ شہادت دیں۔ لفظ وطی یا جماع کی شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور ہر گواہ سے قاضی پانچ سوال کرے 1۔ زنا کی ماہیت یعنی زنا کسے کہتے ہیں 2۔ زنا کی کیفیت کیا تھی؟ 3۔ زنا کس جگہ ہوا؟ 4۔ زنا کب ہوا 5۔ مزنیہ عورت کون ہے؟...... وہ صراحتاً کہیں ہم نے اس اس کو اس طرح دیکھا ہے جیسے سرچو سرمہ دانی میں (ص 101)(۳)

84 ۔ حد اس سزا کو کہتے ہیں جو مقرر ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہو اس کی معصیت کی وجہ سے (ص 101)(۴) اور تعزیر ان معاصی اور جرائم میں آتی ہے جن میں حد واجب نہیں ہوتی (ص 105)(۵)

---

(۱)......ومتی اعسر الزوج بالنفقة او الکسوة او السکنی اوما وجد الا یوما دون یوم او غاب ولم یترك لها ما یکفیها فلها الفسخُ فورا ومتراخیا بقضاء القاضی او عالم من علماء الدین اذا طلبته فاذا فسخ فلا رجعة فیه۔

(۲)......الزنا وطی خال عن ملك وشبهته۔

(۳)......ویثبت بشهادة اربعة بازنا لا بالوطی والجماع فیسالهم الامام عن ماهیته وکیفیته ومکانه وزمانه والمزنیة فان بینوه وقالوا رایناه وطئها کالمیل فی المکحلة۔

(۴)......"اَلْحَدُّ عُقُوْبَةٌ مُقَدَّرَةٌ وَجَبَتْ لِلّٰهِ فِیْ مَعْصِیَةٍ"

(۵)......فصل فی التعزیر هو فی المعاصی والجرائم التی لاتوجب حدا۔

85 ۔ شبہات محتملہ کی بناء پر حد ساقط ہو جاتی ہے(ص 102)۔(۱)
ذرا شبہ کی تعریف اور اس کی قسمیں حدیث صحیح ،صریح میں دکھا دیں؟ شکریہ۔

86 ۔ اگر نابینا نے اپنی بیوی کو بلایا مگر بیوی کی جگہ کوئی اجنبی عورت اس کے پاس آ گئی اس نے اس کو بیوی گمان کیا اور وطی کر لی تو دونوں پر حد نہیں ہے(ص 102)(۲)

87 ۔ خمر نجس نہیں ہے(ص 103)(۳)

88 ۔ جو شخص شراب پیئے تو حاکم جو مناسب خیال کرے وہ سزا دے۔ چالیس یا کم یا زیادہ اسّی تک خواہ جوتے ہوں یا تھپڑ یا کپڑے کے کنارہ کے ساتھ ہو(ص 103)(۴)
یعنی غیر مقلدین کے نزدیک شرابی پر حد نہیں ہے۔

89 ۔ بھنگ، چرس، افیون سے نشہ کرنے والے پر کوئی حد نہیں اور بقدر ضرورت کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے(ص 104)(۵)

90 ۔ اگر کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ پیش نہ کر سکا اس لئے تہمت لگانے والے پر حد قاذف جاری کی گئی۔ حد لگنے کے بعد چار گواہ پیش کر دیئے یا متّہم شخص نے خود اقرار کر لیا تو اب اس پر حد زنا جاری نہ ہو گی (ص 104)(٦)

---

(۱)......وتسقط الحد بالشبهات المحتملة ۔

(۲)......ولو نادی الاعمی زوجته فاجابته اجنبية فوطيها ظانا انها امراته ثم بانت اجنبية فلا حد عليهما ۔

(۳)......الخمر ......ليس بنجس ۔

(۴)......جلد علی ما يراه الامام اما اربعين او اقل او اكثر الی ثمانين ولو بالنعال والايدی واطراف الثياب۔

(۵)......وكره اكل البنج والحشيش والافيون ولو سكر بها لا يحد ولا باس باكل قليلها ۔

(٦)......وان جاء بعد القذف باربعة شهود اواقر المقذوف بالزنا سقط عنه الحد ۔

91 ۔ جو آدمی ائمہ مجتہدین، سلف صالحین، اور علماء راسخین کے بارے بدگوئی کرے یا اختلافی مسائل میں غلو اختیار کرے اور مخالفین پر سخت ردوقدح کرے اور ان کو فاسق و فاجر کہے اس پر تعزیر لگائی جائے گی (ص 106)(۱)

92 ۔ درخت پر لگا ہوا پھل کھانے پر کوئی تعزیر نہیں آتی (ص 107)(۲)

93 ۔ جس نے مستعار چیز کا انکار کیا اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا (ص 107)(۳)

94 ۔ کفن چور نے قبر اکھیڑ کر مردے کا کفن اتار لیا اگر کفن کی قیمت ربع دینار کے برابر ہوئی تو کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا (ص 108)(۴)

95 ۔ چوروں کے ایک گروہ نے مل کر چوری کی اگر مال اتنا ہو کہ ہر ایک کے لئے نصاب سرقہ پورا ہو جائے تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں کاٹا جائے گا (ص 108)(۵)

96۔ چوروں کا گروہ مکان کے اندر داخل ہوا ان میں سے بعض نے مال باہر نکالا اور بعض نے صرف ان کا تعاون کیا خود مال نہیں نکالا تو ہاتھ صرف ان کے کاٹے جائیں گے جنہوں نے مال نکالا ہے معاونین کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (ص 108)(۶)

---

(۱)......نعم یعزر من سب الائمة المجتهدین والسلف الصالحین والعلماء الراسخین ......او غلا فی المسائل الاختلافیة وشدد النکیر علی المخالفین وفسقهم وفجرهم ۔

(۲)......ولا تعزیر فی ثمر ولا فاکهة مالم یووه الجرین اذا اکل ولم یتخذ خبنة ۔

(۳)......ویقطع جاحد العاریة ۔

(۴)......ویقطع النباش ان بلغ ثمن الکفن ربع دینار۔

(۵)......اذا اشترکت جماعة فی السرقة وحصل لکل واحد قدر النصاب قطع والا فلا

(۶)......ولو دخلوا فیه واخرج بعضهم متاعا ولم یخرج بعضهم شیئا ولا عاونوا فی الاخراج فلا یقطع الا من اخرج ۔

97 ۔ چور کو چوری کے اعتراف کرنے سے پہلے مارنا جائز نہیں اور جو اس کو مارے گا اس پر تعزیر لگے گی (ص109)(۱)

98 ۔ اگر ایک آدمی نے شراب پی، زنا کیا، چوری کی اور ڈکیتی کی تو اس کو قتل کیا جائے گا نہ ہاتھ کاٹا جائے گا نہ کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر ایک آدمی نے دوسرے پر تہمت لگائی اور ہاتھ کاٹا اور قتل کیا تو پہلے کوڑے لگیں گے پھر ہاتھ کاٹا جائے گا پھر قتل کیا جائے گا (ص109)(۲)

99 ۔ کتے کی بیع میں اختلاف ہے اصح بات یہ ہے کہ شکاری کتے کی بیع جائز ہے (ص123)(۳)

100۔ غیر مجتہد مفتی کو قاضی بنایا اس نے اپنے فتویٰ کے مطابق ایک عورت، مرد کا نکاح کیا بعد میں اس کا فتویٰ بدل گیا اس کے مطابق وہ نکاح صحیح نہیں بنتا تو ان کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی اور اگر مجتہد نے ان کا نکاح کیا تھا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا اور وہ نئے اجتہاد کے مطابق اس نکاح کو باطل سمجھتا ہے تو ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی (ص138)(۴)

---

(۱)......ولا یجوز ضرب السارق حتی یعترف ومن فعل ذلك من الضبطیة عزر ۔

(۲)......ولو شرب رجل الخمر وزنی وسرق وقطع الطریق یقتل ولا یقطع ولا یجلد ولو قذف وقطع یدا وقتل جلد وقطع وقتل ۔

(۳)......واختلفوا فی بیع الکلب والاصح جوازہ اذا کان صائدا ۔

(۴)......ومن قلد مفتیا فی نکاح مختلف فیه ثم تغیر فتواہ صح ولم یفارق المنکوحة بتغیر الفتوی بخلاف مجتھد نکح نکاحا اداہ اجتھادہ الی صحتهثم رای بطلانه فانه تلزمه المفارقة ۔

101 ۔ مستاجر کے لئے جائز ہے کہ اجرت پر حاصل کردہ چیز کو آگے کرائے پر دیدے۔(ص168)(۱)

102 ۔ اگر گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، کو ذبح کیا اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا تو اس کا کھانا جائز ہے اور اگر اس مردہ بچہ کو ذبح کر کے کھائیں تو مستحب ہے(ص184)(۲)

103 ۔ اصل کے اعتبار ہر چیز حلال ہے حرام صرف وہی ہے جس کو اللہ، رسول ﷺ نے حرام کیا ہے اور جس سے خدا اور رسول خداؐ نے سکوت کیا ہے وہ معاف ہے(یعنی اس کا کھانا جائز ہے)(ص185) (۳)

سوال ۔کیا خدا اور رسول خدا ﷺ نے منی کے کھانے کو حرام کیا ہے اس کی صریح دلیل پیش کریں کیونکہ حنفیوں کے نزدیک منی نجس ہونے کی وجہ سے حرام ہے جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک پاک ہے تو حرام ہونے کی دلیل پیش کریں۔

104۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مردار، دم مسفوح، خنزیر کا گوشت، ما اُھلّ بہٖ لغیر اللہ ،گلا گھونٹنے سے، چوٹ سے، بلندی سے گر کر، سینگ لگنے سے یا درندہ کے کاٹنے کی وجہ سے مر جائیں تو وہ حرام ہیں اور رسول اللہؐ نے ہم پر چوپائیوں میں سے درندوں کو اور گھریلو گدھوں کو حرام کیا ہے اسی طرح پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کو بھی حرام کیا ہے ان قسموں کے ماسویٰ باقی تمام جانور تمام پرندے اور سب حشرات الارض یعنی زمین کے

---

(۱)......وللمستاجر ان یوجر الموجر بالفتح من غیر موجرہ بالکسر ۔

(۲)......تحصل ذکاۃ الجنین بذکاۃ امہ ویستحب ذبحہ وان کان میتۃ ۔

(۳)......الاصل فی کل شئ الحل ولا یحرم الا ما حرمہ اللہ ورسولہ وما سکتا عنہ فھو عفو ۔

کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو وغیرہ حلال ہیں۔اسی طرح تمام دریائی جانور بھی حلال ہیں (ص185،186)(۱)

بلکہ غیر مقلدین کے مفتی و شیخ الحدیث مناظر اسلام محمد رفیق صاحب پسروری فتاویٰ رفیقیہ حصہ اول صفحہ 16 پر فرماتے ہیں تینوں آیات دریا، پانی اور تری میں رہنے والی ہر چیز کے کھانے کی اجازت دیتی ہیں اور اس فتویٰ کے صفحہ 18 پر ہے کہ دریا کی ہر چیز حلال ہے مُردہ ہو یا زندہ، خود بخود باہر آ جائے یا کسی طریقہ سے پکڑی جائے۔

بھائی ! میری ایک گزارش ہے اہل حدیث حضرات کو چاہیئے کہ مہنگائی سے ستائی مخلوقِ خدا کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اپنے ان مسائل کو عام کریں تاکہ جن لوگوں کے پاس کاروبار کرنے کے وسائل نہیں ہیں وہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں کہ دریائی کتے ،دریائی خنزیر، دریائی گدھے، دریائی گھوڑے، دریائی انسان، مگرمچھ، دریائی مینڈک، دریائی سانپ، بچھو، کچھوے، کیکڑے بلکہ تری میں رہنے والے سب کیڑے غرضیکہ پانی میں رہنے والی جو چیز بھی ہاتھ لگ جائے یا پھر ہاتھی، گیدڑ، لومڑی، بجو، سیہہ بلکہ درندوں اور گھریلو گدھوں کے علاوہ خشکی میں رہنے والے چوپاؤں کی جو جنس بھی دستیاب ہو جائے یہ بھی میسر نہ ہو تو حشرات الارض یعنی زمین کے چھوٹے کیڑے مکوڑے مثلاً سانپ ،چوہے، گوہ، نیلو، کن کھجورا، چکوھندر وغیرہ قسمت یاوری نہ کرے اور ان میں سے کوئی چیز

---

(۱)......فیحرم ما فی کتاب اللہ اعنی المیتۃ والدم المسفوح ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم ......وحرم رسول اللہ ﷺ علینا کل ذی ناب من السباع ......وکل ذی مخلب من الطیر والحمر الانسیۃ ویحل ما سواھا من ذوات القوائم والطیور وحشرات الارض ......کل ما یعیش فی البحر ......یحل اکلہ بلا ذبح۔

دستیاب نہ ہوتو پھر مردار پر جمع ہونے والے گدھ،غرضیکہ غیر مقلدین کے خوان یغماء کی ان نعمتوں میں سے جو بھی میسر ہواس کو مارکیٹ میں لاکر یا ریڑھی لگا کر اپنی مالی پریشانی کو نہایت آسانی سے دور کیا جاسکتا ہے)

105۔ مضطر آدمی کے لئے حرام کھانا جائز ہے اگر چہ پیٹ بھر کر ہو(ص 187)(۱)

106۔۔ جو آدمی کھجوروں کے ایسے باغ کے ساتھ گذرا جس پر دیوار ہے نہ نگران تو درخت پر چڑھنے اور پتھر مارنے کے بغیر شاخوں کے پھل توڑ کر کھائے تو جائز ہے اور اگر اس پر دیوار ہوتو پھر گرا ہوا پھل بغیر اجازت کے کھانا جائز ہے (ص 187)(۲)

107۔ چھترے ، بکرے بلکہ ہر حلال جانور کا ہر عضو کھانا حلال ہے(ص 187، 234)(۳)

بھائی جان ! آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ اہل حدیث حضرات بکرے کے کپورے پوری رغبت اورشوق سے کھایا کرتے ہیں ۔ایسا لگتا ہے کہ غیر مقلدین حضرات اپنے مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھا رہے ہیں کیونکہ بات صرف بکرے کے کپوروں کی نہیں بلکہ اہل حدیث مذہب میں ہر حلال جانور کا ہر ہر عضو حلال ہے

---

(۱)......من اضطر جاز له اکل المحرم ولو الی الشبع ۔

(۲)......ومن مر بتمرة بستان لا حائط علیه ولا ناظر فله ان یاکل منه مجانا ولو غیر مضطر ولو عن غصونه من غیر ان یصعد علی شجرة او یرمیها بحجر......اما اذا کان البستان محوطا فانه لایباح الاکل الا باذن مالکه الا ما سقط من الثمرة فیحل اکلها بغیر اذنه ۔

(۳)......یوکل من الغنم کل شئ و کذا من کل ما یوکل لحمه ......ولا یکره من اعضاء الشاة شئ۔

تو انہیں چاہیئے کہ وہ چھترے، بکرے کے کپوروں کی طرح بیل ،بھینسے ،گھوڑے کے کپورے بھی کھایا کریں اس سے قصابوں کا مالی فائدہ ہو جائے گا اور غیر مقلدوں کی قلت والی شکایت دور ہو جائے گی۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ حلال جانور کے ہر ہر عضو میں کپوروں کے ساتھ والا عضو بھی داخل ہے اور کسی مرفوع حدیث سے اس خاص عضو کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مرفوع حدیث میں صراحتاً منع کیا گیا ہے اس لئے اہل حدیث حضرات کو چاہیئے کہ وہ آئندہ چھوٹے بڑے ہر حلال جانور کا پورا پورا سیٹ بھون کر کھایا کریں اور کھا کر ایک زوردار نعرہ لگایا کریں ''مذہب اہل حدیث زندہ باد' مذہب اہل حدیث زندہ باد''۔

لطیفہ:

ایک دفعہ غیر مقلد نے حنفی کو دیکھ کو کہا آؤ بھائی پٹے والے (اشارہ تھا کہ تم نے تقلید کا پٹہ ڈال رکھا ہے حالانکہ پٹہ کتے کی گردن مین ہوتا ہے) حنفی نے فوراً جواب دیا آؤ بھائی کپورا اہل حدیث (اشارہ تھا ان کی کپوراخوری کی طرف) غیر مقلد صاحب کا منہ لٹک گیا۔

108۔ سونے ، چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں مگر تیل ،سرمہ وغیرہ جیسی ضرورتوں میں استعمال کرنا جائز ہے نیز گھر میں زیب وزینت کے طور پر سونے ،چاندی کے برتنوں کو رکھنا جائز ہے (ص190)(۱)

109۔ خمر کے ساتھ آٹا گوندھ کر روٹی پکانے ،کھانے میں کوئی حرج نہیں (ص191، 233)(۲)

---

(۱)......ویحرم الاکل والشرب فی آنیة الذھب والفضة لاغیر فیجوز استعمالھا لحوائج اخری کالادھان والاکتحال ونحوھما واتخاذھا ووضعھا فی البیت للزینة والتجمل۔

(۲)......ولا باس بخبز خلط بعجینه الخمر......وکذلك اذا خلط العجین بالخمر ثم طبخ الخبز واحترقت حل اکله۔

110۔ سب گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کافی ہے اس سے زیادہ قربانی محض فخر ہے (ص193)(۱)

111 اونٹ اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہوتی ہے (ص193)(۲)

112۔۔ بکرا ثنی (جو ایک سال کا ہو چکا ہو) اور گائے، بھینس دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں داخل ہو اور اونٹ پانچ سال کا ہو تب قربانی جائز ہوگی۔ اس سے کم عمر کے ہوں تو جائز نہیں (ص193)(۳)

113۔ نافرمانوں اور سرکشوں کے نام پر بچوں کے نام رکھنا مکروہ ہے جیسے یزید، ولید بن مغیرہؓ اور عقبہؓ (ص 196)(۴)

114 تعویذ عربی زبان میں ہو اور اس میں شرکیہ الفاظ اور کفار و شیاطین کے نام نہ ہوں تو مکروہ نہیں ہے (ص197)(۵)

115۔۔ لونڈی اور بیوی کے ہر عضو میں وطی کرنا حلال ہے (ص197)(۶)

116۔ فقیہ، متقی عالم، عادل بادشاہ کے چہرہ، ہاتھ، پاؤں چومنا جائز ہے امام مسلم نے

---

(۱)......وتجزئ عن كل رجل واهل بيته وعياله والزيادة عليها للتفاخر مكروهة ـ

(۲)......وتجزئ البدنة والبقرة عن سبعة ـ

(۳)......وتجزئ الجذع من الضان والثني من المعز لا ما دونه والتي طعنت في الثالثة من البقر والجاموس ولا يجوز ما دون خمس سنين من الابل ـ

(۴)......وتكره ......باسماء العصاة الطغاة كيزيد ووليد وعقبة ـ

(۵)......ولا (يكره) التميمة اذا كانت بالعربية ولم تتضمن الفاظ الشرك والكفر ولا اسماء الكفار والشياطين ـ

(۶)......ومن عرسه وامته الحلال له وطيها الى كل عضو منهما ـ

امام بخاری کو کہا مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں (ص 199)(۱)

117۔ مصافحہ ایک ہاتھ کے ساتھ مسنون ہے اور دو ہاتھوں کے ساتھ ثابت نہیں (ص 199)(۲)

118۔ قرآن مجید کو مزیّن کرنا، اس پر اعراب لگانا، سورتوں کے نام لکھنا، آیات کی تعداد لکھنا، علامات وقف لگانا جائز ہے اور کتب فقہ اور کتب تفسیر کی جلد بنوانا جائز ہے (ص 201)(۳)

119۔ قرآن، حدیث، فقہ اور تفسیر کے اوراق میں چیز لپیٹنا ناجائز ہے اور منطق، طب، اخلاق، تاریخ وقصص اور اخبار کے اوراق میں کوئی شئی لپیٹنا یعنی لفافہ بنانا جائز ہے (ص 202)(۴)

120 ۔ دعا میں یہ کہنا مکروہ نہیں ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِکَ" یا "اَسْئَلُکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ" یا "اَسْئَلُکَ بِمُوْسیٰ نَجِیِّکَ" یا "بِحَقِّ رُسُلِکَ وَاَنْبِیَائِکَ وَاَوْلِیَائِکَ وَمَلَائِکَتِکَ" (ص 203)(۵)

---

(۱)......جاز کتقبیل وجه فقیه او عالم ورع او زاهد متشرع او سلطان عادل او تقبیل راسه او یده او رجله وقد قال مسلم بن الحجاج لمحمد بن اسماعیل البخاری دعنی اقبل یدیك ورجلیك ۔

(۲)......کالمصافحةفانها تسن بید واحدة ......اما المصافحة بالیدین فلم تثبت بالدلیل ۔

(۳)......وجاز تحلیة المصحف وتعشیره واعرابه ولا باس بکتابة اسامی السور وعدد الآی وعلامات الوقف ولاباس بجعل الغلف وتجلید کتب الفقه والحدیث والتفسیر وغیرها ۔

(۴)......ولایجوز لف شئ فی ورقة القرآن والحدیث والتفسیر والفقه ویجوز فی اوراق المنطق والطب والاخلاق والتاریخ والقصص والاخبار ۔

(۵)......لایکره قوله فی الدعاء اللهم انی اسالکبمعاقد العز من عرشك او اسالك بمحمد نبیك او بموسی نجیك او بحق رسلك وانبیائك واولیائك وملائکتك۔

121۔ جمعہ کے دن ناخن کٹوانا نماز سے پہلے مستحب ہے اور ناخن کٹوانے میں انگلیوں کی ترتیب ثابت نہیں (ص 204)(۱)

122۔ جس آدمی کا نماز جمعہ پڑھنے کا ارادہ ہو اس پر غسل کرنا فرض ہے (ص 204)(۲)

123۔ مونچھیں منڈوانا بدعت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سنت ہے (ص 204)(۳)
(یہ دونوں قول حدیث میں دکھائیں۔ ناقل)

124۔ سفید بال اکھیڑنے میں اور داڑھی کے اطراف سے بال لینے میں کوئی حرج نہیں مگر ایک قُبضہ سے کم نہ کرے (ص 204)(۴)

125۔ فضائل اعمال میں احادیث ضعیفہ بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں (ص 209)(۵)

126۔ مفرد ذِکر اللّٰہ، اللّٰہ'' کے بارے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اس پر اجر دیا جائے گا۔ (ص 210)(۶)

127۔ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف ہے (ص 224)(۷)

128۔ احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ ائمہ کے اقوال کو احادیث پر مقدم کرتے ہیں (ص 228) (۸)

---

(۱)......ویستحب تقلیم اظفارہ یوم الجمعة قبل الصلاة ولم یثبت فی ترتیب الاصابع شئ۔

(۲)......ویجب الغسل علی من اراد الجمعة ۔

(۳)......وحلق الشارب بدعة وقیل سنة ۔

(۴)......ولا باس بنتف الشیب واخذ اطراف اللحیة ولا ینقصها من القبضة۔

(۵)......یجوز بیان الاحادیث الضعیفة فی فضائل الاعمال ۔

(۶)......واختلفوا فی الله الله والصحیح انه ذکر یثاب علیه ۔

(۷)......ودیة المراة نصف دیة الرجل ۔

(۸)......والاحناف الذین یقدمون اجتهاد ابی حنیفة علی اجتهد سائر الائمة وکذا الشوافع والمالکیة والحنابلة ۔

129۔ محدّث وہ ہے جس نے صحاح ستہ پڑھا ہو اور پورے طور پر سنن اور دوسری مسانید کے ساتھ مشغول ہوا اور حدیث کو فقہاء کی رائے پر مقدم کرے اور روایت کو درایت پر مقدم کرے۔(ص228)(۱)

130۔ مجتہد وہ ہے جو نصوص سے احکام کی استنباط کی قدرت رکھتا ہو اور آیات احکام اور احادیث احکام کے ضبط پر بھی قدرت ہو اور استنباط اور قیاس کے طریقوں کو جانتا ہو۔ (ص228)(۲)

131۔ اگر صرف لفظ ''السلام'' کا تلفظ کرے ''علیکم'' نہ کہے تب بھی نماز سے نکل جائے گا (ص232)(۳)

132۔ جن لوگوں کو بیت المال سے حصہ ملتا ہے جیسے علماء۔ ان کو جب موقع مل جائے وہ دیانت داری کے ساتھ بقدر حق بیت المال سے لے لے(ص233)(۴)

133۔ روزہ دار نے اپنے محبوب یا غیر محبوب کا تھوک نگل لیا تو اس پر قضاء ہے کفارہ نہیں (ص233)(۵)

---

(۱)......والمحدث من قرا الصحاح الستة وجل اشتغاله بالسننو المسانيد الاخرى ويقدم الحديث على راى الفقهاء ويقدم الرواية على الدراية ۔

(۲)......''وَالْمُجْتَهِدُ مَنْ قَدَرَ عَلىٰ اِسْتِنْبَاطِ الْاَحْكَامِ مِنَ النُّصُوْصِ وَضَبْطِ آيَاتِ الْاَحْكَامِ وَاَحَادِيْثِهَا وَعَرَفَ طُرُقَ الْاِسْتِنْبَاطِ وَالْقِيَاسِ''

(۳)......ويخرج من الصلاة بمجرد التلفظ بالسلام ولو لم يقل عليكم ۔

(۴)......ومن له حظ فى بيت المال كالعلماء اذوجد ظفرا عليه فله اخذه ديانة بقدر حقه المتعارف ۔

(۵)......ولو ابتلع الصائم بصاق محبوبه يقضى ولا يكفر وكذا فى غير محبوبه۔

اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

دیکھئے جناب! آپ نے کہا تھا کہ آج ہم آپ کو مطمئن کر کے چھوڑیں گے۔ میرے اطمینان کی ایک ہی صورت ہے کہ اگر یہ مسائل صحیح ہیں تو ہر ہر مسئلہ کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے صریح دلیل پیش کر دیں بس میں مطمئن!

غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ ۔۔ (غیر مقلدین اپنی گستاخانہ عادت کے مطابق جواب دیتے ہیں) یہ جھوٹ ہے یہ مسئلے لکھنے والا کوئی سکھ بے ایمان ہے۔

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س ۔۔آپ لکھ دیں کہ اہل حدیثوں کی ان کتابوں میں جھوٹ بولا گیا ہے اور نواب وحید الزمان سکھ اور بے ایمان ہے۔

غ ۔۔ میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ سارا جھوٹ ہے۔اس کا لکھنے والا سکھ، بے ایمان ہے۔لیکن میں آپ کو یہ بات لکھ کر نہیں دونگا۔

س ۔ بھائی جب آپ ایک بات زبان سے کہتے ہیں، لکھ کر نہیں دیتے تو کیا اعتبار! یہ تو محض دفع وقتی والی بات ہوئی۔اگر آپ زبان کے سچے، قول واقرار کے پکے اور مخلص ہیں تو یہ بات لکھ دیں۔

غ ۔ میں بالکل لکھ کر نہیں دوں گا۔آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے لکھوانے والے؟ ہم تبادلہ خیال کے لئے آئے ہیں لکھنے لکھانے کے لئے نہیں آئے۔

س ۔ جناب غصہ تھوک دیجئے اور تحمل اور بردباری سے تبادلہ خیال کیجئے۔اس کا لکھنے والا کوئی سکھ یا بے ایمان آدمی نہیں بلکہ اہل حدیثوں کے ایک بہت بڑے محدث نواب وحید

الزمان ہیں یہ وہی آپکے عالم اور محدث ہیں جن کے صحاح ستہ کے اردو تراجم آپ حضرات خود پڑھتے ہیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

غ ۔۔بے شک وہ اہل حدیث عالم اور محدث ہیں لیکن انہوں نے مسائل تو سکھوں والے لکھے ہیں!

س ۔۔میں نے پہلے بھی آپ کی خدمت میں گذارش کی ہے کہ آپ جلد بازی کر کے اتنی سخت بات نہ کہا کریں اور ادب سے بولا کریں آپ نے انجام سوچے بغیر اور کتاب کے نام پر غور کئے بغیر ان مسائل کو جھوٹ اور لکھنے والے عالم کو بھی بہت کچھ کہہ دیا ہے یہ بڑی زیادتی ہے کتاب کا نام ہے ''کنز الحقائق من فقہ خیر الخلائق'' یعنی تمام مخلوق میں سے بہترین شخصیت کی فقہ کے سچے مسائل کا خزانہ، آپ کے محدث علامہ وحید الزمان تو ان مسائل کو نبی پاک ﷺ کی سچی اور پاک فقہ بتاتے ہیں اور آپ ان کو جھوٹ اور سکھوں والے مسائل کہتے ہیں اور آپ ہیں دونوں اہل حدیث۔کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ نبی پاک ﷺ کے نام پر جھوٹ بولے یا نبی پاک ﷺ کے مسائل کو جھوٹ کہے اگر واقعی یہ جھوٹ ہے تو اس کو نبی پاک ﷺ کی فقہ کہنا غلط ہے اور اگر نبی پاک ﷺ کی فقہ ہے تو اس کو جھوٹ کہنا غلط۔آپ بتائیں اصل حقیقت کیا ہے؟

غ ۔۔میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ یہ جھوٹ ہے بالکل جھوٹ، اور کہنے والا بھی جھوٹا۔

س ۔۔مجھے اس بات پر حیرانی ہے کہ آپ کے علماء جب بھی جھوٹ بولتے ہیں ہمارے نبی پاک ﷺ پر ہی جھوٹ بولتے ہیں پھر اس سے بھی زیادہ حیرت اور تعجب اہل حدیث عوام پر ہے کہ وہ اپنے علماء کو سکھ، بے ایمان، جھوٹے تک کہہ دیتے ہیں۔یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں لیکن جب ان کو حنفی عالم حدیث دکھاتے ہیں تو لاجواب ہو کر فوراً کہہ دیتے ہیں جی ہم تو جاہل ہیں اپنے علماء سے اس کی تصدیق کریں گے

اور جب اہل حدیث علماء کے مسائل ان کے سامنے رکھے جاتے ہیں تو اپنے علماء سے زیادہ محقق بن کر اپنی افتادطبع کے مطابق ان کے مسائل بھی رد کر دیتے ہیں اور ان کو گالیاں بھی دیتے ہیں اہل حدیث عوام کی مثال شتر مرغ والی ہے اگر شتر مرغ کو کہا جائے کہ تیرے پر ہیں پرواز کر تو کہتا ہے میری ٹانگیں دیکھ لو میں اونٹ ہوں اور اگر کہا جائے کہ تو اونٹ ہے بوجھ اٹھا تو کہتا ہے یہ دیکھو میرے پَر ہیں میں پرندہ ہوں۔

اہلحدیث جاہل بھی محقق ہوتا ہے

غ ۔۔ یہی تو اہل حدیث مذہب کی خوبی اور کمال ہے کہ ہمارے ہاں جاہل اجہل عام اہل حدیث جس نے قرآن وحدیث کو نہ پڑھا ہو وہ بھی اپنی جاہلیت وجہولیت کے باوجود قرآن وحدیث اور مسائل کو سمجھتا ہے۔اس لئے جب آپ لوگ ہمارے علماء کے مسائل ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں تو ہمارے علماء نے خواہ ان کو فقہ النبی ﷺ کا عنوان دیا ہو یا فقہ محمدی نام رکھا ہو ہم اپنی سمجھ سے کام لے کر ان کو پَرکھتے ہیں اگر سمجھ آجائے تو قبول کرتے ہیں ورنہ رد کر دیتے ہیں بلکہ ہم تو بڑے بڑے ائمہ مجتہدین کی بات بھی ٹھنکا،ٹھنکا کر، جانچ پرکھ کر قبول کرتے ہیں ویسے قبول نہیں کرتے۔ہمیں اپنے علماء پر اعتماد ہی اسی لئے ہے کہ وہ مسئلہ بتاتے وقت ہمیں کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہمارا مسئلہ قرآن وحدیث کے مطابق ہو تو قبول کرو ورنہ بے شک رد کر دو۔ہمارے اوپر اپنی شخصیت، بزرگی،علمیت کا پریشر نہیں ڈالتے۔

غیر مقلد علماء کی دوہری چال

س ۔۔ قربان جایئے آپ کے اعتماد پر۔اپنے علماء پر لعنتیں بھی کر رہے ہو ان کو نہ جانے کن کن القاب سے نواز رہے ہو اور پھر ان پر اعتماد بھی ہے پھر جب آپ نے مسائل کے ردوقبول کے لئے اپنی سمجھ کو معیار بنایا ہوا ہے تو آپ اہل رائے ہوئے نہ کہ اہل حدیث۔

یا آپ خود اللہ اور رسول ﷺ ہیں اور آپ کی سمجھ اللہ اور رسول ﷺ والی سمجھ ہے اس لئے آپ نے اپنی سمجھ کو قرآن وحدیث بنا رکھا ہے ورنہ آپ مسائل کے ردوقبول کے لئے اپنی سمجھ کی بجائے قرآن وحدیث کو معیار بناتے۔

آپ لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ آپ کے علماء کی آپ لوگوں کے ساتھ دوہری چال ہے وہ آپ کو ایک طرف تو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ بدعتی مولویوں کے وعظ نہ سنا کریں اور یہ خیال کہ ''بدعتی مولویوں کے وعظ کے اندر جو باتیں قرآن وحدیث کے خلاف ہوں ان کو سامعین خیال میں نہ لاویں اور باقی باتوں کو خیال میں لاویں'' صحیح نہیں کیونکہ ہر شخص کو اس کی تمیز نہیں کہ کونسی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے اور کونسی موافق۔ (فتاویٰ نذیریہ صفحہ 391 جلد 1) لیکن دوسری طرف اپنے اوپر اعتماد قائم رکھنے کے لئے مسائل کو پرکھنے کا اختیار بھی آپ کو تفویض کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اہل حدیث کے نزدیک ہر سمجھ دار مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاویٰ (خواہ وہ صحابہ کا فتویٰ کیوں نہ ہو) کو کتاب وسنت پر پیش کریں جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ان کو جواب دے دے (فتاویٰ ثنائیہ ص 21 ج 1)...... عجیب تضاد ہے کہ ایک واعظ کے وعظ میں غلط اور صحیح، موافق قرآن اور خلاف قرآن میں امتیاز نہ کرسکیں لیکن فتاویٰ جو قانون اسلام کا اہم حصہ ہیں اس کو کتاب وسنت پر پیش کر کے پرکھ سکیں کتنا بڑا دھوکہ ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے غیر مقلدین کا نظریہ

غ ۔۔ ہم تضاد مضاد نہیں جانتے ہمارا تو صاف ستھرا عقیدہ ہے کہ سوائے آمنہ کے لعل ﷺ کے دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی بات کو بغیر جانچے پرکھے قبول کیا جائے۔ خواہ وہ ابوبکر ہو یا عمر، عثمان ہو یا علی، ائمہ اربعہ ہوں یا کوئی اور امام ہو۔

س ۔۔ جہاں تک صحابہ کرامؓ کا معاملہ ہے ان کو پرکھنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ کیونکہ وہ

معیارِ حق ہیں یعنی حق کی کسوٹی۔ سو ان کے ذریعے دوسروں کو پرکھا جائے گا لیکن یہ بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ غیر مقلدین صحابہ کرامؓ کو معیارِ حق نہیں مانتے۔ مگر خود ان کے لئے معیارِ حق بنتے ہیں کہ اگر صحابہ کرامؓ کا فتویٰ و مسئلہ ان کی سمجھ کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ رد کر دیتے ہیں۔

غ -- حدیث کے مطابق ہو تو قبول ورنہ مردود۔

سنی نوجوان کا عقیدہ

س -- ایک عام اہل حدیث کو کیا پتہ کہ صحابی کا قول حدیث کے مطابق ہے یا نہیں۔ اس لئے اس کو تو اپنے مذہب کے مطابق نہ قبول کرنے کا حق ہے نہ رد کرنے کا۔ رہے اہل حدیث علماء وہ صحابی کا قول بظاہر اس لئے رد کرتے ہیں کہ وہ حدیث کے خلاف ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ اس حدیث کا ایک مفہوم صحابی نے سمجھا اور اپنے اس سمجھے ہوئے مفہوم کے مطابق فتویٰ دیا۔ دوسرا مفہوم غیر مقلد عالم نے سمجھا وہ عالم اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کو حدیث کہتا ہے۔ اب اگر کسی جلیل القدر صحابیؓ کا قول و فعل اس کے خلاف ہو تو وہ اس کو رد کر دیتا ہے یعنی وہ اپنے مفہوم کو حدیث کہتا ہے اور صحابیؓ کے مفہوم کو غلط و باطل۔ آپ ذرا سوچیں کہ حدیث کو غیر مقلد عالم زیادہ سمجھ سکتا ہے یا صحابی رسولؐ؟ البتہ صحابہ کرام کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو تو اس کے قول و فعل اور فتویٰ و مسئلہ کو پرکھا جائے گا لیکن پرکھے کون؟ یاد رکھئے مجتہد کی بات کو مجتہد پرکھ سکتا ہے، غیر مجتہد کو خواہ عالم ہو یا غیر عالم پرکھنے کا کوئی حق نہیں آپ اپنے ایمان کو حاضر کر کے دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف سے بتائیں عوام تو اپنی جگہ رہے کیا اہل حدیث علماء بھی مجتہدین کے مسائل کو پرکھنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟

غ -- آپ علماء اہل حدیث کی بات کرتے ہیں اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا ایک عام اہل حدیث بھی بڑے سے بڑے مجتہد کے مسائل کو قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھے بغیر

قبول نہیں کرتا ہمیشہ ہمارے علماء ہمیں اسی چیز کی تلقین کرتے ہیں۔

س ۔۔کیا تم نے علماء کی اس تلقین کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پرکھا ہے کہ یہ غلط ہے یا صحیح؟

کیا غیر مجتہد کو اختیار دیا جاسکتا ہے کہ وہ مجتہد کے مسائل کو پرکھے؟

کیا عوام الناس کو یہ اختیار تفویض کیا جا سکتا ہے کہ وہ کتاب وسنت کے ذریعے ان مسائل کو پرکھیں؟

جب آپ کو قرآن وحدیث کا علم ہی نہیں تو پرکھیں گے کیسے؟

واللہ، مذاہب عالم میں واحد مذہب اہل حدیث ہے جن کا نظریہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایم۔اے کا پرچہ پرائمری پاس، پرائمری کا پرچہ انگوٹھا ٹیک اور ڈاکٹر کا نسخہ خود مریض چیک کیا کرے۔کسی نے بچھو سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا جس کی دم پہ ہاتھ رکھو وہی سردار ہے۔تمہارا بھی ہر آدمی مجتہد ہے اور ایسا مجتہد کہ صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال اور ان کے فتاویٰ کو بھی چیک کرتا ہے لیکن ہے انگوٹھا ٹیک۔آپ کہتے ہیں اہل حدیث مذہب میں آجاؤ لیکن مجھے تو اہل حدیث مذہب کی حالت اندھیر نگر جیسی معلوم ہوتی ہے میں اس مذہب میں کیسے آجاؤں؟

غ ۔۔ اندھیر نگر والی حالت کا کیا مطلب؟

لطیفہ

س ۔۔ ایک شہر تھا اندھیر نگر جس میں ہر چیز ٹکہ سیر تھی۔دال بھی ٹکہ سیر، گوشت بھی ٹکہ سیر، تیل بھی ٹکہ سیر، گھی بھی ٹکہ سیر، آٹا بھی ٹکہ سیر، اخروٹ بھی ٹکہ سیر، بادام بھی ٹکہ سیر، پستہ بھی ٹکہ سیر، پیاز بھی ٹکہ سیر، سیب بھی ٹکہ سیر۔ایک دفعہ گرو اور چیلہ چلتے پھرتے اس شہر میں پہنچ گئے چیلے نے ہر چیز ٹکہ سیر کی نوید سن کر کہا گرو جی ہم تو یہاں رہیں گے اخروٹ، بادام، پستہ

اور فروٹ خوب کھائیں گے خوب طاقت ہوگی۔ گرو نے سمجھایا مگر چیلہ نہ مانا۔ ایک عرصہ تک وہاں رہے۔ کھا کھا کر چیلہ خوب پل گیا اور پھول گیا۔ اتفاقاً وہاں عدالت میں فیصلہ ہوا کسی آدمی کو پھانسی دینے کا لیکن پھندا بڑا تھا اس کی گردن میں فٹ نہ آیا تو عدالت سے حکم صادر ہوا کہ ایسا آدمی تلاش کیا جائے جس کی گردن میں پھندا فٹ آ جائے چنانچہ پھولا اور سوجا ہوا چیلہ مل گیا پھندا جو گردن میں ڈالا تو فٹ۔ فیصلہ ہوا کہ اسی کو پھانسی چڑھا دو۔ اب گرو نے اپنی نصیحت یاد دلائی میں نے کہا نہیں تھا کہ ہر چیز ٹکہ سیر ہے تو یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔

تمھارے مذہب اہل حدیث میں بھی ہر آدمی مجتہد ہے تو یہ بھی اندھیر نگر ہے اور جیسے ہر چیز ٹکے سیر سے چیلے نے دھوکہ کھایا تو اس کی جان برباد۔ اسی طرح تمھارے مذہب میں ہر آدمی مجتہد ہے لہٰذا اگر میں تمھارے قرآن و حدیث کے دعوے سے دھوکہ کھا کر اہل حدیث مذہب میں آ گیا تو میرا ایمان برباد۔ بھائی اس اندھیر نگری والے مذہب سے میری توبہ۔ یہ بھی کوئی مذہب ہے جس میں ایک جاہل سے جاہل آدمی بھی مجتہد ہے۔

ایک پاس بیٹھے ہوئے دانا شخص نے ساری بات سن کر کہا کہ مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ مقلدین حضرات میں علماء تو بہت ہیں مجتہد ایک بھی نہیں اور غیر مقلدین مجتہد تو سارے ہیں عالم ایک بھی نہیں۔

منصف مزاج غیر مقلد کا تجزیہ

غ ۔۔ منصف مزاج غیر مقلد جو اپنے غیر مقلد احباب کے غیر معقول جوابات، گستاخانہ روش اور زبان درازی کی وجہ سے پریشان تھا اس نے کہا اصل حقیقت میں بتاتا ہوں۔ غیر مقلدین مجتہد تو سارے ہوتے ہیں البتہ ان میں عالم کوئی کوئی ہوتا ہے۔

س ۔۔ اس صورتحال میں میرا مطالبہ معقول ہے کہ جب آپ لوگ ائمہ مجتہدین کے

مسائل کو قرآن وحدیث کے ساتھ پرکھ سکتے ہیں تو اپنے علماء کے مسائل کو بھی پرکھیں پس ان میں جو مسئلہ صحیح ہے اس کے صحیح ہونے کا، اور جو غلط ہو اس کے غلط ہونے کا قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔

غ -- یہ سب خرافات ہیں ان کا قرآن وحدیث سے کوئی واسطہ ہی نہیں اس لیے ان کو قرآن وحدیث سے پرکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

س -- خرافات اور غلط مسئلوں کا قرآن وحدیث سے کوئی واسطہ ہوتا بھی نہیں لیکن ان کو خرافات اور ان کو غلط ثابت کرنے کے لیے بھی تو قرآن وحدیث کا ثبوت ہونا چاہئے۔آپ اپنے قرآن وحدیث والے دعوے کے مطابق کسی مسئلہ کو بھی قرآن وحدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط ورنہ آپ کا یہ دعویٰ جھوٹا ہو جائے گا۔''اہل حدیث کے دو اصول ،فرمان خدا فرمان رسول''۔

غ -- میں ان کتابوں کا اور ان کے مسئلوں کا ذمہ دار نہیں۔بس ہمارا مذہب قرآن اور حدیث ہے ۔

سنی نوجوان کا مطالبہ

س -- آپ کا مذہب اور دعویٰ چونکہ قرآن وحدیث ہے اسی لئے تو میں بار بار آپ سے مطالبہ کرر ہا ہوں کہ آپ قرآن وحدیث کے ثبوت سے ان مسئلوں کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کریں۔اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر ثبوت پیش کریں۔

غ -- آپ ان مسائل کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔آپ کو ہمارا دعویٰ قرآن وحدیث اور ہمارا نعرہ ''اہل حدیث کے دو اصول۔فرمان خدا فرمان رسول'' اچھا نہیں لگتا؟ کیا یہ دعویٰ اور نعرہ غلط ہے؟

س ۔۔ بھائی! ہیرے کا قیمتی ہار کسی انسان کے گلے میں ہو تو صحیح، خنزیر کے گلے میں ہو تو غلط ۔اسی طرح قرآن مجید عظیم الشان کتاب ہے۔ پاک آدمی پڑھے تو صحیح، ناپاک (جنبی) آدمی پڑھے تو غلط ۔اسی طرح قرآن وحدیث کا دعویٰ اگر کوئی سچا انسان کرے تو صحیح، جھوٹا آدمی کرے تو غلط۔

غ ۔۔ کیا ہم جھوٹے ہیں؟

س ۔۔ اس میں کیا شک ہے؟ آپ ان مسائل کو غلط بھی کہتے ہیں لیکن اپنے دعوے کے مطابق ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث کا ثبوت بھی پیش نہیں کرتے اور نہ ہی آپ کے دوسرے علماء ثبوت پیش کرتے ہیں تو میں اہل حدیثوں کو سچا کیسے مان لوں؟

غ ۔۔ اگر نواب وحید الزمان نے چند باتیں غلط لکھ دی ہیں تو کیا اس سے اہل حدیث مذہب غلط ہو گیا؟

اہلحدیث مذہب کی چند دیگر کتب کا تعارف

س ۔۔ یہ تو میں نے چند باتیں آپ کے سامنے بطور نمونہ ذکر کیں ورنہ ان کی کتابوں میں ایسے سینکڑوں مسائل موجود ہیں جن کے غلط ہونے سے تمہارا دعویٰ ضرور غلط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی تمہاری طرح قرآن وحدیث کے مدعی تھے لیکن مسئلے ایسے لکھے جن کو سن کر اہل حدیثوں کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں اور توبہ توبہ کرا ٹھتے ہیں اور ان کو غلط غلط کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اچھا! اگر یہ تمھارے نزدیک غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث کا ثبوت پیش کرو تو وہ کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے۔ اس سے ان سب کا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے چلو اب میں آپ کے اس شکوے کو دور کرنے کے لئے آپ کے دوسرے معتبر علماء کی مندرجہ ذیل معتبر کتابوں سے پورے ثبوت کے ساتھ کچھ اور مسائل گوش گذار کرتا ہوں۔

دیکھئے اس کتاب کا نام ’’ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات‘‘ ہے۔
اس کے صفحہ نمبر 49 پر ’’عرف الجادی‘‘ (مؤلفہ السیّد نواب نور حسن خان) کا صفحہ نمبر 66 پر ’’بدور الاہلہ‘‘ (مؤلفہ السید نواب صدیق حسن خان) کا صفحہ 67 پر، ’’الروضۃ الندیۃ‘‘ (مؤلفہ السیّد نواب صدیق حسن خان) کا صفحہ 205 پر، ’’فتاوٰی نذیریہ‘‘ (مجموعہ فتاوٰی شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین) کا صفحہ 214 پر، ’’فتاوٰی ستاریہ‘‘ کا جو محدث و مفتی عبدالستار صاحب دہلوی، امیر و امام ’’جماعتِ غرباء‘‘ کے فتاوٰی کا مجموعہ ہے اور ’’فتاوٰی ثنائیہ‘‘ (شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری) کا اندراج ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے اکابرین اور مذہب اہل حدیث کے بانیان کی یہ ایسی معتبر کتابیں ہیں کہ جن پر اہل حدیث حضرات کو ناز ہے اس لئے ان کتب کو علماء اہل حدیث کے بہت بڑے علمی کارنامے اور علمی خدمات کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

عرف الجادی من جنا ن ھدی الھادی

﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدایت کے باغات میں سے زعفرانی باغ کی خوشبو﴾

اس زعفرانی باغ کی معطر خوشبو سے آپ بھی لطف اندوز ہو جائیے۔

1۔ جناب نور الحسن خان عرف الجادی کے دیباچہ میں فرماتے ہیں......

ا:۔ اس رسالہ میں مسائل اجماعیہ کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

۲:۔ ضروری ہے کہ اجماع کے چہرے سے پردہ ہٹا کر عوام و خواص کے دلوں میں اجماع کی ہیبت اور خوف نکال دیں۔

۳:۔ اجماع کوئی چیز نہیں۔

۴:۔ جب اجماع کوئی چیز نہیں تو قیاس اصطلاحی جس کو چوتھی دلیل بنا لیا گیا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں رہتی (عرف الجادی، ص3)(۱)

۵:۔ پھر ص4 پر لکھتے ہیں ''پس حق یہی ہے کہ اجماع ممنوع ہے''۔ (۲)

کیا ان پانچ امور پر کوئی صریح دلیل موجود ہے؟

2۔ از روئے سنت راجح مذہب یہ ہے کہ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ، مستعمل ہو یا غیر مستعمل نجاست

---

(۱)......دریں رسالۃ سلالۃ و مقالۃ علالۃ قطع نظر است از احتجاج بمسائل اجماعیۃ مصطلحۃ اہل خلاف پس ضرورت شد کہ پردہ از روئے اجماع کہ ہیبت و خشیت آں در دلہائے خاصہ و عامہ بسیار است بر اندازیم وانچہ در ممکن بطون است برمنصۂ شہود جلوہ گر سازیم و بعد از انکہ اجماع چیزے نیست قیاس مصطلح کہ آنرا دلیل رابع قرار دادہ اند خود مکفی المؤنۃ شد

(۲)......''پس حق ہمیں است کہ اجماع ممنوع است''۔

گرنے سے تب نجس ہوگا کہ بو، مزہ یا رنگ بدل جائے ورنہ پاک ہے (ص 9، فتاویٰ ثنائیہ ص 614 ج 1) (۱)

3۔ بلی ناپاک نہیں ہے لہٰذا اس کے پانی میں منہ ڈالنے سے پانی نجس نہ ہوگا (ص 9) (۲)

4۔ دباغت سے چمڑا پاک ہوجاتا ہے (ص 9) (۳)

5۔ منی پاک ہے (ص 10، بدور الاہلہ ص 15) (۴)

6۔ 'ہر نجس حرام ہے لیکن ہر حرام نجس نہیں ہے لہٰذا کتا خنزیر وغیرہ حرام ہیں مگر نجس نہیں کہ ان کے نجس ہونے پر شرعی دلیل نہیں ہے (ص 10) (۵)

7۔ اگر لڑکا پیشاب کردے تو دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس پر پانی چھڑک دیں (ص 10) (٦)

---

(۱)......آب باراں و دریا و چاہ طاہر و مطہر است بلید نمی گردد مگر بنجاستے کہ بو یا مزہ یا رنگ اورا برگرداند --راجح عدم فرق است در قلیل و کثیر و مستعمل و غیر مستعمل و ایں راجح مذہب است

(۲)......وگربہ پلید نیست کہ آب بدہان انداختن او نجس گردد۔

(۳)......چرم مدبوغ پاک است۔

(۴)......و منی ہر چند پاک است۔

(۵)......پس دعوی نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار نا تمام ست آری اکل لحم اینہا و آشامیدن خمر حرام ست و نیست ملازمت میان حرمت و نجاست آری ہر نجس حرام است نہ ہر حرام نجس۔

(٦)......در بول غلام رش آمدہ۔

8۔ حیوانات اور آدمی کے بدن سے جو کچھ نکلتا ہے وہ اصل کے اعتبار سے پاک ہے الّا یہ کہ ان کے نجس ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے اس لئے گو بر اور آدمی کا پیشاب پاخانہ اصلاً ناپاک نہیں ہے بلکہ ان کی ناپاکی کا حکم محض دینی ضرورت کی وجہ سے ہے اور ان کے علاوہ جانوروں اور آدمی کے بدن سے جو کچھ نکلتا ہے وہ پاک ہے (ص 10)(۱)

9۔ چونکہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے الّا یہ کہ اس کے نجس ہونے پر شرعی دلیل قائم ہو جائے بغیر شرعی دلیل کے کسی چیز کو نجس قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ پس کتا، خنزیر، خمر ، دم مسفوح ، مردار سب پاک ہیں ان کے ناپاک ہونے کا دعویٰ ناتمام یعنی بے دلیل ہے۔ (ص 10، بدور الاہلہ ص 15)(۲)

کنویں وغیرہ میں گر جائیں تو پانی پاک رہتا ہے......ناقل

10۔۔ تمام کفار کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ وہ کافر بوقت ذبح یا کھانے والا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے (ص 11)(۳)

11۔ ناپاک جوتی کے ساتھ زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتی ہے لہٰذا جوتی سمیت مسجد میں آنا اور جوتی میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن شیطان لعین نے جب دیکھا کہ نمازی لوگ

---

(۱)......ثبوت نجاست بول وغائط آدمی بضرورت دینیہ است و در ماعدا ایں ہر دو کہ از ادمی بیرون آید خلاف است وہمچنیں در خارج از حیوانات وتحقیق بقبول حکم بنجاست چیز یست کہ بلید بودنش بضرورت دینیہ ثابت شدہ و در ماعدائے آں حاجت بورود دلیل دال بر نجاست است

(۲)......در آنچہ دلیل نیامدہ برائت اصلیہ در نفی تعبد بنجس بودن آں کافی است چہ اصل در ہمہ اشیاء طہارت است -----پس دعوی نجس عین بودن سگ وخنزیر و بلید بودن خمر ودم مسفوح وحیوان مردار ناتمام است۔

(۳)......ذبائح اہل کتاب ودیگر کفار نزد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است حرام ونجس نیست۔

شراب خوری اور فسق و فجور کے قریب نہیں بھٹکتے تو اس نے جوتی پہن کر مسجد میں آنے اور نماز پڑھنے کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے ان کو جوتی اتار کر مسجد میں آنے اور جوتی اتار کر نماز پڑھنے پر لگا دیا (ص 11)(۱)

12۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے اس مکروہ کام کو جواز بیان کرنے کے لئے کیا ہے اور شرعی حکم بیان کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کے لئے مکروہ کام کرنا جائز تھا (ص 11)(۲)

13۔ استنجاء میں ڈھیلے اور پانی دونوں استعمال کرنا بہت اچھا ہے اور تنہاء پانی کے ساتھ استنجاء کرنا تنہا ڈھیلے سے بہتر ہے (ص 11) (۳)

14۔ راستہ میں پھل دار درخت کے سایہ اور نہر کے کنارے پر پائخانہ کرنے سے نہی ضعیف حدیث میں وارد ہے (ص 11)(۴)

سوال ۔اس حدیث پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ حدیث ضعیف ہے۔اور جو لوگ عمل کر رہے ہیں انکی قولاً وفعلاً تردید کی جائے یا نہ؟

---

(۱)......طہارت پاپوش آلودہ بنجاست ہمیں سودنش بزمین است وبس ودر آں نماز گزاردن وبمسجد در آمدن روا است ولیکن شیطان لعین وابلیس رجیم از برائے عصاۃ متہتکین وآثمین متسترین شکوک وخیالات بے سروپا را دام شکار خود ساختہ وچوں دید کہ نفوس ایں قوم طموح بسوئے شرب خمور وارتکاب فجور نمی کند لاجرم این حفیرہ را شبکہ گرفتاری ایشان گردانید۔

(۲)......استادہ شاشیدن مکروہ است وفعل ایں مکروہ از آنحضرت ﷺ از برائے بیان حکم شرعی جائز باشد

(۳)......وجمع میان سنگ وآب احسن وبآب تنہا افضل از تنہا سنگ است۔

(۴)......از تخلی در راہ وزیر سایہ درعت میوہ دار وکرانہ نہر رواں در حدیث ضعیف نہی آمدہ۔

15۔ وضو سے پہلے مسواک کرنا مستحب ہے اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب (فرض) ہے (ص 12)(۱)

سوال۔ یہ فرق کس حدیث میں ہے؟ ناک جھاڑنے کا حدیث میں حکم ہے وہ مستحب ہے یا فرض؟

16۔ وضو میں پیشانی پر مسح کر لینے سے وضو ہو جاتا ہے (ص 12)(۲)

17۔ داڑھی میں خلال کرنے کی قولی اور فعلی احادیث ضعیف ہیں (ص 12)(۳)

18۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ "وارجلکم" میں قرأت نصب و جر سے پاؤں کا دھونا اور مسح کرنا دونوں ثابت ہیں۔ جو لوگ صرف دھونے یا صرف مسح کے قائل ہیں انہوں نے زبردستی سے کام لیا ہے۔ اگرچہ احادیث کے اعتبار سے پاؤں دھونا واجب ہے (ص 12، 13)(۴)

19۔ گردن پر مسح کرنے کی احادیث میں حجت بننے کی صلاحیت ہے (ص 13)(۵)

20۔ خون اور قے سے وضو نہیں ٹوٹتا (ص 14)(۶)

21۔ بیٹھ کر سونے والا اگرچہ خراٹے مارتا رہے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا (ص 14)(۷)

---

(۱)......تقدیم سواک براں مستحب---وآب در دہن گرداند و اندرون بینی رساند وایں واجب است۔

(۲) ......ومسح بر پیشانی وبر دستار ہم بصحت رسیدہ۔

(۳)......احادیث فعل تخلیل لحیۃ خالی از مقال نیست واما امر بتخلیل پس خود احدی بجانب تصحیحش نرفتہ۔

(۴) ......شک نیست کہ قرات نصب وجر در آیۃ کریمہ افادہ جواز غسل ومسح ہر دو می کند و برائے ہر یکے قائلین تعسف بسیار کردہ اند لکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودہ کہ فرض براست غسل است نہ مسح رجلین۔

(۵) ......در مشروعیت مسح رقبۃ فی الجملہ روایاتیکہ صالح تمسک می تواند شد آمدہ۔

(۶) ......نمی شکند از برآمدن خون وقی۔

(۷)......نہ شکنندہ وضوء نشستہ اگرچہ غطیط کنند۔

22۔ سنگی لگوانے والے کے لئے غسل سنت ہے۔ جمعہ کے لئے واجب ہے۔ نومسلم کے لئے مستحب ہے (ص 14)(۱)

سوال۔ سنت واجب اور مستحب کی تعریف پر حدیث صحیح صریح پیش کریں؟

23۔ بے وضو آدمی کے لئے قرآن کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔ کیونکہ ''لا یمسّ القرآن الّا طاھر'' ضعیف ہے (ص 14، 15)(۲)

سوال تو کیا قرآن کا حکم ''لَا یمسه الّاالْمُطَهَّرُوْنَ'' بھی ضعیف ہے؟

24۔ اگر غسل کے بعد منی خارج ہو تو اس کی وجہ سے غسل کو واجب بتانا جنون ہے (ص 15)(۳)

25۔ پانی کے نہ ہونے کا گمان ہو تو تیمّم کرے اور پانی کے متعلق تلاش و تحقیق کی ضرورت نہیں (ص 15)(۴)

26۔ تیمّم میں ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مار کر بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ اور چہرے پر پھیر لے (ص 16)(۵)

27۔ اگرچہ پٹی پر مسح کی حدیثیں بہت ہی ضعیف ہیں تاہم پٹی پر مسح اور باقی اعضاء کو وضو میں دھونا جائز ہے (ص 16)(٦)

---

(۱) ......سنت است غسل از برائے حجامت و برائے جمعہ واجب ست و برائے نومسلم مستحب۔

(۲)......محدث را مس مصحف جائز باشد...... حدیث لا یمس القرآن الا طاہر معلول است۔

(۳) ......آنچہ از منی و بول وجز آن بعد از غسل برآید موجب اعادہ غسل نیست و ناقض شمردن آں از برائے غسل جنون است۔

(۴)......معتبر دراں علم یا ظن بعدم وجود ماء است و بحث و کشف و احفاء سوال---معتبر نیست۔

(۵) ......تیمّم یک ضربہ است برزمین با مسح شمال بریمین و مسح روئے۔

(٦)......مسح برجبیرہ و غسل باقی اعضاء وضوء جائز است اگرچہ حدیثش واہی و ضعیف ست۔

28۔ حیض کی اقل واکثر مدت متعین نہیں ہے(ص 16)(۱)

29۔ جوآدمی پانچ نمازیں چھوڑ دے اس سے توبہ کرانا ہم پر واجب ہے اگر توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اس کو بحکم خدا قتل کر دیں گے(ص 17)(۲)

30۔ نماز چھوڑنے والا بلا تاویل حقیقتاً کافر ہے(ص 17)(۳)

31۔ اگر کوئی شخص ایک نماز بھی قصداً چھوڑ دے تو وہ توبہ کرے یا اسے قتل کر دیا جائے کہ اس کی جان مال مباح ہے (ص 17)(۴) یعنی حکومت اس کو قتل کر دے اور اس کی جائداد و مال ضبط کر لے

سوال مسئلہ نمبر ۲۹ میں پانچ نمازوں کی قید پر حدیث مطلوب ہے؟

32۔ علم نجوم سے شریعت میں نہی آئی ہے اور اس کے اعتبار کرنے کو مطلقاً کفر قرار دیا ہے۔ بعض فقہاء نے اس کا اعتبار کیا ہے(ص 18)(۵)

سوال وہ فقہاء کون ہیں؟ کافر ہیں یا مسلمان؟

---

(۱) ......نیست مدت برائے اقل و اکثر حیض۔

(۲) ...... ہر کہ ادا نیم کردے نمازی را از پنج نماز ترک کردا یذان او بتوبہ بر ما واجب باشد اگر توبہ کرد فبہا ورنہ او را بکشیم بحکم خدا۔

(۳) ......اما اطلاق اسم کفر بروی پس در احادیث صحیحہ ثابت شدہ داد تعالی تاویل این احادیث بر ما واجب نساختہ ونہ ما را بدان اذن دادہ۔

(۴) ...... ہر کہ بجا نیارد خون و مال او را عصمت نیست بلکہ ما ماموریم بقتال او چنانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بدان مامور شدہ ولیکن توبہ مقبول است۔

(۵) ......تعداد نجوم و تقدیر منازل کہ بعض فقہاء کردند......در شرع از یں علم (علم نجوم) نہی آمدہ واعتبار آن را مطلقا کفر گردانیدہ۔

33۔ سخت گرمی میں ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا حکم ہے (ص 18)(۱)

34۔ عین زوال کے وقت نماز جمعہ مکروہ نہیں ہے (ص 19)(۲)

35۔ مباح کام میں مشغولیت کے عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں حقیقتاً جمع کرنا غیر مسافر کے لئے، اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ ایسا وہی کر سکتا ہے جو شیعہ، رافضی ہے اور جو اس درجہ کو پہنچ جائے وہ خطاب کے لائق نہیں اور جو حضور نے مدینہ میں نمازیں جمع کی تھیں وہ جمع صوری تھیں (ص 19، 20)(۳)

36۔ شور یلی تر زمین میں سواری کی پیٹھ پر فرض نماز جائز ہے اس پر قیاس ہوگا دخانی کشتی کا کہ اس میں بھی فرض نماز جائز ہے (ص 20)(۴)

37۔ مسجد حرام مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں حسب مراتب باقی مساجد سے ان میں نماز کا ثواب زیادہ ہے۔ باقی سب مساجد باعتبار مسجد کے برابر ہیں وہاں ثواب کم زیادہ ہوتا ہے جماعت کی قلت و کثرت کے اعتبار سے (ص 21)(۵)

---

(۱)......دراشتد ادحر تبرید ظہر آمدہ۔

(۲)......نماز جمعہ در حین زوال مکروہ نیست۔

(۳)...... ہر کہ مجوز مطلق جمع از برائے غیر مسافر و من یلتحق بہ است بدستش دلیلی نیست و مسوغ جمع از برائے مشتغل بمباح مفرط ست ...... ہر کہ حظی از تشیع دارد معتقد ایں جمع ست و ہر کہ باین منزلت بود مستحق خطاب نیست ......حدیث ابن عباس در جمع صلاتین بمدینہ منورۃ محمول بر جمع صوریست

(۴)......تادیہ فریضہ را درارض ندیہ بر ظہر راحلہ مسوغ کردہ و بریں قیاس ست حکم تادیہ فرائض در عجلہ دخانی

(۵)......نماز در مسجد حرام برابر صد ہزار نماز ست و در مسجد مدینہ برابر ہزار نماز ......ایں ہر سہ مسجد افضل مساجد روئے زمین ست ......وبعد ازینہا تفضیل مر مسجد جماعت را باشد و ہر مسجد کہ جماعت آنجا بیشتر ست بہتر از مسجد قلیل الجماعۃ ست۔

38۔ ''لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّا فِیْ الْمَسْجِدِ ''ضعیف ہے لیکن اس کی اسناد بہت ہیں (ص 21)(۱)

39۔ صحت نماز کے لئے طہارت مکان شرط نہیں ہے (ص 21)(۲)

40۔ پختہ اور مزیّن مساجد ممنوع ہیں (ص 22)(۳)

41۔ دو رکعت تحیۃ المسجد واجب ہے (ص 22)(۴)

42۔ کپڑا ناپاک ہو یا ستر کھلا ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز صحیح ہے، اعادے کی ضرورت نہیں۔ (ص 22)(۵)

43۔ اگر کندھوں پر کپڑا نہ ہو تو نماز جائز نہیں ہے (ص 22)(۶)

44۔۔ نماز میں آواز کے ساتھ رونا جائز ہے (ص 22)(۷)

45۔۔ جوتی کے نیچے نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کو زمین پر رگڑ لیں پھر مسجد کے اندر جا کر اسی جوتی کے ساتھ نماز پڑھ لیں (ص 22)(۸)

---

(۱)......اگرچہ حدیث لا صلاۃ لجار المسجد ضعیف ست ولیکن طریقہائے بسیار دارد۔

(۲)......طہارت مکان نماز واجب ست نہ شرط صحت نماز۔

(۳)......تشید وزخرفت مساجد ممنوع ست۔

(۴)......از نشستن در مسجد نزد درآمدن بدون دو رکعت تحیت نہی آمدہ پس واجب باشد۔

(۵)...... ہرکہ چیزے از عورتش در نماز نمایاں باشد یا در جامہ ناپاک نماز گذارد نمازش صحیح ست۔

(۶)......بیک جامہ کہ چیزی از آن بر دوش نباشد نماز نباید کرد۔

(۷)......وگریستن مشروع اگرچہ بآواز باشد۔

(۸)...... ہرکہ بمسجد درآید نظر بنعل خود بکند اگر در آن اذی یا قذر بیند مسح نعل کند و در ان نماز بگذارد۔

46۔ نماز کے دوران منبر سے اترنا اور چڑھنا جائز ہے۔اسی طرح نماز میں سانپ، بچھو کو قتل کرنا جائز ہے(ص 22 ''23)(۱)

47۔ بھول کر کلام کرنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے(ص 23)(۲)

48۔ جو آدمی نمازی اور سترہ کے درمیان گزرے اس کے ساتھ قتال جائز ہے(ص 23)یعنی نمازی اس کے ساتھ قتال کرے کوئی حرج نہیں (۳)

49۔ اذان میں'' حیّ علیٰ خیر العمل ''پر اعتراض جائز نہیں(ص 24)(۴)

50۔ نمازی دوران نماز بلغم،تھوک،فضلہ ناک قدم کے نیچے یا بائیں جانب ڈالے، سامنے یا دائیں جانب نہ ڈالے(ص 24)(۵)

51۔۔جیسے اکہری تکبیر کے ادلہ موجود ہیں اسی طرح دوہری تکبیر کے دلائل بھی موجود ہیں مگر اخیر میں''لا الہ الاّ اللہ''ایک بار ہے اور چونکہ ان حدیثوں میں مقدم و مؤخر معلوم نہیں اس لئے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اذان دوہری ہو تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے''پس اس صورت میں اقامت دوہری ہونی چاہیئے یہی قول مناسب ہے اصول کا تقاضا بھی یہی ہے(ص 24،25) (۶)

---

(۱)......قتل مار وکژدم عمل کثیر نیست......طلوع ونزول اواز منبر در حالت نماز............در حکم غیر کثیر دارد۔

(۲)......کلام ساہی مفسد صلاۃ نیست۔

(۳)......رواست مقاتلہ باکسے کہ میان سترہ ومصلی بگذرد۔

(۴)......بر ہیچ یکی از منکر ومثبت (حی علی خیر العمل)نکیر نیست۔

(۵)......بصاق افگندن اگر روا باشد زیر قدم وجانب شمال ست نہ روبرو وجانب راست۔

(۶)......چنانکہ ادلہ بایتار اقامت آمدہ ہمچنان بتشفیع آن نیز وارد گشتہ مگر تہلیل در آخر کہ یک بار بیش نیست......ومتقدم از متاخر معلوم نیست پس جمع میان ہر دو متوجہ شود وعمل بزیادت واردہ از وجہ صحیح ثابت ست پس برین تقدیر اقامت مثنی مثنی باید جز تہلیل در آخر هذا هو الذی ینبغی القول به علی ما یقتضیه الاصول

52۔ اذان میں آہستگی اور اقامت میں تیزی مستحب ہے (ص 25)(۱)

53۔ شروع میں کانوں تک یا کندھوں تک ہاتھ اٹھانا ان میں سے ہر ایک سنت ہے (ص25)(۲)

54۔ شروع کے رفع یدین کی احادیث متواتر ہیں (ص25)(۳)

55۔ ہاتھ باندھنے کے تین طریقے ہیں سینے پر، ناف کے نیچے یا دونوں کے درمیان یا ناف کے اوپر (ص25)(۴)

56۔ ثنا اور تعوذ کے مختلف صیغے صحیح طور پر ثابت ہیں سب درست ہیں (ص26)(۵)

57۔ بسم اللہ جہری نماز میں جہراً اور دوسری نماز میں سراً پڑھیں (ص26)(۶)

58۔ مدرک رکوع مدرک رکعت نہیں (ص26، 37)(۷)

59۔۔ اگرچہ ایک فعل کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہ کیا ہو پھر بھی وہ امتیوں پر لازم نہیں ہوتا جب تک وجوب کی الگ دلیل نہ ہو (ص28)(۸)

---

(۱)...... مستحب ست ترسل در اذان و تعجیل در اقامت

(۲)...... نزد ایں تکبیر ہر دو دست خود تا ہر دو گوش یا دوش بردارد والکل سنۃ

(۳)...... واحادیث ہذا الرفع متواترۃ

(۴)...... دست راست بر دست چپ بر بند خواہ بر سینہ نہد یا زیر ناف یا میان ہر دو۔

(۵)...... دعائے استفتاح بخواند ودرین دعا صیغہا بصحت رسیدہ وہمہ مجزیست ...... ودر تعوذ ہم صیغہا آمدہ۔

(۶)...... در نماز جہریہ بجہر ودر سریہ بسر باید خواند۔

(۷)...... بی فاتحہ نہ نماز صحیح ست ونہ ادراک رکعت معتد بہ۔

(۸)...... ہر چند در حدیثی از احادیث حاکیہ فعل نبوی ﷺ ترک تشہد ہیچگاہ ثابت نشدہ لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست۔

کیا اطاعت رسول اسی کا نام ہے؟ یہ وضاحت حدیث میں دکھائیں؟

60۔ مقتدی فاتحہ امام کے ساتھ پڑھے امام کے سکتات میں یا امام کے فاتحہ ختم کرنے کے بعد پڑھنا کوئی چیز نہیں (ص 26)(۱)

61۔ سجدوں میں رفع یدین نہیں ہے۔ تیسری رکعت کی طرف کھڑے ہوکر بھی رفع کرے اور یہ رفع یدین نماز کے آداب میں سے ہے۔ آنحضرتؐ نے کبھی کیا ہے اور کبھی نہیں کیا پس کرنے والے کو ثواب ہوگا اور چھوڑنے والے پر کوئی ملامت نہیں۔ (ص 26)(۲)

62۔ جو چیز حدیث مسیٔ میں مذکور ہے وہ واجب ہے اور جو مذکور نہیں وہ واجب نہیں (ص 27)(۳)

63۔ سجدہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ (ص 27)(۴)

64۔ جب نمازی منفرد ہو تو طویل نماز پڑھنا سنت ہے۔ امام ہو تو جلدی نماز پڑھنا سنت ہے (ص 27، 28)(۵)

---

(۱)......خواندن فاتحہ در سکتات امام یا بعد ختم قرائت فاتحہ از امام چیزی نیست۔

(۲)......در سجود رفع یدین نیست ونزد قیام بہ رکعت سوم ہم رفع یدین بکند واین از ان ہیئات ست کہ باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد وباری نکرد پس فاعل آن مثاب باشد وتارک آن غیر ملام۔

(۳)......مرجع جملہ واجبات صلاۃ ہمین حدیث مسیٔ ست ہر چہ را آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دران حدیث ذکر کردہ واجب ست وانچہ ذکر نہ کردہ واجب نیست ۔

(۴)......از ہیئات سجود این ست کہ ہر دو رکبہ پیش از ہر دو دست بر زمین نہد۔

(۵)...... تطویل در نماز یکے از سنن ثابت ست ما دام کہ مصلی امام نباشد واگر امام ست نماز در رنگ سبکترین ایشان بگذارد۔

65۔ سب سے زیادہ صحیح تشہد ابن مسعودؓ ہے (جو احناف پڑھتے ہیں) اس کے بعد تشہد ابن عباسؓ اور تشہد عمرؓ ہے (ص28)(۱)

66۔ نماز میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تشہد میں چوکڑی مار کر بیٹھنا، سرین پر بیٹھنا، بائیں پاؤں پر بیٹھنا جائز ہے ائمہ کے درمیان اختلاف سنت میں ہے۔ صحیح یہ ہے یہ سب طریقے سنت ہیں (ص28)(۲)

67 قعدہ میں تشہد واجب نہیں کیونکہ نبی پاک ﷺ سے اگرچہ تشہد کا ترک ثابت نہیں لیکن صرف دوام سے وجوب ثابت نہیں ہوتا اگرچہ بعض حدیثوں میں ''قولوا'' امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے لیکن تشہد کا حدیث مسیئ الصلوٰۃ میں ذکر نہیں اور جو چیز حدیث مسیئ میں غیر مذکور ہے وہ واجب نہیں نیز یہ امر تعلیم کے مقام میں ہے اور تعلیم کے مقام میں جو امر ہو اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا (ص28)(۳)

68۔ پہلے تشہد میں تخفیف ہے دوسرا طویل ہے (ص28)(۴)

69۔۔ آمین سراً اور جہراً ہر دو کی احادیث صحیح ہیں (ص29،30)(۵)

---

(۱)...... اصح آن تشہد ابن مسعود ست پستر تشہد ابن عباسؓ و عمرؓ۔

(۲)......از ہیئات قعدہ آن ست کہ بر پائے چپ بنشیند و پائے راست استادہ کند......وبالجملہ بہر صفت کہ بنشیند از تربیع و تورک و افتراش جائز باشد و اختلاف ائمہ در سنیت ست واشبہ آن می نماید کہ مؤدی بر صفت مرویہ ہر صفت کہ باشد مؤدی سنت ست۔

(۳)...... ہر چند در حدیثی از احادیث حاکیہ فعل نبوی ﷺ ترک تشہد ہیچگاہ ثابت نشدہ لیکن این قدر مثبت وجوب آن نیست ......احادیث صحیحہ تشہد کہ دران لفظ قولوا آمدہ ہر چند کہ اصل امر از برائے وجوب ست لیکن این امر بحدیث مسیٔ تصرفستا ز حقیقت خویش و نیز امر در بعض تشہد از برائے تعلیم کیفیات ست و علیم کیفیات اگرچہ بلفظ امر باشد دال بر وجوب نیست۔

(۴)......در تشہد اوسط تخفیف خوب ست چنانکہ دلیل بدان وارد گشتہ۔

(۵)......آثار در خفض و رفع آمین ہر دو وارد شدہ و بصحت رسیدہ۔

70۔ جو قرأت پر قدرت نہ رکھتا ہو وہ یہ کلمہ کہے "سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" (ص30)(۱)

71۔ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں کبھی کوئی آیت اونچی پڑھنا جائز ہے (ص30)(۲)

72۔ تشہد کے بعد نماز میں جو دعا زیادہ پسند ہو وہ پڑھے۔ خواہ وہ مأثور ہو یا غیر مأثور ہو (ص30)(۳)

73۔ نماز میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے ساتھ وبرکاتہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے (ص31)(۴)

74۔ سجدہ تلاوت واجب نہیں (ص32)(۵)

75۔ وتر واجب نہیں مگر ان کی قضاء ہے (ص33)(۶)

76۔ تین رکعت وتر کی حدیث ضعیف، بلکہ غیر ثابت ہے بلکہ اس کی نہی آئی ہے (ص33)(۷)

77۔ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ جو نماز بلا عذر شرعی چھوڑی گئی ہو اس کی قضا واجب ہے (ص35)(۸)

---

(۱)......غیر قادر را بر قرائت قرآن گفتن سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مجزیست۔

(۲)......در ظہر وعصر در دو رکعت اولی اسماع آیہ احیاناً......جائز باشد۔

(۳)......بعد تشہد وصلاۃ دعای خوش آیندہ تر خواندن خواہ ماثور باشد یا غیر ماثور ثابت شدہ۔

(۴)......در تسلیم زیادت وبرکاتہ باسناد صحیح ثابت گشتہ۔

(۵)......این سجدہ (سہو) واجب نیست وہو الحق۔

(۶)......وتر حق ست بر مسلم لیکن واجب نیست معہذا اقضائے آن ثابت ست۔

(۷)......حدیث ایتار بسہ رکعت ضعیف بلکہ غیر ثابت ست بلکہ ازان نہی آمدہ۔

(۸)......دلالت نمی کند دلیلی بر وجوب قضای نمازی کہ بغیر عذر شرعی متروک گشتہ۔

78۔ ہر نمازی دوسرے نمازی کے پیچھے اقتداء کرسکتا ہے (اگر چہ دونوں کی نماز جدا جدا ہو) (ص36)(۱)

79۔ عورت صرف مردوں کی امامت کرے یا مرد صرف عورتوں کی امامت کرے۔ اس کی ممانعت پر کوئی صریح، صحیح حدیث نہیں (ص 37)(۲)

80۔ امام کے لئے بالغ اور عادل ہونے کی شرط ثابت نہیں اس لئے نابالغ بچے کی امامت صحیح ہے (ص 37)(۳)

81 ترک قراءۃ خلف الامام والی حدیث، جابرؓ کا قول ہے اور صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا (ص38)(۴)

82۔ صحابی کا قول حجت نہیں ہے (ص38)(۵)

83۔ سفر میں قصر کرنا واجب ہے (ص39)(۶)

84۔۔ جمع تقدیم وتاخیر سفر میں ثابت ہے حضر میں ثابت نہیں (ص 40)(۷)

85۔ سفر طاعت وسفر معصیت میں فرق نہیں لیکن قصر عزیمت ہے (ص40)(۸)

---

(۱)......اصل صحت اقتداے ہر مصلی بہر مصلی ست۔

(۲)......دلیل صحیح صریح کہ مانع از امامت زن از براے مرد باشد نیامدہ......واما منع رجل از امامت نماز کہ ہمراہ شان مرد نباشد پس دلیلی دال بر عدم جوازش معلوم نیست۔

(۳)......صحیح ست امامت طفل نابالغ ونیست دلیل بر اعتبار بلوغ وعدالت در امامت۔

(۴)......وحدیث جابر دریں باب قول جابر ست وقول صحابی حجت نباشد۔

(۵)......قول صحابی حجت نباشد۔

(۶)......وحق وجوب قصر ست۔

(۷)......جمع در سفر نہ در حضر بتقدیم وتاخیر ہر دو ثابت شدہ۔

(۸)......عدم فرق میان سفر طاعت وسفر معصیت ست ولیکن قصر عزیمت ست۔

86۔ ایک میل سے زیادہ سفر کرنے کا ارادہ ہو تو وہ مسافر ہے۔قصر کرے(ص40)(۱)

87۔ چوکڑی مار کر نماز پڑھنا نبی پاک ﷺ سے ثابت ہے(ص40)(۲)

88۔ چار دن اقامت ہو تو نماز پوری پڑھے(ص40)(۳)

89۔۔ جمعہ میں خطبہ محض سنت ہے،نہ واجب ہے نہ شرط(ص41)(۴)

90۔ اگر کسی کا گھر مسجد سے قدرے فاصلے پر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو،زیادہ مشقت کی وجہ سے (ص41)(۵)

91۔اذان سننے والے پر جمعہ فرض ہے اس سے اذان بوقت خطبہ مراد ہے(ص41)(٦)

92۔ مصر جامع،مسجد جامع وغیرہ کی شرائط خرافات ہیں(ص41)(۷)

93۔ دو آدمی بھی جمعہ پڑھیں۔ایک امام ہو دوسرا مقتدی(ص41)(۸)

94۔جمعہ کا خطبہ نہ سنت ہے نہ واجب ہے نہ صحت نماز کے لیے شرط ہے(ص41)(۹)

---

(۱)......مرید سفر زائد بر میل نہ کمتر ازان مصداق مسافر ست۔

(۲)......چہار زانو نشستہ گذاردن از آنحضرت ﷺ ثابت گشتہ۔

(۳)......در اقامت چار روز اتمام نماز لازم۔

(۴)......خطبہ سنت ست نہ واجب و نہ شرط صحت۔

(۵)......بر بعید المکان واجب نیست اگرچہ ندا بشنود بنا بر مزید مشقت دران۔

(٦)......این نماز از فروض اعیان ست لکن بر کسیکہ سامع نداست ......مراد باین ندا ندائیست کہ رو برو امام کنند۔

(۷)......اشتراط امام و مصر جامع و مسجد جامع......حدیث خرافہ بیش نیست۔

(۸)......رواست بدو کس یکے امام شود و دیگر مؤتم۔

(۹)......خطبہ سنت ست نہ واجب و نہ شرط صحت۔

95۔ جو بوقت خطبہ دوسرے کو کہے خاموش ہو جا اس کا جمعہ نہیں ہوتا (ص 42)(۱)

96۔ زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے اور یہی حق ہے (ص 41، بدور الاہلہ ص 71)(۲)

97۔ خطبہ میں حمد وصلوٰۃ، قرأت قرآن مشروعیت خطبہ کی غرض سے خارج ہے (ص 41)(۳)

98۔ خطبہ چھوٹا اور نماز طویل ہو (ص 42)(۴)

مگر غیر مقلدین کا پہلا خطبہ (تقریر) نماز سے طویل ہوتا ہے۔

99۔ تحیۃ المسجد واجب ہے اگرچہ خطبہ کے وقت ہو (ص 42)(۵)

100۔ جمعہ سے پہلے سوائے تحیۃ المسجد کے کوئی سنت اور نفل نہیں (ص 42) (۶)

101۔ غسل نماز جمعہ کے لئے نہیں بلکہ روز جمعہ کے لئے ہے (ص 42)(۷)

102۔ عید و جمعہ جمع ہو جائیں تو جمعہ چھوڑ دینا جائز ہے امام ومقتدیوں میں سے کسی پر بھی واجب نہیں (ص 42،43،46)(۸)

---

(۱)...... ہر کہ دیگرے را گوید خاموش شو اورا جمعہ نباشد۔

(۲)...... کفایت نماز جمعہ قبل از زوال وہو الحق۔

(۳)...... اشتراط حمد وصلاۃ یا قرائت چیزے از قرآن خارج از غرض شرعیت خطبہ باشد۔

(۴)...... فرمود طول نماز مرد وقصر خطبہ او دلیل فہم اوست۔

(۵)...... دلیل ست بر وجوب تحیۃ اگرچہ درحین خطبہ باشد۔

(۶)...... وپیش از ان (جمعہ) جز تحیت تطوع نیست۔

(۷)...... این غسل از برائے روز جمعہ ست نہ از برائے نماز جمعہ۔

(۸)...... جمعہ رخصت ست از برائے عید...... چون جمعہ وعید فراہم آیند در یک روز جمعہ رخصت باشد وظاہر آنست کہ این رخصت عام ست از برائے امام وسائر مردم۔

103۔ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ جمعہ کے لئے چالیس یا اس سے زیادہ آدمی ہوں ضعیف ہے اس کے باوجود دو آدمیوں کی نماز جمعہ کی صحت کے منافی نہیں ہے (ص43)(۱)

104۔ غلام، عورت، بیمار، بچہ اور مسافر کے علاوہ ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ پڑھنا واجب ہے اور کم از کم دو آدمی ہوں (ص43)(۲)

105۔ صحابہ کرام کے اقوال حجت نہیں ہیں (ص44، 57)(۳)

106۔ عید کے روز غسل کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں (ص46، بدور الاہلہ 32)(۴) (لہٰذا غیر مقلدین کے نزدیک عید کے دن غسل کرنا بدعت ہوگا)

107۔ نماز کسوف وخسوف سنت ہے کہ اس کے وجوب کی دلیل موجود نہیں اور محض فعل نبی ﷺ سے سنت ثابت ہوتی ہے وجوب ثابت نہیں ہوتا (ص47)(۵)

108۔ زندہ آدمی کا دعا میں وسیلہ پکڑنا جائز ہے (ص48)(۶)

109۔ سونے، چاندی کے برتنوں کو کھانے پینے کے علاوہ دوسرے کاموں میں استعمال

---

(۱)......حدیث جابرؓ کہ در چہل کس یا زیادہ جمعہ ست باآنکہ ضعیف ست منافی صحت جمعہ در دو کس نیست

(۲)......جمعہ حق واجب ست بر ہر مسلمان در جماعت کہ کمتر آن دو نفر اند مگر بندہ وزن و بیمار وکودک ومسافر۔

(۳)......واقوال صحابہ حجت نیست ...... حجت بدان غیر قائم۔

(۴)......در غسل عید حدیثے بدرجہ صحت یا رتبہ حسن نرسیدہ۔

(۵)......این نماز سنت ست بنا بر عدم ورود دلیل برایجابش ومجرد فعل مفید زیادت بر سنت نمیتوانند شد۔

(۶)......استسقای عمر فاروق بعباس بن عبد المطلب در بخاریست گفت اللھم انا کنا نستسقی الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا۔

کرنا ممنوع نہیں کہ ممانعت کی دلیل موجود نہیں اور اصل ہر چیز میں حلت ہے(ص 50)(۱)

110۔ تصویروں کی ممانعت کے ادلہ میں حیوان اور غیر حیوان کا فرق نہیں کیا گیا (ص 51)(۲) لہٰذا غیر حیوان کی تصویر بھی منع ہے۔

111۔ اجنبیہ عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔اور پردے کا حکم ازواج مطہرات کے ساتھ مختص ہے(ص 52)اسی طرح عورت اجنبی مرد کا چہرہ دیکھ سکتی ہے(ص 52)(۳)

112۔ محرمہ عورت کے قبل و دبر (یعنی مخصوص اگلے وپچھلے حصہ) کے سوا بدن کے ہر حصہ کو دیکھنا جائز ہے(ص 52)(۴)

113۔شہیدوں کی نماز جنازہ نہ پڑھنا سنت ہے(ص 54،الروضۃ الندیہ ص170 ج 1)(۵)

114۔ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور سورۃ، نماز جنازہ میں سنت ہے ابن عباسؓ سے بخاری میں روایت ہے(ص 55)(۶) (بخاری میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے: ناقل)

115۔ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر دعا میں مشغول ہو جانا کافی ہے(ص 55)(۷)

---

(۱)......برمنع استعمال این ہر دو در غیر خورد ونوش دلیل دلالت نکردہ......چہ اصل ہمہ حل ست۔

(۲)......بظاہر ادلہ عدم فرق میان تمثال حیوان وغیر اوست۔

(۳)......آیہ دلیل بر تحریم مجرد نظر بسوئے وجہ اجنبیہ نباشد......آیۃ حجاب مختص بازواج رسول خداست ۔حدیث افعمیا وان انتما مختص بزوجات نبی ﷺ ست۔

(۴)...... وظاہر ادلہ جواز نظر ست بسوئے محرم در ماعدای قبل ودبر۔

(۵)......نماز نگذارند واین سنت ست در شہداء۔

(۶)......خواندن فاتحہ وسورۃ بعد از تکبیر اولی در جنازہ سنت ست بخاری روایتش از ابن عباس کردہ۔

(۷)......پس اقتصار بر ماورد از فاتحہ وسورۃ متوجہ باشد و مابعد کہ اشتغال بمحض دعا کافی ست۔

116۔ جنازہ کے آگے پیچھے، دائیں بائیں چلنا برابر ہے اور پیچھے چلنے کی حدیثیں ضعیف ہیں اور اقوال صحابہ اس بارے میں مختلف ہیں اور اقوال صحابہ حجت بھی نہیں ہیں (ص 56، 57) (۱)

117۔ دفن کے بعد قبر کے پاس میت کو تلقین کرے کہ اے فلاں "لا الٰه الاّ اللّٰه" کہہ اور تین بار کہے اے فلاں کہہ دے "ربّی اللّٰه و دینی الاسلام و نبیی محمد" یہ تلقین موقوف اور مرفوع حدیث سے ثابت ہے (ص 57)(۲)

118۔ روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں اور عورتوں پر تو زیارت کے ارادہ سے سفر کرنا موجب لعنت ہے (ص 57)(۳)

119۔ بغیر اضطراری حالت کے مردہ کو رات کے وقت دفن کرنا ممنوع ہے (ص 58)(۴)

120۔ بدگوئی کی قبیح ترین قسم افاضل امت اور ائمہ سلف کے بارے بدگوئی ہے خواہ وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا تبع تابعین اور خواہ امت کے مجتہدین ہوں یا محدثین ۔(ص 58)(۵)

---

(۱)......پیش رفتن وازیمین ویسار رفتن ہمہ جائز و برابر ست ......درافضلیت مشی در پس جنازہ حدیثی صحیح یا حسن نیامدہ واقوال صحابہؓ مختلف ست وحجت بدان غیر قائم۔

(۲)......ضمرہ بن حبیب تابعی گفتہ صحابہؓ دوست می داشتند کہ بعد از تسویہ قبر وانصراف مردم نزد گور استادہ چنیں گویند ای فلان بگو لا الٰہ الا اللّٰہ واین سہ بار گوید ای فلان بگو "ربی اللّٰہ و دینی الاسلام و نبیی محمد ﷺ" ولیکن این موقوف ست نہ مرفوع اما طبرانی رفع آن از حدیث ابی امامۃ مطولا روایت نمود۔

(۳)......درین امر فرمان بسفر از برائے زیارت نیست خواہ زیارت پیغمبر باشد یا غیر او......وبرزوارات قبور......لعنت آمدہ۔

(۴)......دفن موتی در شب منہی عنہ ست مگر نزد اضطرار۔

(۵)......اشنع سباب سب افاضل است وائمہ سلف است از صحابہ وتابعین وتبع ایشان ومجتہدین ومحدثین ملت

121۔ اگرچہ مؤمن کی بدگوئی فسق ہے لیکن صحابہ کرام کی بدگوئی علامت کفر ہے قرآن میں ہے "لیغیظ بهم الكفار " ۔(ص58)(۱)

122۔ اگرچہ میت کے منہ بند کرنے پر کوئی دلیل نہیں پھر بھی منہ بند کرنا مستحب ہے۔ (ص59)(۲)

123۔ نماز جنازہ میں جماعت ضروری نہیں ہے(ص59)(۳)

124۔ روضہ اطہر کو گرانا واجب ہے۔(ص60،الروضۃ الندیۃ 178)(۴)

125۔ مردہ کے مواضع سجود پر خوشبو لگانا حدیث سے ثابت نہیں مگر پھر بھی برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔(ص59)(۵)

126۔ اجماع سکوتی حجت نہیں ہے۔(ص60)(٦)

127۔ کفار پر زکوٰۃ دینا واجب ہے(ص61)(۷)

128۔ اموال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ کوئی دلیل نہیں جو اس کے وجوب پر دلالت کرے اور اس پر اجماع کا دعویٰ کرنا عجیب جسارت ہے علاوہ ازیں اجماع

---

(۱)...... ہر چند سباب مؤمن فسوق ست ولیکن سب صحابہؓ از امارات کفر باشد لیغیظ بهم الكفار ۔

(۲)...... مستحب است...... بند ساختن دہن کشادہ اگر چہ دلیلی بر آن وارد نیست۔

(۳)...... جماعت در نماز جنازہ شرط نباشد۔

(۴)...... از بناء بر قبر نہی آمدہ...... و برابر ساختنش بخاک واجب ست بر مسلمین بدون فرق درانکہ گور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا غیر او۔

(۵)...... در تطییب مساجد مردہ مرفوعی نیامدہ ولکن اگر از برائے ستر روائح بکنند بد نیست بلکہ خوب ست۔

(٦)...... این اجماع سکوتی خواہد بود...... اینچنین اجماع بحجت برنمی خیزد۔

(۷)...... اسلام شرط وجوب زکوۃ نیست۔

اسی کے لئے دلیل بن سکتا ہے جو اجماع کو حجت مانتا ہو نہ کہ غیر پر اور عموم بلوٰی کی وجہ سے وجوب کا قول کرنا خدا پر جرأت اور رسول خدا ﷺ پر جھوٹ ہے (ص 65)(۱)

129۔ اہل ذمہ، غنی، فقیر، متوسط پر جزیہ کی ایک جیسی مقدار ہے ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ان میں فرق بے دلیل ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کا فعل حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا (ص 68)(۲)

130۔ سبیل اللہ کا اہم مصداق علماء ہیں اگرچہ وہ دولت مند ہوں پھر وہ زکوٰۃ کا مصرف ہیں (ص 69)(۳)

131۔ دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ اپنے اصول (والدین) وفروع (اولاد) کو زکوٰۃ دینا جائز ہے (ص 72)(۴)

132۔ گندم سے ایک صاع افضل ہے اور نصف صاع بھی کافی ہے (ص 74)(۵)

---

(۱)......دلیلی دال بر وجوب زکوۃ در اموال تجارت نیست ......حکایت اجماع بر ایجابش کردہ جسارت عجیب ست واگر گیریم پس حجت بر قائل بحجیت اجماع خواہد بود نہ بر غیر وے......در ہمچو تکلیف عام البلوی قول بایجاب بلا برہان ساطع وحجت نیّرہ تجری بر خدا وتقول بر رسول ﷺ اوست۔

(۲)......ظاہر عدم فرق ست در غنی وفقیر ومتوسط راستوای جواز اخذ این مقدار از انہا وتفرقہ در اخذ این مقدار میان این ہرسہ بی دلیل ست وفعل صحابہ صالح احتجاج نیست۔

(۳)......سبل خدا صرف صدقہ در اہل علم ست......خواہ تونگر باشند یا گدا بلکہ صرف آن درین جہت از اہم امور ست......

(۴)......ادلہ عموماً وخصوصاً ناطق باشند بجواز دفع زکاۃ بسوئے اصول وفروع۔

(۵)......بالجملہ صاع افضل ست ونصف صاع مجزی۔

133۔ جس کے پاس عید الفطر کے ایک دن کا ادنیٰ سے ادنیٰ گھریلو خرچہ موجود ہو اور اس سے زائد صدقہ الفطر کی مقدار بھی موجود ہو تو وہ غنی ہے اس پر صدقہ الفطر واجب ہے اور اس کے لئے لینا حرام ہے (ص 74)(۱)

134۔ جس آدمی کو زیادہ بھوک پیاس لگتی ہو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں (ص 80)(۲)

135۔ حدیث کے مطابق سفر میں روزہ رکھنا عزیمت ہے اور نہ رکھنے کی رخصت ہے اور یہ حدیث کہ ''سفر میں روزہ رکھنے والا ایسے ہے جیسے حضر میں افطار کرنے والا'' موقوف ہے صحابہ پر۔اور احادیث موقوف حجت نہیں ہیں (ص 80)(۳)

136۔ جو لوگ روزہ رکھنے سے معذور ہوں ان پر نہ روزہ واجب ہے نہ فدیہ واجب ہے اور وجوب فدیہ کی کوئی دلیل موجود نہیں اسلئے حق عدم وجوب ہے اور آثار صحابہ حجت نہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو ان کا پابند کیا ہے اور بندہ کا اصل کے اعتبار سے بری ہونا بھی اس کا مؤید ہے (ص 80)(۴)

137۔ میت کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے ولی روزے رکھے اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو (ص 81)(۵)

---

(۱)...... ہر کہ بمقدار کفایت خود وعیال خود در روز فطر موجود دارد و واجد یک صاع زائد بر مقدار کفایت مذکورست بروی اخراج آن لازم ست...... ومصرفش کسے ست کہ واجد این مقدار نیست۔

(۲)...... پس مستعطش و مستاکل را صوم واجب نبود۔

(۳)...... در حدیث لیس من البر الصیام فی السفرِ بروایت نسائی زیادت علیکم برخص اللہ التی رخص الکم فاقبلوا آمدہ واین تصریح برخصت مشعر بعزیمت صوم ست وہو المطلوب وحدیث الصائم فی السفر کالمفطر فی الحضر موقوف ست دران حجت نباشد۔

(۴)...... درایۃ کریمہ دلالت بر وجوب اطعام بر تارک صوم غیر مطیق نیست...... پس حق عدم وجوب اطعام ست۔ وحجت بآثار صحابہ قائم نیست ونہ ارحدی را او تعالیٰ از عباد خود بایں آثار متعبد ساختہ وبراءۃ اصلیہ مستصحب ست

(۵)...... ہر کہ بمیرد و بروی صیام باشد از طرف او ولی او روزہ نہد...... عدم فرق ست میان انکہ میت وصیت کردہ باشد بداں یا نہ۔

138۔ شوال کے چھے روزہ متفرق یا لگا تار رکھنا ایسے ہے جیسے ساری زندگی روزے رکھنا (ص81)(۱)

139۔ رمضان کے اخیر میں نبی پاک ﷺ ہمیشہ اعتکاف کرتے وفات تک (ص83)(۲)

140۔ اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں۔اور آنحضرت ؐ کا اعتکاف میں روزہ رکھنا امر اتفاقی ہے (ص83)(۳)

141۔ حق بات یہ ہے کہ قیام رمضان سے کبائر بلا توبہ معاف ہو جاتے ہیں کہ گناہ کا لفظ عام ہے صغیرہ، کبیرہ دونوں کو شامل ہے (ص84)(۴)

142۔ بیس یا بیس سے زیادہ تراویح سے منع کرنا درست نہیں (ص84)(۵)

143۔ تراویح کا موجودہ معتاد طریقہ عہد نبوت میں نہ تھا یہ حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے (ص84)(۶)

144۔ تراویح کا کوئی عدد معین نہیں (ص84)(۷)

145۔ انبیاء و اولیاء کی قبور کی طرف سفر کرنا صحیح نہیں ہم مانتے ہیں کہ حدیث ''لاتشد الرحال'' کا تعلق صرف مساجد کے ساتھ ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ

---

(۱)...... ہر کہ بعد از رمضان شش روز از شوال روزہ گرفت گویا صوم دہر گرفت برابر ست۔

(۲)...... این اعتکاف در عشرہ اواخر رمضان می فرمود تا آنکہ بمیرد۔

(۳)...... دلیلی کہ دال باشد برانکہ اعتکاف جز بصوم راست نمی اید نیامدہ......اعتکاف آنحضرت با صوم امر اتفاقی ست۔

(۴)...... لفظ گناہ شامل صغیرہ و کبیرہ ہر دوست پس مفید مغفرت کبائر بلا توبہ باشد وہو الحق۔

(۵)...... پس منع از بست و زیادہ چیزے نیست۔

(۶)...... اما تراویح بطوریکہ الآن معتاد ست در عہد آنحضرت ﷺ واقع نشدہ بلکہ ایجاد حضرت عمر ست

(۷)...... عددے معین در مرفوع نیامدہ۔

کسی مسجد کی طرف شد رحال یعنی سفر کرنا ممنوع ہے مگر انبیاء واولیاء کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے (ص 85)(۱)۔

سوال یہ حدیث ''کنت نھیتکم عن زیارة القبور فزوروھا '' میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کیا کرو بطور دلیل کافی نہیں؟ اور کیا اس سے انبیاء و اولیاء کی قبروں کے استثناء کی دلیل موجود ہے؟ کیا کسی حدیث میں انبیاء واولیاء کی قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا گیا ہے؟ ناقل

146۔ آنحضرت ﷺ نے حج قران کیا ہے تاہم حق بات یہ ہے حج کے انواع میں سے تمتع افضل ہے (ص 87)(۲)

سوال پھر تو امتی کا حج تمتع اپنے نبی کے حج قران سے افضل ہوگا؟

147۔ ارادہ حج وعمرہ کے بغیر آفاقی آدمی حرم میں داخل ہو تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں ہے اور اس پر بغیر احرام کے داخل ہونے پر کوئی دم نہیں ہے ایسے آدمی پر احرام لازم کرنا پھر بغیر احرام کے داخل ہونے کی وجہ سے دم واجب کرنا محض رائے اور اجتہاد ہے۔اور آثار صحابہ حجت نہیں ہیں۔اور انسان کا اصل کے اعتبار سے بری الذمہ ہونا بھی اس کے لئے مؤید ہے (ص 89)(۳)

---

(۱)...... پالان بستن جز بسوئے سہ مسجد کہ ان مسجد حرام ومسجد نبوی ومسجد اقصی باشد منہی عنہ ست...... گر فتیم کہ مستثنی منہ درین حدیث اخص ست نہ عام تاہم دلیلی جدا از برائیجو از شد رحل بسوئے قبور انبیاء واولیاء درکارست ودلیل موجود نیست۔

(۲)...... آنحضرت ﷺ حج قران کرد...... وحق ہمین ست کہ تمتع افضل انواع ست۔

(۳)...... ہمچنین ایجاب احرام بر داخل حرم بدون ارادہ حج وعمرہ بے برہان جلی ست...... ولزوم دم بر مجاوزش درغیر نسکین معتمد بر متمسکی نیست رای واجتہاد ست وآثار صحابہ حجت نباشد...... وبرائت اصلیہ مستصحب ست۔

148۔ حلالی یعنی غیر محرم اگر حرم مکہ میں شکار کرے یا درخت وغیرہ کاٹ لے تو وہ گناہ گار ہے مگر اس پر کوئی چیز بھی واجب نہیں (ص 91)(۱)

149۔ محرم ہونے کے لئے دل میں حج کے احرام کی نیت کر لینا کافی ہے نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے یا قلادہ ڈالنے کی شرط بے دلیل ہے (ص 96)(۲)

150۔ طواف کے لئے وضو شرعاً ثابت نہیں ۔اور آنحضرت ﷺ کا طواف سے پہلے وضو کرنا محض آپ کا فعل ہے جو وجوب کی دلیل نہیں ہے (ص 97)(۳)

151۔ مزدلفہ میں ذکر واجب ہے بلکہ فرض ہے کیونکہ قرآن میں امر کا صیغہ ہے اور حدیث میں ہے ''خذوا عنّی مناسلکم'' یہ بھی امر کا صیغہ ہے اور استحباب کا قول وادی تقلید کا نتیجہ ہے (ص 98)(۴)

152۔ حج کے بعض مناسک کی وجہ سے دم واجب، بعض کی وجہ سے نہ کرنا اس فرق پر کوئی دلیل موجود نہیں ۔۔۔پس طالب حق کے لئے لائق یہ ہے اگر بعض میں وجوب دم اور بعض میں عدم وجوب دم کی دلیل مل جائے تو فبہا ورنہ ہمارے قول پر ٹھہر جائے ۔وہ قول یہ ہے کہ''

---

(۱)......ہمچنین بر حلال در صید و شجر حرم مکہ ہیچ واجب نیست مگر مجرد اثم ۔

(۲)......ظاہر ادلہ آن ست کہ واجب نیست مگر نیت احرام بحج وورائے آن امرے دیگر نیست واشتراط مقارنت این نیت با تلبیہ یا تقلید بی دلیل ست ۔

(۳)......کضوء قبل از طواف ثابت نشدہ......ووضوء آنحضرت ﷺ مجرد فعل است، منتہض بر وجوب نیست ۔

(۴)......احق چنان می نماید کہ ذکر نزد مشعر حرام واجب باشد بل نسک بود زیرا کہ باوجود بودنش مفعول آنحضرت ﷺ ومندرج زیر حدیث خذوا عنی مناسککم نص قرآنی بصیغہ امر ہم دران وارد گشتہ واذکروا اللہ عند المشعر الحرام وقول بندب آن از رادی تقلید آخر بادل ست ۔

بہت سے مسائل حج میں ایک نے دوسرے کی تقلید کی ہے اور امت کا اخیر پہلے لوگوں کی رائے میں جکڑا ہوا ہے حالانکہ اس کی بناء ایک گرنے والے کنارے پر ہے'۔ لہٰذا تقلید کو چھوڑ کر میری بات مان لے (ص 100)(۱)

153۔ طے شدہ اصول ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں ہے' (ص 101)(۲)

154۔ اور اس بارے میں مرسل روایت ہے مگر حق بات یہ ہے کہ مرسل کے راوی ثقہ ہوں اور وہ تب بھی حجت نہیں اور ''فلا رفث'' قرآنی آیت میں رفث سے جماع مراد ہو تو زیادہ سے زیادہ جماع کی ممانعت ہے مگر وہ مفسد حج نہیں ہے۔ جو آدمی وقوف عرفہ سے پہلے یا وقوف عرفہ کے بعد نیز رمی اور طواف زیارت سے پہلے بیوی کے ساتھ جماع کرے وہ گناہ گار و مستحق عقوبت ہے وہ توبہ کرے مگر اس کا حج باطل نہیں ہوتا اور اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔ اور موطا میں اگرچہ ابن عباسؓ کا قول موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے اس آدمی کو جس نے طواف زیارت سے پہلے جماع کیا تھا اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا مگر ابن عباسؓ کا یہ قول نہ دلیل بن سکتا ہے نہ مطلق کو مقید کر سکتا ہے نہ مجمل کی تفسیر بن سکتا ہے پھر براءۃ اصلیہ سے بھی ہمارے مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ اصل کے اعتبار سے آدمی احکام سے بری ہوتا ہے لہٰذا

---

(۱)...... حکم بجبر بعض مناسک بدم و عدم جبر بعض بآن احوج ست بسوے دلیل ودلیلے کہ افادہ این معنی کند موجود نیست ...... پس لائق حال طالب حق آنست کہ دراصل این تشریع عام البلوی نظر فرماید اگر دلیلی مفید این معنی یابد در وجہ اختصاص بعض مناسک بدم نہ بعض دیگر و در وجہ ایجابش در مثل ترک ترتیب وموالات در بعض اعمال حج بنکرد اگر دلیلی یافت فبہا ورنہ وقوف برقول ما کند وآن قول این ست کہ در بسیارے از مسائل حج یکے تقلید دیگرے کردہ وآخر امت مقید بآرائے اول ملت گشتہ باآنکہ بنایش بر شفا جرف ہارست۔

(۲)...... و در اصول متقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست۔

وجوبِ دم سے بھی بری الا یہ کہ دلیل موجود ہو وہ یہاں نہیں ہے (ص 101)(۱)

155۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اگر محرم بحالت احرام شکار کو قتل کر دے تو اس شکار کے مثل کا سلف میں جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ خلف پر لازم نہیں کیونکہ قرآن میں ہر قتل صید میں دو عادل ثالثوں کا فیصلہ کرنا ثابت ہے (ص 102)(۲)

156۔ محصر پر قضاء لازم نہیں۔ باقی عمرۃ القضاء، عمرہ حدیبیہ کی قضاء نہ تھا بلکہ قریش کے ساتھ معاہدہ کے تحت ہوا۔ ان کے ساتھ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ آئندہ سال مسلمانوں کو عمرہ کرنے دیں گے اور اس عمرہ کو عمرۃ القضاء اس لئے کہتے ہیں کہ باقاعدہ قریش کے ساتھ معاہدہ اور فیصلہ کے تحت ہوا (ص 102)(۳)

157۔ دو تین حدیثیں ایسی ہیں جن کی سند پر کوئی اعتراض نہیں وہ نبی پاک ؐ کی قبر مبارک کی زیارت کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں (ص 102)(۴)

158۔ النکاح کا حقیقی معنیٰ وطی و جماع ہے اور عقد نکاح پر لفظ نکاح کا بولنا مناسبت کی بناء پر مجازاً ہے کیونکہ عقد ذریعہ وطی ہے اس لئے عقد کو نکاح کہا جاتا ہے جیسے خمر کو اثم (گناہ)

---

(۱)......ومرسل علی ماھوالحق حجت نیست گور جالش ثقات باش ومراد برفث در آیۃ کریمہ اگر جماع دارند غایتش منع از وقاع باشد نہ آنکہ مفسد حج ست......وآنکہ در موطا از ابن عباس امر بنحر بدنہ بمردیکہ در منی بیش از افاضہ وقاع کرد آمدہ تقیید مطلق وتفسیر مجمل بدان صحیح نیست حاصل آنکہ برائت اصلیہ مستصحب ست جز ناقل صحیح کہ حجت بدان قائم شود از ان نقل نمی تواند کرد و دریجا این چنین ناقل موجود نیست پس واطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت عاصی مستحق عقوبت ست و با توبہ درخور مغفرت وجش غیر باطل وہیچ شیٔ لازم او نیست ۔

(۲)......وظاہر آنست کہ حکم حکم در سلف لازم خلف نیست چہ تحکیم عدلین در ہر حادثہ قتل صید ثابت ست

(۳)...... بر محصر قضا نیست......وعمرہ حدیبیہ قضا نبود بلکہ شرط بود بر قریش دراعتماد مسلمین در سال آیندہ وتسمیہ اش بعمرہ قضیہ بنا بر وقوع مقاضاۃ بود بران میان آنحضرت ﷺ و میان قریش۔

(۴)......دو سہ حدیث کہ سندش لاباس بہ ست ودلالتش بر فضل زیارت (قبر اطہر مقدس نبوی ﷺ) ست۔

کہتے ہیں کیونکہ خمر سبب گناہ ہے اور قرآن کریم میں نکاح بمعنٰی وطی مستعمل ہے قرآن کریم میں ہے ''حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ'' اس نکاح سے وطی مراد ہے (ص 103)(۱)

سوال اسی طرح ''ولا تنکحوا ما نکح آباءکم'' میں نکح کا معنٰی وطی ہو کہ جن عورتوں کے ساتھ تمہارے آباء نے وطی کی ہے عام ازیں کہ حلال ہو یا حرام تو وہ عورتیں تمہارے بیٹوں پر حرام ہیں ان سے نکاح نہ کرو۔ غیر مقلدین اس کا انکار کیوں کرتے ہیں؟ ناقل

159۔ نکاح کرنے کا امر ہے جو مقتضی وجوب ہے۔ ابن حزم کہتے ہیں فرض ہے جمہور کہتے ہیں امر ندب کے لئے ہے۔ حنفیہ کے نزدیک نکاح سنت ہے شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے بعض صورتوں میں مباح، بعض میں مکروہ (ص 103، 104)(۲)

سوال وجوب، فرض، سنت، ندب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ کی تعریفات حدیث میں دکھائیں؟

160۔ ہر وہ چیز جو ذی قیمت ہو وہ حق مہر بن سکتی ہے (ص 105)(۳)

(خواہ ایک ٹافی ہو)

161۔ عورت کا کفو مل گیا عورت بھی راضی ہے مگر ولی غائب ہے اگرچہ وہ قریب ہو مگر اس عورت اور مرد کے شہر سے باہر ہے تو وہ ولی کالعدم ہے اب بادشاہ یعنی حاکم اس کا ولی

---

(۱)...... معنی حقیقی این لفظ وطی ست وتسمیہ عقد بدان بنا بر ملابست ست زیرا کہ عقد راہے بسوئے وطی ست چنانکہ خمر را اثم نامند زیرا کہ سبب ست در اقتراف اثم...... در حتی تنکح زوجا غیرہ ہرگز عقد مراد نمی تواند شد۔

(۲)...... بہ بائت امر کردہ...... امر مقتضی وجوب ست با قدرت بر تحصیل مؤن نکاح وابن حزم گفتہ فرض ست وجمہور گویند امر برائے ندب ست ونزد حنفیہ سنت ونزد شافعی مستحب...... ہر کہ محتاج نکاح نیست ونہ فعل آن اولی ست از برائے او ہمچو حصور وعنین پس در حق وی مکروہ باشد...... اگر از شغل از طاعات بی نیاز ست وزن بترک جماع غیر متضرر رود در نکاح نفعے راجع بسوئے بائت حاصل نیست پس ظاہر آنست کہ مباح باشد۔

(۳)...... ہر چہ قیمت دارد مہر بودنش صحیح ست۔

ہے بے شک نکاح کردے الّا یہ کہ مرد وعورت دونوں اس ولی کے انتظار پر راضی ہوں اور اگر انتظار پر راضی نہ ہوں تو اس کا انتظار ضروری نہیں خصوصاً جبکہ حکم ہے کہ تین چیزوں کو مؤخر نہ کیا جائے (ص 107)(۱)

162۔ عورت کے متولی وہ تمام قرابت دار ہیں جن کو غیر کفو میں نکاح کرنے سے عار اور ذلت لاحق ہوتی ہے خواہ وہ عصبات ہوں یا ذوی الارحام یا ذوی الفروض ہوں۔اور جو آدمی ان میں سے بعض کو ولی مانتا ہے بعض کو نہیں مانتا وہ دلیل پیش کرے اور اگر اس کے پاس متقدمین سلف (صحابہ و تابعین) کے اقوال ہیں تو ان پر ہمیں اعتماد نہیں (ص 107)(۲)

163۔ اگر حدیث صحیح ہوتی تو گواہ نکاح میں شرط ہوتے۔مگر یہ حدیث صحیح نہیں اس سے استدلال نہیں ہوسکتا (ص 107)(۳)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک نکاح میں گواہ شرط نہیں۔ناقل

---

(۱)...... ہر کہ غائب ست نزد حضور کفو و رضائیم کلفه بدان اگر چہ در جائیقر یب باشد و میکہ خارج از بلد زن و مرید نکاح بود پس آن ولی در حکم معدوم ست و سلکان ولی اوست مگر آنکہ با نوے و شوے راضی بانتظارش گردند کہ درین صورت انتظار قدوم آن غائب حق این ہر دوست اگر چہ مدت دراز گردد و با عدم رضا و جہی از برائے ایجاب انتظار نیست و لا سیما با وجود حدیث ثلاث لا یؤخرن اذا جاء ت واز آنجملہ ایم ست چون کفوش بہم رسد۔

(۲)...... دراعتبار ولایت نکاح قرابت قریبہ زن ست کہ نزد تزوج زن با غیر کفو غضاضتے لاحق ایشان گردد و مزوج او غیر ایشان باشد و این مختص بعصبات نیست بلکہ در ذوی السہام یافتہ می شود...... و برزاعم اختصاص ببعض دون بعض آوردن حجت ست و اگر بدستش جز اقوال من تقدم نیست مارا بران تعویل نباشد۔

(۳)...... حدیث لا نکاح الا بولی و شاہدی عدل اگر ثابت شود و بصحت رسد دلیل باشد بر آنکہ اشہاد شرطی از شروط نکاح ست...... لکن در حدیث مقال ست پس منتہض از برائے استدلال نشود۔

164۔ ثیبہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے (ص108)(۱)

سوال۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانیہ ہے اس کا نکاح باطل ہے تو وہ زیادہ حق دار کیسے ہے؟ ناقل

165۔ نکاح شغار سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ بٹہ سٹہ کی شادی ہو اور دونوں عورتوں کے لئے حق مہر نہ ہو اور اس طرح بطریق مبادلہ بغیر مہر کے نکاح کرنا حرام اور باطل ہے اس کے باوجود مفسد عقد نہیں بلکہ ان دونوں عورتوں کا حق مہر پورا دینا واجب ہے اور نکاح شغار سے نہی قباحت اور حرام کا تقاضا کرتی ہے فساد عقد کا تقاضا نہیں کرتی (ص108)(۲)

166۔ محرم بحالت احرام نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے نہ پیغام نکاح دے۔ اس بارے میں ایک حدیث حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میمونہؓ کے ساتھ نکاح کیا بحالت احرام جبکہ خود میمونہؓ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا حلال ہونے کی حالت میں اول حدیث متفق علیہ ہے دوسری مسلم میں ہے اور مسلم کی حدیث راجح ہے (ص108)(۳)

دیکھئے! غیر مقلدین بوقت ضرورت مسلم کو بخاری پر اور مسلم کی منفرد روایت کو متفق علیہ روایت پر ترجیح دیتے ہیں۔ ناقل

---

(۱)...... ثیب احق است بنفس خود از ولی خویش۔

(۲)......از نکاح شغار نہی آمدہ وآنچہ باشد کہ یکی دختری خود را بنکاح دیگرے بشرط نکاح خود با دخترش بدہد ومیان ہین ہر دو مہر نباشد......نکاح شان بی مہر بطریق مبادلہ حرام وباکل ست ومعہذا مفسد عقد نیست بلکہ واجب بر ہر یکے از زوجین توفیر مہر از برائے زوجہ ست...... نہی از شغار مقتضی قبح وتحریم ست نہ مقتضی فساد عقد۔

(۳)......محرم را از نکاح وانکاح وخطبہ ومخطوبہ شدن نہی آمدہ ابن عباس گوید نکاح میمونہ در حالت احرام کردومیمونہ گفتہ نکاح در حالت احلال بود واول در حدیث متفق علیہ ست وثانی در مسلم وہمین ست راجح۔

167۔ نکاح متعہ کی حرمت ابدی ہے کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں متعہ سے منع کیا ہے(ص109)(۱)

168۔ جمہور اہل اصول کہتے ہیں منسوخ قطعی ہو تو اس کے لئے ناسخ بھی قطعی ہو لیکن اس میں ہمیں جمہور کے ساتھ موافقت نہیں (ص109)(۲)

یعنی ہمارے نزدیک قطعی کے لئے ظنی بھی ناسخ ہوسکتا ہے......ناقل

169۔ غیر مقلدین کے نزدیک جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا وہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے اگرچہ وہ لڑکی اسی زنا سے اور اس کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہو (ص109،110)(۳)

170۔ کفاءۃ میں نسب کا اعتبار نہیں ہے۔ کفاءۃ میں نسب کا اعتبار چار سو سال بعد میں کیا گیا۔(ص110)(۴)

171۔ اہل فروع یعنی فقہاء و مجتہدین نے کفاءۃ میں جن شروط کا اعتبار کیا ہے وہ اجتہادات نہیں خرافات ہیں (ص111)(۵)

---

(۱)......دران دلالت ست بر نسخ نکاح متعہ تا ابد...... چہ این نہی در حجۃ الوداع بود۔

(۲)......ناسخ و منسوخ ہر دو قطعی اند و این بر تقدیر یست کہ ناسخ قطعی جز قطعی نباشد چنانکہ جمہور اہل اصول گویند ورنہ مارا درین قول با جمہور موافقت نیست۔

(۳)...... ۔نیست وجہ او برائے منع نکاح با دختر یکہ این کس با مادرش زنا کردہ زیرا کہ تحریم بحورم محرمات بشرع ست نہ بعقل و شرع بتحریم بنت شرعی آمدہ واین دختر شرعی نیست۔

(۴)......وکفاءت در نسب غیر معتبر بود......خلاف احدی دران معلوم نشد مگر بعد از گذشتن چہار صد سال از ہجرت نبویہ۔

(۱)......شروط اہل فروع در باب کفاءت یکدیگر از برائے تزوج وتزویج اشبہ بخرافات ست نسبت باجتہادات

172۔ چار بیویوں کی حد مقرر نہیں اس سے زیادہ بھی بیک وقت جائز ہیں قرآن اور فعل مصطفوی سے یہی ثابت ہے خصوصیت نبوت کا دعویٰ بھی بے دلیل ہے اجماع کا دعویٰ بھی درست نہیں۔(ص 111،112)(۱)

173۔ مرد و عورت میں عیب کا ہونا موجب فسخ نہیں حتیٰ کہ مرد کا عنین ہونا بھی سبب فسخ نہیں (اس بارے میں حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کے آثار موجود تھے ان کے متعلق فرماتے ہیں) یہ سب موقوفات ہیں اگر ان کی سندوں کے راوی ثقہ ہیں پھر بھی حجت کے لائق نہیں اور عیوب کی وجہ سے فسخ نکاح کے بارے کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں۔(ص 112،113)(۲)

174۔ عورت کے ساتھ دبر زنی کرنے پر ایک حدیث میں لعنت ہے۔ دوسری حدیث میں قیامت کے دن اس کی طرف رب تعالیٰ کے نظر نہ کرنے کی وعید ہے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث مرسل ہے دوسری موقوف ہے اور یہ دونوں حجت نہیں بن سکتیں لیکن چونکہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے متعدد اسناد کے ساتھ یہ وعید ثابت ہے اس لئے بالفرض اگر اس آیت کا معنیٰ یہ ہو ''فأتوا حرثکم انّٰی شئتم'' آؤ تم اپنی کھیتی کے پاس جس جگہ سے چاہو۔ تو اس کے خلاف یہ آثار حجت بن سکتے ہیں (ص 113)(۳)

---

(۱)......آیۃ کریمہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع......دران تعرضی از برائے مقدار عدد زنان نیست......ہم قرآن کریم و فعل رسول رحیم کہ نہ زن یا زیادہ در بعض اوقات فراہم آوردہ ہلاف اجماع مذکور ست و دعوی خصوصیت مفتقر بدلیل ست......از دلیل قرآنی و فعل مصطفوی می تواند شد۔

(۲)......ہمچنین در فسخ بعنت دلیلی صحیح نیامدہ......از علی مرتضی ہم نحو آن بزیادت قرن آمدہ وقضائے عمرؓ در عنین تاجیل یک سال ست ولیکن ایں ہمہ موقوفات ست بحجت نمی ارزد گو اسانیدش رجال ثقات باشند ......و در بارہ فسخ نکاح از عیوب حجتے نیرہ نیامدہ و مرفوع بثبوت نرسیدہ۔

(۳)......ملعون ست آنکہ در دبر زن بیاید بلکہ او تعالی بسوئے چنین کس نظر نمی فرماید واول مرسل ست وثانی موقوف ولیکن چون بطرق چنداز جماعۃ از صحابہ آمدہ مجموعش منتہض ست برفرض این معنی کہ مراد از انی شئتم این شئتم باشد۔

نوٹ : عرف الجادی بھری پڑی ہے کہ آثار صحابہ کی اسناد قوی ہوں تو وہ بھی حجت نہیں لیکن جب دل چاہا تو کمزور اسناد والے آثار کو بھی قرآن کے خلاف حجت مان لیا۔ یہ ہے اس فرقہ کی بے اصولی۔ناقل

175۔ جس عورت کا شوہر غائب ہو وہ اس کے واپس آنے سے پہلے استرہ کے ساتھ بال صاف کرے (ص113)(۱)

176۔ عزل جائز ہے کراہت تنزیہہ کے ساتھ اور عزل سے منع کی تمام احادیث کراہت تنزیہہ پر محمول ہیں نہ کہ حرام پر (ص114)(۲)

سوال یہ تو نور الحسن صاحب کی رائے ہے۔کیا غیر مقلدین کے نزدیک شرعی مسئلہ میں رائے شامل کرنا جائز ہے؟اور ایسا کرنے والا کون ہے؟ حرام اور کراہت تنزیہہ کی تعریف اور یہ دونوں طرح کے الفاظ حدیث میں دکھائیں؟ ناقل)

177۔ حالت حیض میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی ۔ پھر ابن عمرؓ کے قول کا حدیث سے تعارض پیدا کر کے لکھتے ہیں پس ابن عمر کا قول اس کے معارض نہیں ہوسکتا کیونکہ ابن عمرؓ کی روایت حجت،مگر ابن عمرؓ کی رائے حجت نہیں ہے (ص119)(۳)

مہربان! یہ مسئلہ بخاری کے خلاف ہے، بخاری میں ہے واقع ہو جاتی ہے۔ناقل

---

(۱)......مغیبہ استرہ بکار برد۔

(۲)......عزل جائز ست وکراہت تنزیہ را بٹن منافات نیست واحادیث قاضیۃ بر منع محمول ست بر مجرد کراہت فقط نہ بر تحریم۔

(۳)......آنچہ خلاف شرع خدا ورسول ست مردود باشد...... پس قول ابن عمر معارضش نمی تواند شد چہ حجت در روایت اوست نہ در رائے۔

178۔ ابو رکانہؓ کی تین طلاق والی حدیث کے مقابلہ میں طلاق البتہ والی حدیث زیادہ قوی ہے (ص 120)(۱)

سوال مگر غیر مقلدین ابو رکانہ کی تین طلاق والی روایت کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ ناقل

179۔ طلاق قبل الدخول ہو یا بعد از دخول دونوں میں کوئی فرق نہیں (ص 120)(۲)

180۔ خاوند نے بیوی کو طلاق کے الفاظ کہے اگر طلاق والے معنٰی کی نیت کرے گا تو طلاق ہوگی ورنہ اس کی بیوی ہے اور اس کے نکاح میں باقی ہے (ص 120)(۳)

181۔ بحالت نشہ دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی (ص 123)(۴)

182۔ خلوت صحیحہ (یعنی خاوند و بیوی کے درمیان ایسی تنہائی ہو جائے کہ وہاں ان کے ملاپ میں کوئی مانع نہ ہو لیکن وہ ملاپ نہ کریں) ہونے کے باوجود پورا حق مہر لازم نہیں ہوتا (ص 123' 128)(۵)

183۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ قرآنی حکم کی وجہ سے چار ماہ سے کم ایلاء نہیں ہوتا لیکن نور الحسن صاحب اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں ایلاء کے لئے چار ماہ کی مدت شرط نہیں بلکہ ایک ماہ کا ایلاء بھی معتبر ہے (ص 124)(۶)

---

(۱)......لفظ احمد چنین آمدہ کہ ابو رکانہ این طلاق در یک مجلس داد و غمگین شد آنحضرت ﷺ فرمود این ہر سہ یک طلاق باشد و در سندش محمد بن اسحاق ست و در وی مقال کردہ اند و راجح عدم قدح در اوست و ابوداود در روایتش بوجہ احسن ازین طریق کردہ و لفظ این ست کہ ابو رکانہ زن خود سہیمہ را طلاق البتہ داد۔

(۱)......در طلاق تفاوت حال قبل از دخول و بعد از ان نیست ۔

(۲)......پس اگر قصد مدلول کردہ است مطلقہ شد و رنہ زن زن اوست و باقی زیر نکاح ویست۔

(۳)......وطلاق سکران صحیح نیست۔

(۴)......دلیل صحیح کہ دلالت کند بر آنکہ خلوت ہمچو دخول ست در ایجاب مہر موجود نیست پس حکمش حکم غیر مدخول باشد......گذشت کہ مجرد خلوت بی وطی موجب مہر و عدت نیست۔

(۵)......از ابن عباس نزد بیہقی آمدہ......او تعالی توقیتش بچہار ماہ فرمود پس آنچہ کمتر از چہار ماہ باشد ایلاء نیست گوییم چون ایلاء نبوی بہ یک ماہ ثابت شدہ پس عدم صدق اسم ایلاء بر کمتر از چار ماہ یعنی چہ۔

184۔ عورت کا بڑے آدمی کو دودھ پلانا جائز ہے تا کہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو جائے۔(ص130)(۱)

185۔ ضعیف حدیث پر عملاً اجماع ہو جائے اور تلقی بالقبول ہو جائے تو وہ حجت بن سکتی ہے جیسے نھی عن بیع الکالی بالکالی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار کی ادھار کے بدلے یعنی ثمن اور مبیع دونوں ادھار ہوں اس طرح بیع کرنے سے منع کیا ۔ناقل) ضعیف ہے مگر اس پر اجماع ہے اور تلقی بالقبول بھی ہے اس لئے حجت ہے(139)(۲)

سوال عبداللہ بن عباسؓ کی بیس تراویح والی مرفوع حدیث پر اجماع بھی ہے اور اس کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے وہ پھر بھی مردود ہے۔آخر کیوں؟ ناقل

186۔ ہم قیاس کی نفی نہیں کرتے لیکن وہ قیاس مانتے ہیں جس کی علت منصوص ہو یا جو اسلوب کلام سے سمجھا جائے اس کے ماسوا سے منع کرتے ہیں (ص144)(۳)

سوال فقہاء بھی اسی قیاس کے قائل ہیں تو ان کو اہل قیاس اور اہل رائے کہہ کر کیوں بدنام کیا جاتا ہے؟

187۔ جناب نورالحسن صاحب خان نے بیع سَلم کے مسائل میں عبدالرحمٰن بن ابی اوفیٰؓ اور عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ؓ کا ایک اثر بحوالہ بخاری نقل کیا۔فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غنیمت میں شام سے عجمی غلام ملے ہم نے ان کے عوض جو، گندم اور کشمش

---

(۱)......ارضاع کبیر بناء بر تجویز نظر جائز ست۔

(۲)......حدیث نہی از بیع کالی بکالی اگرچہ ضعیف ست......وحکایت اجماع بران شاد عضد اوست چہ متلقی بالقبول گشتہ۔

(۳)......ونمی گویم کہ قیاس منتفی ست ولکن منع از تعبد بقیاس در ماعدائے علت منصوصہ یا آنچہ طریق ثبوتش فحوای خطاب ست منع نمی کنیم۔

خرید کی جس کی ادائیگی کی بائع نے مدت متعین کر دی لوگوں نے پوچھا ان کی کھیتی تھی یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس کے متعلق ہم نے ان سے نہیں پوچھا تھا۔ یہ لکھ کر نواب نور الحسن فرماتے ہیں کہ اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت عقد میں جَو، گندم وغیرہ معدوم ہوتو بھی اس کی بیع سلم درست ہے کیونکہ بیع سلم کرتے وقت صحابہؓ نے ان کے موجود ہونے کی تحقیق نہیں کی اس کے بعد فرماتے ہیں۔لیکن یہ استدلال صحابی کے فعل بیع یا ترک تحقیق سے ہے اور وہ تب حجت ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے علم میں وہ فعل آیا ہو پھر نبی پاک ؐ نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو ورنہ حجت نہیں ہوتا (153)(۱)

سوال اے غیر مقلدین حضرات! جب فعل صحابی بغیر تقریر نبوی کے حجت نہیں تو حضرت معاذ بن جبلؓ جو نبی پاک ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے ہاں جا کر اپنی قوم کو جماعت کراتے۔اس فعل صحابی سے بغیر تقریر نبوی کے کیوں استدلال کرتے ہو؟ ناقل

188۔ جناب نور الحسن صاحب نشہ کرنے والے کو بحالت نشہ کئے گئے فعل کی سزا سے بری قرار دیتے ہوئے قیاس کرتے ہیں مجنون پر۔ فرماتے ہیں۔''احکام شرعیہ کا دارومدار عقل پر ہے جب عقل ختم ہوگئی تو اس سے احکام شرعیہ کا خطاب ساقط ہوگیا اور اس حالت میں اگر وہ مجنون نہیں تو قیاس کے مطابق مجنون کی طرح ہے۔''(ص163)(۲)

---

(۱)......عبداللہ بن ابی اوفیؓ وعبدالرحمٰن بن ابی ابزی گفتہ کہ با آنحضرت ﷺ بمغانم می رسیدیم ونزد ما انباط شام می آمدند باایشان در جو وگندم وزبیب تا اجل معلوم اسلاف می کردیم ودر لفظی زیت آمدہ پرسیدند کہ ایشان را زرع بود یا نہ گفتند از آنہا ازین معنی نمی پرسیدیم رواہ البخاری واین دلیل ست بر صحت سلف در معدوم در حال عقد زیرا کہ ترک استفصال در مقام احتمال نازل بمنزلہ عموم در مقال ست ولیکن این استدلال بفعل یا بترک صحابی ست وآن حجت نیست تا تقریر نبوی براں بعد از علم ثابت نشود۔

(۲)......مناط احکام شرعیہ عقل ست وچوں عقل برفت گویا خطاب از وئے برفت ووے دریں حال اگر مجنون نیست باری ہم چو مجنونست بقیاس صحیح۔

189۔ موت کے بعد میت کے ترکہ میں سے حقوق اللہ (نماز، روزہ) اور حقوق العباد دونوں کا ادا کرنا برابر طور پر ضروری ہے۔ان کے درمیان فرق کرنا بے دلیل اور محض خیالات باطلہ ہیں نیز بعض حقوق کا ادا کرنا ثلث سے اور بعض کا اصل مال سے، یہ بھی درست نہیں نیز بعض حقوق کی ادائیگی کو بعض پر مقدم خیال کرنا بھی صحیح نہیں۔ ہاں اگر کوئی ''فَدَیْنُ اللّٰہِ اَحَقُّ اَنْ یُقْضیٰ'' (اللہ کا دَین ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے) کے مطابق حقوق اللہ کو حقوق العباد پر مقدم سمجھے تو یہ درست ہے الّا یہ کہ حدیث میں تاَویل کی جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی قریبی خود اس کی طرف سے حج کرے اور روزے رکھے نہ یہ کہ ان کے بدلے مال دے (ص185)(۱)

190۔ ایصال ثواب کے بارے مختلف اقوال میں سے بہترین قول یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد ثواب وعقاب کا تعلق صرف اسی عمل کے ساتھ ہوتا ہے جس کا اپنی زندگی میں وہ خود سبب بنا جیسے صدقہ جاریہ، علم نافع، یا نیک اولاد کی دعا اوران کے نیک عمل یا اس نے جو سنت حسنہ جاری کی اس کے علاوہ

---

(۱)......اما گردانیدن بعض حقوق واجبہ الٰہی از ثلثو بعض از راس مال پس بی اصل ست وجز مجرد خیالات مختلہ نیست وظاہر نزد ما آنست کہ میان حقوق واجبہ خداوحقوق آدمیان در مخرج آن از ترکہ فرق نیست ونہ تقدیم حقوق آدمی بر حقوق خداواجب بلکہ بجملہ حقوق یکسان ست......زیرا کہ مشترکست در وجوب برمیت ولافرق بین واجب وواجب وہر کہ زعم کند کہ بعض حقوق اقدم از بعض ست بروی دلیل آوردن واجب باآنکہ اگر یکے گوید کہ حقوق خدا اقدم از حقوق بنی آدم ست وبقولع صلی اللہ علیہ وسلم فدین اللہ احق ان یقضی استدلال نماید بعید از صواب نیست اگر نہ این می بود کہ مراد بہ یقضی یفعلہ الفاعل ست ہمچو قریبی کہ از طرف قریب خود حج بکند واز وی صوم نہد نہ آنکہ مال از برائے این کار کردن بدہد۔

دوسروں کی نیکیوں کا ثواب نہیں پہنچتا۔' (ص 186)(۱)

191۔ اہل السنّت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ باہمی اختلاف میں دونوں مخلص اور نیک نیت تھے اس کے باوجود حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ کی خطاء اجتہادی تھی جو موجب ثواب ہے موجب عذاب نہیں۔ لیکن غیر مقلدین کے ترجمان اعظم جناب نورالحسن خان کیا لکھتے ہیں ذرا وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔

(۱) معاویہؓ میں حضرت علیؓ کے مقابلہ کی صلاحیت نہ تھی لیکن اس نے طلب حکومت اور حب جاہ اور طلب دنیا کی خاطر سب کچھ کیا۔ (ص 197)(۲)

(۲) معاویہؓ نے چند ایسے لوگوں کو ساتھ ملایا جو جاہل تھے معروف کو پہچانتے نہیں تھے اور منکر پر انکار نہیں کرتے تھے پھر دھوکہ دینے کے لئے خون عثمان کا مطالبہ ظاہر کر کے پیش رفت کی۔ اس قوم نے بھی اس کے سامنے جان و مال کو خرچ کر ڈالا اور اس کی خیر خواہی کی۔ (ص 197' 198)(۳)

(۳) معاویہ نے اعلان کیا کہ میرا دوست وہ ہے جو ایک شامی کے بدلے دس عراقیوں کے سر لے آئے جیسا کہ ایک دینار کے بدلے دس دراہم۔ (ص 198)(۴)

---

(۱)...... و احسن اقوال آنست کہ تعلق ثواب وعقاب بعد از موت انسان جز بسبب از وے نباشد پس در ثواب ہمچو صدقہ جاریہ و علم نافع و ولد صالح ست و شک نیست کہ این ہر سہ چیز سعی آدمی ست و ظاہر ش لحوق ہر بر از ولد بوالد ست دعا باشد یا جز آن نہ مجرد دعا چنانکہ لفظ یدعواللہ بران دال ست و منجملہ سعی انسان یکی سنت حسنہ ست کہ آنرا جاری کردہ۔

(۲)...... ومعاویہ را صلاحیت معارضہ علی نبود لکن وے طلب ریاست و جاہ و دنیا کرد۔

(۳)...... و در میان قومی اغنام کہ نہ معروف می شناختند و نہ منکر را انکار می کردند و معاریہ باایشان راہ مخادعت رفت و طلب دم عثمان ظاہر نمود کار او از پیش رفت و این قوم روبروئے او بذل دماء و اموال کرد و خیر خواہی او نمود۔

(۴)...... حضرت امیر با اہل عراق می گفت کہ دوست دارم آنکہ دہ کس از انہا عوض یک کس از اہل شام ہمچو صرف دراہم بدینار بکار آیند۔

(۴) اس معاملہ میں مجھے اہل شام پر کوئی تعجب نہیں، تعجب ہے ان بعض صحابہ اور فضلاء تابعین پر جو بصیرت رکھتے تھے اس کے باوجود انہوں نے معاویہ کا ساتھ دیا کاش ہم جان سکتے کہ کونسا معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا تھا جسکی وجہ سے انہوں نے اہل باطل کی مدد کی اور اہل حق کی مدد نہ کی۔ حالانکہ اللہ سبحانہ کا حکم موجود ہے کہ اگر دو جماعتوں میں سے ایک باغی جماعت ہو تو اس کے ساتھ قتال کرو یہاں تک کہ وہ بغاوت سے بعض آ جائے اور انہوں نے اپنے ان کانوں کے ساتھ یہ احادیث متواتر سنی تھیں کہ ائمہ امت کی نافرمانی حرام ہے الا یہ کہ ان سے کھلم کھلا کفر ہونا ظاہر ہو۔ اور حضور ﷺ کا یہ قول بھی سنا تھا جو حضرت عمارؓ کے حق میں فرمایا کہ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ (ص 198)(۱)

(۵) سچی بات یہ ہے کہ اگر صحابہؓ کا عظیم مرتبہ اور خیر القرون کی بلند فضیلت مانع نہ ہوتی تو ہم کہتے کہ سلف کے حب جاہ و مال نے اس امت کو فتنہ میں ڈالا ہے جیسا کہ خلف فتنوں میں مبتلا ہیں۔ (ص 198)(۲)

(۶) باغیوں کے ساتھ قتال کے دوران قرآن کو بلند کرنا نہ سنت مطہرہ تھی نہ سنت خلفاء راشدین تھی۔ دھوکہ دہی کے لیے اس بدعت کے موجد اول معاویہؓ ہے اور اس کو اس دھوکہ کے راستہ پر عمرو بن عاصؓ نے لگایا۔ (ص 198)(۳)

---

(۱)...... درین معاملہ از اہل شام ہیچ عجب نیست عجب از کسے ست کہ بصیرت دارد ہمچو بعض صحابہ و فضلائے تابعین کہ میل بمعاویہ کردند کاش می دانستیم کہ کدام امر برایشان مشتبہ شد تا آنکہ بنصر مبطلین وخذل محقین پرداختند حالانکہ قول اوسبحانہ فان بغت احدیھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ بگوش ایشان رسیدہ واحادیث متواترہ درتحریم عصیان ائمہ ست مادام کہ کفر بواح نکنند شنیدہ وقول آنحضرت ﷺ بحق عمار کہ ترا فئۃ باغیۃ بکشد بصماخ ہوش خوردہ۔

(۲)...... وراست این است کہ اگر عظیم قدر صحابہ ورفیع فضل خیر القرون نمی بودمی گفتیم کہ حب شرف ومال سلف این ست رادرفتنہ انداختہ چنانکہ خلف رامفتون خود ساختہ۔

(۳)...... ونشر مصحف کہ درقتال باغیان بودہ از سنت مطہرہ ثابت نیست ونہ سنت خلفاء راشدین ست بلکہ محدث اول او معاویہ ست کہ براہ خدیعت این کارکردہ وعمرو بن العاص اورابرین حرکت برداشتہ۔

(۷) اس کے باوجود صحابہؓ نے اس پر اجماع کر لیا کہ باغیوں کی حدیثیں قبول کی جائیں اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ اجماع اس لیے ہوا تا کہ حضرت علیؓ کے باغیوں کی روایت پر حقیقت نہ جاننے والے لوگوں کا اعتراض اٹھ جائے (ص 198)(۴) حقیقت نہ جاننے والے اس لیے کہا کہ حقیقت شناس لوگ جیسا کہ جناب نورالحسن ودیگر غیر مقلدین ان کا اعتراض تو اس اجماع صحابہؓ سے بھی ختم نہ ہوگا۔نتیجہ یہ کہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ جتنے صحابہ وتابعین تھے ان سب کی روایات غیر مقلدین کے نزدیک مردود ہیں۔ناقل

192۔ حضرت ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث ہے جو اپنے دین کو تبدیل کرے اس کو قتل کردو (بخاری) اس میں دو احتمال تھے۔1...... کہ اس مرتد کو مہلت دے کر توبہ کا موقع دے کر پھر اگر وہ ارتداد پر قائم رہے تو اس کو قتل کردو۔2...... بغیر مہلت دیئے اس کو فوراً قتل کردو۔نواب نورالحسن کی رائے یہ ہے کہ یہ امر مہلت دینے اور اس کو توبہ کا وقت دینے کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ اس کو بغیر مہلت دینے کے فوراً قتل کرنے کا حکم ہے جبکہ بعض صحابہؓ نے مرتدین کو بغیر توبہ طلب کرنے کے قتل کرنے پر انکار کیا اور اس انکار پر کسی دوسرے صحابی نے اعتراض نہ کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ سب صحابہ کرامؓ متفق ہیں کہ مرتد کو فوراً قتل کردینا اور توبہ کا موقع نہ دینا درست نہیں۔جب نورالحسن صاحب غیر مقلد کی رائے صحابہؓ کی رائے سے مختلف ہوگئی تو موصوف اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ اپنی رائے کا نام حدیث رکھ کر کہتے ہیں کہ اس حدیث کے خلاف صحابہؓ کی رائے بلکہ صحابہ کا اجماع حجت نہیں۔

---

(۴)...... معہذا صحابہ اجماع کردہ اند بر قبول اخبار بغاۃ وایں فائدہ درخور یادداشتنی ست تا اعتراض غیر عارف بحقائق بر روایت از بغاۃ علی کرم اللہ وجہہ برخیزد...... اجماع بریں معنی نمودہ۔

عرف الجادی کی عبارت ملاحظہ کیجئے ۔چونکہ مرتد کوقتل کرنے کا امر مطلق ہے مہلت دینے کے ساتھ مقید نہیں بلکہ طلب توبہ کے ساتھ بھی مقید نہیں بلکہ جو کچھ صحیح ادلہ میں آیا ہے وہ فوراً قتل کرنے کا امر ہے اور بعض صحابہؓ کا توبہ طلب کرنے سے پہلے مرتد کے قتل کرنے پر اعتراض کرنا حجت کے لائق نہیں اور شارع کی مطلق حدیث کو مقید کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور باقی صحابہؓ کے انکار پر سکوت کی بناء پر اجماع صحابہؓ کا دعویٰ باطل ہے۔(ص 200)(۱)

193۔ قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں ڈاکوؤں کی حد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جولوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں یعنی ڈکیتی کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں خلاف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ قید کردیے جائیں۔اس آیت میں لفظ ''اَوْ'' استعمال ہوا ہے اور عربی لغت میں یہ دوطرح سے استعمال ہوتا ہے۔1۔برائے تنویع یعنی ایک چیز کے مختلف اقسام اور ان کے احکام بیان کرنے کے لئے ۔2۔برائے تخییر یعنی مختلف چیزوں کے درمیان اختیار دینے کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر بعض صحابہ کرامؓ کے نزدیک اس آیت میں لفظ ''اَوْ'' کا پہلا استعمال مراد ہے کیونکہ چار قسم کی حالتیں ہیں 1۔صرف قتل کیا۔2۔قتل بھی کیا مال بھی لوٹا۔3۔صرف مال لوٹا قتل نہیں کیا۔

---

(۱)......از مرتد توبہ خواہند اگر کردفبہا ورنہ فی الفور بکشند ومہلت سہ روز ونحو آن بی دلیل ست وحدیث مرفوع ابن عباس کہ ہرکہ دین خود تبدیل کرد اورا بکشید رواہ البخاری مؤیداوست زیراکہ مطلق غیر مقید بمہلت ست بلکہ باستتابت۔بلکہ آنچہ درادلۂ صحیحہ آمدہ امر بقتل ست وامر بفور ۔وانکار بعض صحابہ بر قتل مرتدین قبل از استتابت درخور حجت نیست وصالح تقیید حدیث ثابت از شارع نمی تواند شد ودعویٰ اجماع بواسطہ عدم انکار باطل ست۔

4۔نہ مال لوٹا نہ قتل کیا بلکہ صرف ڈرایا دھمکایا اور خوفزدہ کیا......پہلی حالت میں ان کو قتل کیا جائے گا۔ دوسری میں سولی پر لٹکایا جائے گا۔تیسری میں خلاف جانب سے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ چوتھی حالت میں قید کیا جائے گا۔ ہر حالت کے مطابق اس کا حکم بتایا گیا ہے جبکہ نواب نورالحسن کی رائے یہ ہے کہ 'اَوْ' کا لفظ تخییر کے لئے ہے کہ اختیار ہے کہ ڈاکوؤں کو ان چار سزاؤں میں سے جو چاہیں سزا دیں۔لیکن نواب صاحب نے اپنی رائے کے متعلق لکھا کہ قرآن کریم کا ظاہر یہی ہے اور صحابہ کرامؓ کی مذکورہ بالا رائے چونکہ ان کی رائے کے خلاف ہے تو وہ اس کو یوں نہیں کہتے کہ صحابہ کرامؓ کی رائے میری رائے کے خلاف ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی رائے نظم قرآن کے ظاہر کے خلاف ہے اس لئے وہ حجت نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ''تخییر تو نظم قرآن کا ظاہر ہے اور وہ احوال کی تفاصیل جو اہل علم نے ذکر کی ہے......اگر وہ محض ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ وتابعین کا اجتہادی قول ہے تو ابن عباسؓ اور دیگر صحابہ وتابعین کا اجتہادی قول کسی پر حجت نہیں ہے۔(ص 202)(۱)

194۔ غیر شادی شدہ زانی کی حد کے بارے دو قسم کی حدیثیں تھیں۔بعض حدیثوں میں فقط سو کوڑے لگانے کا ذکر ہے جبکہ بعض حدیثوں میں سو کوڑوں کے ساتھ ایک سال قید یا علاقہ بدر کرنے کا ذکر بھی ہے اس کے متعلق صحابہ کرامؓ کی رائے یہ تھی کہ تغریب عام حد کا لازمی حصہ نہیں بلکہ کنوارے زانی کے لئے حد سو کوڑے ہیں البتہ اس میں شدت پیدا کرنے

---

(۱)......'عقوبتش قتل یا صلب یا قطع از خلاف یا نفی از ارض ست خواہ کشتہ یا نکشتہ وظاہر عدم جمع میان این ہمہ انواع یا دو نوع وعدم جواز ترک یک نوع ست وایں معنیٰ ظاہر نظم قرآنی ست وتفاصیلے کہ بعض اہل علم ذکر کردہ اند......اگر ہمیں مجرد قول ابن عباسؓ ودیگر صحابہؓ ست پس اجتہاد وےؓ ودیگر صحابہؓ ومن بعدھم بر احدی حجت نیست۔

کے لئے بطور تعزیر کوئی اور سزا بھی شامل کی جا سکتی ہے جیسے تغریب عام (جلاوطن کرنا، قید کرنا)۔ پس اگر کنوارے زانی کو سو کوڑے لگائے جائیں اور تغریب عام نہ کیا جائے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ پوری حد جاری نہیں ہوئی اور اگر سو کوڑوں کے ساتھ ایک سال قید کر دیا جائے تو یہ نہیں کہیں گے کہ حد میں اضافہ کر دیا کیونکہ حد تو وہی سو کوڑے ہیں البتہ تغریب عام تعزیر ہے جس کو حد کے ساتھ شامل کر کے زیادہ شدت پیدا کی گئی ہے لیکن غیر مقلدین کی رائے یہ ہے'' کہ تغریب عام بھی حد کا لازمی اور وجوبی حصہ ہے لہٰذا سو کوڑوں کی طرح یہ ضروری ہے اور جن حدیثوں میں فقط سو کوڑوں کا ذکر ہے ان میں اختصار ہے دوسری حدیثوں کی طرف دیکھتے ہوئے ان میں بھی تغریب عام کا اعتبار کرنا ضروری ہے''۔ اس کو مزید پختہ کرنے کے لئے صحابہ کرام پر جھوٹ بولا کہ'' صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے نزدیک بھی تغریب عام واجب ہے''۔ (ص 203)(۱)

195۔ حالانکہ کسی صحابیؓ سے بھی وجوب کی صراحت نہیں آتی جنہوں نے تغریب عام کا ذکر کیا ہے وہ بطور تعزیر ہے جبکہ بعض صحابہ کرامؓ نے صراحت کی ہے کہ کنوارے زانی کے لئے حد فقط سو کوڑے ہیں۔ غیر مقلد نور الحسن خان اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتے ہیں بعض صحابہؓ کے اقوال کے ساتھ حجت پکڑنا کوئی چیز نہیں کیونکہ ہم ان کے اقوال کے پابند اور مطیع نہیں ہیں۔ (ص 203)(۲)

---

(۱)...... احادیث قاضیہ بوجوب تغریب بطرق صحیحہ از جماعۃ از صحابہ آمدہ واین متضمن زیادت بر جلد ست وغیر منافی اوست پس قبولش متحتم باشد ومعارضہ اش بعدم ذکر تغریب در بعض روایات غفلت از وجوب حمل مطلق بر مقید ست۔

(۲)......'' واحتجاج باقوال بعض صحابہؓ مفید چیزے نیست زیرا کہ ما متعبد باقوال شاں نیم۔

196۔ کتب حدیث میں حضرت ماعزؓ کے رجم کرنے کا واقعہ معروف ہے کہ انہوں نے خود خدمت نبوی میں حاضر ہوکر اپنے زنا کرنے کا اقرار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے رخ انور دوسری طرف پھیر لیا انہوں نے پھر دوبارہ آپ ﷺ کے سامنے آکر دوبارہ اقرار کیا آپ ﷺ نے پھر بھی اعراض کیا تا آنکہ انہوں نے چار مرتبہ اقرار کیا ازاں بعد نبی کریم ﷺ نے رجم کرنے کا حکم فرمایا، واضح رہے کہ حد جب کسی پر فرض ہو جائے تو اس کا قائم کرنا حاکم پر فرض ہو جاتا ہے اس سے اعراض کرنا صرف یہی نہیں کہ ناجائز ہے بلکہ گناہ ہے لیکن ماعز کے واقعہ میں تین دفعہ ماعزؓ کے اقرار کرنے کے بعد آپ ﷺ نے رخ انور پھیرا اور اعراض کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تین مرتبہ اقرار سے حد قائم کرنا فرض نہیں ہوا تھا اور جب چوتھی مرتبہ اقرار کیا تو رجم کرنے کا حکم دیا کہ اب حد قائم کرنا فرض ہو گیا تھا لہٰذا اس حدیث کے مطابق چار مرتبہ زنا کا اقرار کرنا وجوب حد کے لئے شرط ہے صرف ایک یا دو مرتبہ اقرار کرنا وجوب حد کے لئے کافی نہیں ہے، حضرت انیسؓ کو نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کی طرف بھیجا اور فرمایا اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دینا۔ اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ کتنی مرتبہ اقرار کرے ایک مرتبہ یا چار مرتبہ لیکن حضرت ماعزؓ کی گذشتہ حدیث سے چار مرتبہ کی تعیین ہو جاتی ہے اور جب نبی کریم ﷺ حضرت انیسؓ کو تحقیق و تفتیش اور اجرائے حد کے لئے بھیج رہے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ پورا مسئلہ جانتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے اختصار سے کام لیا اور صرف اتنا فرما دیا اقرار کرلے تو رجم کر دینا حالانکہ چار مرتبہ اقرار کی شرط بھی ضروری ہے جیسا کہ حضرت ماعزؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت انیسؓ اس کو جانتے ہوں گے اور نبی کریم ﷺ کی حدود کے بارے ہدایات کا تقاضا بھی یہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ حتیٰ المقدور حدود کو ساقط کرو۔ نیز فرمایا کہ حدود کو شبہ کی بناء پر ساقط کردو۔ یہ بھی فرمایا کہ حد کے معاف کرنے میں غلطی

کرنا حد میں غلطی کرنے سے بہتر ہے لہٰذا ان تعلیمات وہدایات نبویہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ چار مرتبہ اقرار شرط ہو کہ احتیاط اسی میں ہے۔ لیکن غیر مقلد نورالحسن صاحب کہتے ہیں حق بات یہ ہے کہ وہ اقرار جس کے بعد کوڑے اور رجم کرنا جائز ہو جائے وہ ایک بار سے زیادہ شرط نہیں (ص 204)(۱)۔

197 ۔ انہوں نے اس کی بنیاد رکھی ہے ایک جھوٹ اور تأویل پر اور جھوٹ بھی نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر کہ آپ ﷺ نے حضرت انیسؓ کو کہا کہ اگر وہ ایک مرتبہ اقرار کرلے۔ حدیث میں صرف اتنا ہے کہ ''اگر وہ اقرار کر لے'' مگر انہوں نے اس میں اپنی طرف سے اضافہ کیا'' ایک مرتبہ اقرار کرلے''اور اس کی نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف کردی کہ آپ نے فرمایا''اگر وہ ایک مرتبہ اقرار کرلے''۔ اور حدیث ماعزؓ کی یہ تأویل کی کہ چار مرتبہ اقرار شرط کے طور پر نہیں تھا۔ (ص 204)(۲)

198۔ اور حق یہ ہے کہ اگر سبب حد کا وقوع ایسی جگہ میں ہو جہاں تک اسلامی حاکم کی حکومت ابھی تک نہیں پہنچی یا اس کے زمانہ حکومت سے پہلے سبب کا وقوع ہوا ہو تو حد باطل نہیں ہوتی بلکہ جب حاکم کو سبب حد کے وقوع کا پتہ چلے اور وہ اس حد کے قائم کرنے پر قادر ہو تو اس حاکم پر فرض ہے کہ حد قائم کرے خواہ اس حد کا سبب اس کی حکومت میں

---

(۱)......''وحق آنست کہ اقرارے کہ بداں استباحت جلد ورجم می شود دراں زیادت بریک بار مشترط نیست۔

(۲)......از آنحضرت ﷺ رجم وامر بدان وبجلد بمجرد اقرار یک بار ثابت شدہ۔......سکوت وی ﷺ درین قصہ ماعز نہ واجب آنست کہ اقرار چار بار شرط باشد۔

واقع ہو یا، اس سے پہلے واقع ہوا اور خواہ اس کے ملک میں ہوا ہو یا دوسرے ملک میں ہوا ہو (ص 206) (۱)

سوال :۔ کیا خلافت راشدہ کے دوران مفتوحہ علاقوں میں اس کے مطابق حدود کا نفاذ ہوا تھا؟ ناقل۔

199۔ اگر کوئی آدمی لواطت کا مرتکب ہو تو حدیث میں ہے فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو یہ قتل کرنا حد کے طور پر ہے یا تعزیر کے طور پر؟ اگر حد ہے تو یہی سزا متعین ہے اور اگر تعزیر ہے تو حاکم قتل بھی کرسکتا ہے اور اگر مناسب خیال کرے تو قتل کی جگہ کوئی اور تعزیر بھی لگا سکتا ہے۔ حدیث پاک میں کوئی وضاحت نہیں کہ یہ حد ہے یا تعزیر۔ البتہ صحابہ کرامؓ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قتل تعزیری ہے کیونکہ صحابہ کرامؓ نے قتل کی جگہ اور سزائیں بھی ذکر کی ہیں تو صحابہ کرامؓ کی رائے اور ان کے اجتہاد کے مطابق لواطت میں تعزیر ہے یعنی حاکم جو مناسب خیال کرے وہ سزا دے خواہ قتل ہو یا کچھ اور۔ لیکن غیر مقلد نواب نور الحسن کی رائے میں یہ حد ہے جو متعین ہے اس سے اعراض کر کے کوئی اور سزا تجویز کرنا جائز نہیں ہے چونکہ غیر مقلدین کی رائے فقہاء کرامؒ اور صحابہؓ کی اجتہادی رائے سے ٹکرا گئی اس لئے نواب نور الحسن صاحب نے صاف صاف لکھ دیا اور صحابہ کرامؓ کا اجتہاد امت میں سے کسی ایک فرد پر (خواہ وہ جاہل اجہل ہو) بھی حجت نہیں ہے۔ (ص 207)(۲)

---

(۱)......وحق آنست کہ حد بمجرد وقوع سببش در غیر زمن امام یا مکان کہ آنجا ولایتش نمی رسد باطل نمی گردد بلکہ مراد آنست کہ چون امام را سبب حد برسد ودی قادر باشد بر اقامت آن واجب ست بروی اقامت آن حد خواہ در ایام ولایتش یا پیش از ان واقع شدہ وخواہ در جای ولایتش بودہ یا در غیر آن چہ معتبر نیست۔

(۲)......''واجتہاد صحابہ بر احدی از امت حجت نباشد۔

200۔ جب خواہش پیدا ہو جائے تو ہاتھ یا کسی بھی بے جان چیز کے ساتھ منی خارج کرنا جائز ہے اور اگر فتنہ یا معصیت میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو جسکا ادنی درجہ بدنظری ہے تو مستحب ہے اور اگر اس کے بغیر معصیت سے بچنا ممکن نہ ہو تو پھر واجب ہے اور جن حدیثوں میں مشت زنی سے منع کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ صحابہ کرامؓ بھی اپنے اہل سے غائب ہونے کے وقت مشت زنی کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ منی نکالنا ایسے ہی ہے جیسے بدن کے دوسرے مضر فضلات کو خارج کرنا۔ لہٰذا مشت زنی کرنے والے پر حد یا تعزیر لگانا بلا وجہ ہے بلکہ اس کو ملامت کرنا بھی حرام ہے (ص 207، 208)(۱)

201۔ غلام اور لونڈی پر حد زنا میں پچاس کوڑے ہیں مگر حد قذف پوری ہے یعنی اسّی کوڑے۔ (ص209)(۲)

202۔ اور ید حقیقت میں کندھے تک پورے بازو کو کہتے ہیں اور قرآن کریم میں ید کاٹنے کا حکم مذکور ہے (یعنی پورا ہاتھ کندھے تک کاٹنے کا حکم ہے) اور کوئی بھی ایسی صحیح دلیل موجود نہیں جس کی وجہ سے قرآن میں مذکور مطلق لفظ ید کو پہنچے تک مقید کر دیں۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین سے ہاتھ کے پہنچے تک کاٹنے کی روایات ہیں وہ بھی حجت بننے کے قابل نہیں ہیں (ص 212)(۳)۔

---

(۱)...... بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزی از جمادات نزد دعائے حاجت مباح ست لاسیما چون فاعل خاشی از وقوع در فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازیست باشد کہ درین حین مندوب ست بلکہ گاہے واجب گردد میکہ ترک معصیت جز بای حرکت ممکن نشود واحادیث وارده در منع از نکاح بدست ثابت وصحیح نشده ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اہل خود کرده اند و درایں کار حرجے نیست بلکہ ہم چوں استخراج دیگر فضلات موذیہ بدن ست...... پس حکم بحد یا تعزیر مستمنی بید باعصمت مسلم وتحریم ایلاش بی وجہ ست۔

(۲)...... آیۃ کریمہ عام ست داعل ست زیر آن حر و عبد وغصاضت بقذف عبد از برائے حرا شد تر از قذف حر بحر ست و در حد قذف آنچہ دال بر تنصیف حد عبد باشد در کتاب وسنت نیامده وآیہ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب در حد زنا ست وحد زنا غیر حد قذف ست۔

(۳)...... وید حقیقۃ تمام ید است و در سنت از وجہ صحیح دلیل بر تقیید ما فی القرآن بلوغ ثابت نشده اگرچہ آنحضرت ﷺ واز خلفاء راشدین مرویست ولکن بر وجہے کہ حجت بمثل آں ثابت نمی گردد۔

نتیجہ یہ کہ چور کا ہاتھ پہنچے سے کاٹنے کی بجائے کندھے سے کاٹا جائے۔ ناقل

203۔ حدیث میں ہے کہ اگر شرابی کو تین دفعہ حد میں کوڑے لگائے گئے اس کے بعد اگر چوتھی مرتبہ پئے تو اس کو قتل کر دو اس کے متعلق نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں'' خلاصہ یہ ہے کہ شرابی سے قتل کے حکم کا مرتفع و منسوخ ہونا ثابت ہے اور تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے مگر بعض ظاہریہ لوگ اس میں اختلاف رکھتے ہیں (ص213) (۱)

سوال کوئی صریح ناسخ پیش کریں عجیب بات ہے کہ نور الحسن صاحب دلیل شرعی کو کتاب وسنت میں منحصر مانتے ہیں اور اجماع کا انکار کرتے ہیں پھر اجماع کو دلیل میں پیش کرتے ہیں؟

204۔ خمر پینے والے پر تعزیر ہے حد نہیں ہے۔ (ص213)(۲)

205۔ شرابی پانچویں مرتبہ شراب پئے تو پہلے اس کو قتل کرنے کا حکم تھا جو بعد میں منسوخ ہو گیا اس پر سب اہل علم کا اجماع ہے مگر بعض ظاہریہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں (ص 213)(۳)

سوال ناسخ کیا ہے؟ جب بعض ظاہریہ اختلاف رکھتے ہیں تو غیر مقلدین کے نظریہ کے مطابق یہ اجماع کیسے ہوا؟

---

(۱)...... و بالجملہ رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اہل علم براں مجمع بودہ اند مگر بعض ظاہریہ کہ دراں خلاف دراند۔

(۲)...... وتقدیر حد شرب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر وجہ معتبر ہشتاد تا زیانہ بصحت نرسیدہ و آنچہ مرویست جلد شارب بجرید ونعال وضرب باردیہ بدوں تقدیر معین ست وزدن بپاپوش تا چہل ضربہ ھم آمدہ وتقدیر ہشتاد درزمن صحابہ بودہ پس حق آنست کہ جلد شارب غیر مقدر است و آنچہ واجب باشد ہمیں ضرب بدست یا بچوبدستے یا نعل یا ثوب بر مقدار رائی امام ست از قلیل وکثیر و بریں تقدیر ایں حد من جملہ انواع تعزیر باشد۔

(۳)...... و بالجملہ رفع قتل از شارب ثابت است و جمیع اہل علم براں مجمع بودہ اند مگر بعض ظاہریہ کہ دراں خلاف دراند۔

206۔ انبیاء بھی گالیاں دیا کرتے تھے اگرچہ ان کی گالیاں فحش نہ ہوتی تھیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے کہا انّک لغویّ مبین ، یوسف علیہ السلام نے کہا انتم شرّ مکاناً ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انّک امرء فیك جاهلية (ص 215)(۱)

سوال ان جملوں میں انبیاء علیہم السلام کی طرف گالیوں کی نسبت کرنا کیا جائز ہے؟ ناقل۔

207۔ نورالحسن صاحب قیاس کرتے ہیں جیسے صدقہ کی مد میں کام کرنے والے کیلئے مال صدقہ سے حصہ اجرت لینا جائز ہے۔ اسی طرح امام یعنی خلیفہ کے لئے بھی بقدر عمل اجرت ہونی چاہئے (ص 220)(۲)

208۔ واقعات میں سے کسی واقعہ میں محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل کسی بھی دعویٰ پر دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا صلح حدیبیہ میں دس سال کا معاہدہ اس کی دلیل نہیں بن سکتا کہ کفار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دس سال تک معاہدہ صلح ہوسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا (ص 230)(۳)

---

(۱)......از آنجملہ شتم بی فحش ست چنانکہ از موسی علیہ السلام درقرآن حکایت نمودہ...... قال له موسى انك لغوى مبين وازین باب سمت قول یوسف با اخوان خویش چون اورا منسوب بسرقہ کردند انتم شر مكانا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ ابی ذر گفت انك امرؤ فيك جاهلية ۔

(۲)......اوتعالی عامل علی الصدقۃ را اخذ نصیب از مال صدقۃ جائز فرمود ہمچنین استحقاق اجرت بحسب عمل از برائے امام ہم شود۔

(۳)......صلح نبوی در حدیبیہ بردہ سال امر اتفاقیست ......وکیف کہ قرآن وحدیث مصرح اند بجواز صلح علی الاطلاق پس تقییدش بمدت معینہ محتاج دلیل باشد و مجرد فعل در واقعہ از واقعات صالح انتہاض بر مدعا نیست ۔

209۔ ہر کھانے پینے کی چیز میں اصل حلت ہے جب تک اس کے حرام ہونے کی صریح دلیل وارد نہ ہو وہ چیز حلال رہے گی (ص 234)(۱)

سوال لہٰذا غیر مقلدین ہاتھی، خچر، گدھ کے حرام ہونے پر صریح دلیل پیش کریں ورنہ یہ حلال ہین ان کو اپنے اصول کے مطابق کھائیں؟۔ ناقل۔

210۔ بجو، سیہ بلا کراہت حلال ہے (ص235)(۲)

211۔ گوہ کھانا شرعاً حلال ہے (ص236)(۳)

212۔ جب کوئی آدمی عالم نہ ہو (بلکہ جاہل ہو) اس پر لازم ہے کہ مختلف قسم کے علماء میں سے جو باکمال عالم ہو اس سے خوب سوال کرے اور اس سے بحث بھی کرے اور اس بحث کرنے کے بعد جس عالم پر اعتماد و اطمینان حاصل ہو جائے اس کو اپنا رہبر بنا لے (ص219) (۴)

سوال ۔ جناب اسی کا نام تقلید ہے جس کو غیر مقلدین شرک کہتے ہیں اور کیا جاہل اور عالم کے درمیان بحث کا جواز ہے؟ کیا خیر القرون یعنی عہد نبوت، عہد صحابہ، عہد تابعین میں یہ طریقہ رائج تھا؟ ناقل۔

---

(۱)......اصل در ہر طعام و شراب حل است مادام کہ نصے بتحریم آں وارد نشدہ

(۲)......ابن ابی عمار گفتہ جابر را گفتم کفتار یعنی بجو صید ست گفت آری پرسیدم کہ آنحضرت ﷺ گفتہ ست گفت نعم...... چوں از ابن عمرؓ را از قنفذ یعنی خار پشت کہ بہندیش ساہی خوانند پرسیدند گفت قل لا اجد فیما اوحی الی محرما الآیۃ الخ۔

(۳)......ابن عباسؓ گفتہ خوردہ شد ضب یعنی سوسمار بر مائدہ آنحضرت ﷺ و ایں متفق علیہ ست و در روایات دیگر نہی از اکلش آمدہ۔......مگر آنکہ در صحیحین از جماعۃ از صحابہ اذن نبوی باکل ضب ثابت شدہ وفرمود کلوہ فانہ حلال۔

(۴)......چون بنفسہ عارف نبود لازم آنست کہ از اہل علم علی اختلاف انواعہم احفای سوال از چنین عالم با کمال نماید و لا بد است کی بعد از بحث و تفتیش شخصے کہ بر و اطمینان حاصل گردد دست بہم دہد۔

213۔ نجاست خور اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری کے گوشت اور دودھ سے نہی وارد ہوئی ہے اور ایک روایت میں اس پر سوار ہونے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ البتہ دودھ پاک ہے کیونکہ استحالہ مطہر ہے۔ استحالہ کا مطلب یہ ہے کہ نجس چیز میں اتنی تبدیلی آجائے کہ اس کا نام اور وصف بدل جائے۔ اتنی تبدیلی کے بعد وہ چیز پاک ہوجاتی ہے جیسے غلاظت جب راکھ بن جائے تو وہ پاک ہے کیونکہ اب اس کا نام غلاظت نہیں رہا اسی طرح جلالہ کا خون جب دودھ بن گیا تو نام اور وصف بدل گیا اس لئے پاک ہے (ص 236)(۱)

سوال:۔ یہ کس حدیث میں ہے کہ استحالہ مطہر ہے؟ جب عذرہ یعنی غلاظت راکھ بن گئی تو چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک ہر چیز میں اصل حلت ہے تو راکھ بھی اصل کے اعتبار سے حلال ہوئی اس کی حرمت حدیث میں دکھائیں؟

214۔ مٹی کھانے سے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن مٹی کھانے سے سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جسم بھی کمزور ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قتل نفس سے منع کیا ہے اور مٹی کھانا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے لہٰذا ہم اس سے منع کرتے ہیں (ص 237)(۲)

سوال۔ جناب جب منع کرنے کی کوئی شرعی دلیل نہیں تو آپ کیوں منع کرتے ہیں اگر بلا دلیل شرعی آپ منع کریں گے اور لوگ مان لیں گے تو یہ تقلید ہوگی جو آپ کے نزدیک شرک ہے۔ بلا دلیل منع کرنا کیسا ہے؟ گناہ ہے یا نہیں؟

---

(۱)......از ابن عمر آمدہ کہ نہی کرد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از جلالہ یعنی دابہ نجاست خوار و از شیر او اخرجہ اہل السنن الا النسائی وحسنہ الترمذی وجلالہ عام ست از شتر وگاؤ وگوسفند وما کیان ودو روایتے نہی از رکوب جلالہ آمدہ واختلاف ست در طہارت لبن جلالہ جمہور بر طہارت اند بنا بر آنکہ استحالہ مطہر ست واولی در تقریر طہارت استحالہ آنست کہ چنین گویند یعنی کہ شارع حکم بنجاستش کرد ہبود اسم وصفش باقی نماند پس طاہر باشد چہ حکم بنجاست عذرہ مقید بعذرہ بودن اوست مثلاً چن رماد گشت عذرہ نماند

(۲)......واما اکل تراب پس منع از اں دلیلے نیامدہ ولٰکن چوں از اسباب علل صعبہ ست واز اں انحلال بنیہ متاثر می گردد او تعالیٰ از قتل نفس نہی فرمودہ لہٰذا از اں منع می کنند۔

215۔ ہر حرام چیز نجس نہیں ہوتی لہٰذا خمر کو حرام ہونے کی وجہ سے نجس قرار دینا بے دلیل ہے خصوصاً جبکہ صدر اسلام میں خمر کو پاکیزہ چیزوں میں سے اطیب اور لذیذ اشیاء میں سے لذیذ ترین شمار کیا جاتا تھا۔(ص 237)(۱)

216۔ کافر نے شکاری کتا چھوڑا تو اس کا شکار حلال ہے اس کی عدم حلت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔(ص 238)(۲)

217۔ حق یہ ہے کہ ہر بحری جانور حلال ہے وہ جس شکل وصورت پر بھی ہو۔(ص 238)(۳)

218۔ دریا میں جو جانور مرا ہوا مل جائے اور اس کے مرنے کا جو بھی سبب ہو وہ حلال ہے مگر طافی مچھلی حرام ہے۔(ص 238)(۴)

اور طافی وہ مچھلی ہے جو دریا میں مر کر الٹی ہو کر پانی کی سطح کے اوپر آ جائے۔

219۔ کافر جو اللہ کا نام لیتا ہو اسکا ذبیحہ حلال ہے خواہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا ہو مگر اس پر اللہ کا نام ہے ناگزیر(وہ یہ کہ کھاتے وقت اللہ کا نام ذکر کریں۔ناقل) نواب صاحب پہلے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا ایک قوم ہمیں گوشت دیتی ہے ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہے یا نہیں فرمایا کہ تم کھاتے وقت اللہ کا نام ذکر کر لیا کرو۔اس کے بعد نواب صاحب اس

---

(۱)...... ''ہر محرم رجس نیست حکم بنجاست خمر بناء بر حرمت بے دلیل باشد لاسیما نزد می نوشان جاہلیت ودر صدر اسلام مستطاب غیر مستخبث بود بلکہ آنرا از اطیب طیبات واحسن مستلذات می شمردند۔

(۲)......ولٰکن دلیلی بر عدم حل صید کلب مرسل کافر قائم نیست۔

(۳)......وحق آنست کہ ہر حیوان بحری حلال ست بر ہر صورت کہ باشد۔

(۴)......وہر چہ در بحر مردہ یافتہ شود بہر سبب کہ باشد حلال ست جز طافی۔

حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں۔اس حدیث عائشہؓ سے معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کرنا شرط نہیں ہے یہ نہیں کہ بالکل اللہ کا نام ہی نہ لیا جائے (ص239،10)(۱)

220۔ اگر مسلمان ذبح کرتے وقت تسمیہ بھول جائے تو بسم اللہ پڑھ کر کھالیں (ص 240)(۲)

221۔نواب نورالحسن صاحب نے پہلے نبی پاک ﷺ کی قربانی کے متعلق ایک حدیث نقل کی کہ آپ ﷺ نے مینڈھے کی قربانی کی اور یہ دعا پڑھی ''اللھم تقبل من محمد و آل محمد وامۃ محمد'' یہ نقل کر کے نواب صاحب لکھتے ہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک قربانی اس آدمی ،اس کے تمام اہل اور دوسروں کی طرف سے بھی کافی ہے (ص241) (۳)

222۔پھر آگے جا کر لکھا'' یہ گمان کرنا کہ بکری فقط ایک یا تین آدمیوں کی قربانی کے لیے کفایت کرتی ہے دلیل کا محتاج ہے۔''(ص243)(۴)

---

(۱)......عائشہ ؓ گفتہ آنحضرت ﷺ را گفتند کہ قومے مارا گوشتہا می آرد نمیدانیم کہ بران نام خدا ذکر کردہ اند یا نہ فرمود شما نام خدا بروی برید و بخورید و این نزد بخاریست و این نص ست بر حلت ذبیحہ کافر و عدم اشتراط اسلام در ذابح خواہ ذمی باشد یا غیر او ناگزیر ست از ذکر نام خدا بران......و در حدیث متقدم عائشہ دلیل بر عدم اشتراط تسمیہ مطلقاً نیست بلکہ بر عدم اشتراطش نزد ذبح ست۔

(۲)......اگر نزد ذبح تسمیہ را فراموش کند بسم اللہ گوید و بخورد۔

(۳)......لفظ عائشہؓ نزد مسلم این ست کہ امر کرد بآوردن قچقار شاخدار کہ پی سپری کند زمین را در سیاہی و می خسپد در سیاہی......و آنرا بر پہلو انداختہ ذبح کرد و فرمود بسم اللہ اللھم تقبل من محمد وال محمد وامۃ محمد و ایں دلیل ست بر کافی بودن اضحیہ از طرف اینکس و اہل او و از طرف غیر۔

(۴)......و ایں زعم کہ شاۃ جز از یک کس یا سہ کس فقط مجزی نیست......محتاج دلیل ست۔

یعنی تین سے زیادہ آدمیوں کی طرف سے ایک بکری کفایت کرسکتی ہے۔ بدور الاہلہ ص 341 میں ہے کہ ایک بھیڑ گھر کے سو آدمیوں کی طرف سے کافی ہے عجیب بات ہے کہ گائے اونٹ میں تو سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں لیکن ایک بکری سو آدمیوں کی طرف سے کفایت کرسکتی ہے۔ناقل

223۔ نواب نورالحسن نے قربانی کے حکم کے متعلق تین قسم کی روایات نقل کی ہیں۔

(1) قربانی صاحب وسعت پر واجب ہے ہر ایک پر واجب نہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص گنجائش کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(2) ہر ایک پر بلاشرط قربانی واجب ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ''**علی کل اھل بیت اضحیه فی کل عام**''۔

(3) وہ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی پر بھی قربانی واجب نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ''اذا اراد احدکم ان یضحی'' (الخ) جب تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن کٹوانے سے رک جائے اس میں قربانی کو ارادہ پر موقوف کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کرنے اور نہ کرنے میں وسعت ہے ارادہ ہو جائے تو کرلیں نہ ارادہ ہو تو نہ کریں۔(ص 241،242)(۱)

سوال حدیثوں میں اختلاف ہے ان کے بارے میں نبی پاک ﷺ کا واضح فیصلہ کیا ہے؟

---

(۱)......فرمود ہر کرا گنجائش باشد و قربانی نکند مصلای ما را نزدیک نشود رواہ احمد وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ وصححہ الحاکم......واحادیث قاضیہ بوجوب مطلقاً نیز آمدہ مثل حدیث علی کل اہل بیت اضحیۃ فی کل عام وآنچہ دال برعدم وجوب مطلقاً باشد نیز وارد شدہ مثل حدیث اذا اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ واظفارہ اخرجہ اہل السنن ومسلم۔

224۔ نماز عید سے پہلے قربانی نہ کرے بلکہ امام نماز عید پڑھا دے تو اس کے بعد ذبح کرے۔لہٰذا نماز عید پڑھ کر قربانی ذبح کرے(ص242)(۱)

225۔ اگر کسی جگہ اکیلا آدمی ہو تو وہ بھی اکیلا عید نماز پڑھ سکتا ہے(ص242)(۲)

226۔ غیر خصی جانور کے مقابلہ میں خصی جانور کی قربانی کے افضل ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصی جانور کی قربانی کرنے سے اس کا جواز تو ثابت ہوتا ہے لیکن غیر خصی سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔(ص243)(۳)

227۔ جو کوئی ختنہ کو واجب کہتا ہے اس کے ہاتھ میں کوئی صحیح دلیل نہیں ہے......اور حق یہ ہے کہ ختنہ سنت ہے۔(ص245)(۴)

سوال واجب اور سنت کی کیا تعریف ہے؟اور کس حدیث میں ختنہ کے واجب ہونے کی نفی ہے؟

228۔ نواب صاحب آگے لکھتے ہیں‘‘اور ہمارے نزدیک وجوب کا قول کرنا بھی بعید نہیں ہے۔’’(ص245)(۵)

جناب!جب اس پر کوئی صحیح دلیل ہی نہیں تو بغیر دلیل کے وجوب کا قول کیونکر درست ہوگا؟

---

(۱)......توقیت ذبح بعد از نماز امام......ذبح قربانی پیش از نماز نباید۔

(۲)......اگر تنہا یک کس ست پس اعتبار نماز اوست۔

(۳)......و در فضل خصی بر فحل دلیلے نیامدہ و تضحیہ نبوی بخصی مستلزم افضلیتش از غیر خصی نیست غایتش اجزاء خصی ست و بس۔

(۴)...... ہر کہ ختان را واجب گفتہ بدستش کدام حجت صحیحہ نیست......وحق آنست کہ سنت ست۔

(۵)......ونزد ما قول بوجوبش ہم بعید نیست۔

229۔ عربی کے علاوہ دوسری زبانیں جیسا کہ فارسی ،ترکی ،انگریزی ، ہندی ،وغیرہ میں خدا کا ذکر جائز نہیں اگر چہ ان زبانوں میں وہ اعلام ہوں۔ کیونکہ شریعت میں وہ نام وارد نہیں ہوئے لیکن مخلوق کا اور اہل اسلام کا تعامل یہی ہے کہ وہ غیر عربی نام خدا تعالیٰ کے لیے بولتے ہیں خواہ ان کا معنی وصفی ہو یا علمی اسی طرح متکلمین اور فقہاء بھی اللہ سبحانہ پر ایسے الفاظ کا اطلاق کرتے ہیں جن کا شارع نے اطلاق نہیں کیا جیسے واجب الوجود وغیرہ پس جو شخص دین وتقویٰ میں پختہ ہے وہ انہیں اسماء پر اکتفاء کرے جو شریعت میں وارد ہیں تو زیادہ احتیاط اس میں ہے اور مسلمان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ محدثات کے ساتھ تعلق اور بدعات کے ساتھ ملوث ہونے سے بچا رہے (ص 247)(۱)

سوال ذرا حدیث سے اس کی دلیل پیش کر دیں؟۔ہم حیران ہیں کہ نورالحسن صاحب نے یہ مسئلہ لکھتے وقت فرمایا ''وذکر خدا'' خدا فارسی زبان کا لفظ ہے۔دوسری زبان کا لفظ اللہ تعالیٰ پر بولنا ناجائز بتانا چاہتے ہیں۔لیکن خود اسی ناجائز کام سے ابتداء کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر فارسی کا لفظ ''خدا'' بول بھی رہے ہیں۔

لطیفہ: تین آدمی نماز پڑھ رہے تھے ایک نے نماز میں بات کی۔دوسرے نے کہا کہ نماز میں نہیں بولنا چاہیے اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔تیسرا کہنے لگا شکر ہے میں نے بات نہیں کی۔نواب صاحب بھی جس چیز کو ناجائز بتا رہے ہیں خود اسی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

---

(۱)......ذکر خدا باسماء السنہ دیگر مثل فارسی وترکی ،وانگریزی وہندی وہر زبان کہ جز عربی ست روانباشد اگر چہ در نفس الامر نزد اہل آن لسان از باب اعلام بود زیرا کہ شرع بدان وارد نگشتہ ولیکن تعامل خلق حتی تعامل اہل اسلام بدان آمدہ کہ اطلاق نامہای السنہ غیر عربیہ بروی سبحانہ می کنند بنا برآنکہ معنی وصفی دارد یا علم باری تعالی ست در زبان فرس وجز آن وکذلک متکلمین مذاہب فقہاء لفظہا بروی سبحانہ اطلاق کردہ اند کہ شارع آنرا اطلاق نکردہ مثل واجب الوجود ونحو آن پس ہر کہ صحیح بدین خود وحریص بر تقوی باشد اوراقصر بر مورد احوط ست ودران نجات مسلم ست از تعلق بمحدثات وتلوث ببدعات۔

230۔ قبور انبیاء علیہم السلام کی زیارت منع ہے، قبور انبیاء علیہم السلام ہوں یا ان کے علاوہ اوروں کی ہوں ان کی طرف سفر کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کتاب وسنت، اجماع، قیاس سے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے اور سلف سے بھی ثابت نہیں اس کے علاوہ سلف کا محض فعل بلکہ قول حجت کے لائق نہیں ہوتا۔ خصوصاً احکام میں۔ خاص کر اس شخص کے نزدیک جس کے ہاں شرعی دلیل دو چیزوں میں منحصر ہے ایک کتاب اور دوسری سنت۔ اس کے علاوہ اس کے نزدیک کوئی تیسری دلیل ہے ہی نہیں (ص 249)(۱)

231۔ نورالحسن صاحب نے پہلے ایک حدیث لکھی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قاضیوں کی تین قسمیں ہیں (1) حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرے یہ قاضی جنتی ہے (2) حق کو پہچان لیا مگر اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا یہ قاضی دوزخی ہے (3) حق کو نہ پہچان سکا مگر اپنی جہالت کے باوجود فیصلہ کر دیا یہ قاضی بھی دوزخی ہے یہ حدیث لکھ کر پھر لکھتے ہیں اور مقلد قاضی اپنے امام کے قول کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ قول حق ہے یا باطل۔ سو یہ مقلد اس جہالت کے باوجود لوگوں کے لیے قاضی بنا ہوا ہے اور ایسا جاہل قاضی دوزخی قاضیوں میں سے ہے۔ یہ وہ حق بات ہے جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ شبہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے تجھے دکھایا ہے۔ لیکن مقلد قاضی اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی بجائے وہ اس کے مطابق

---

(۲)......وجہ منع از سفر زیارت خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشان آنست کہ دلیلی بر جواز آن از کتاب وسنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست واز سلف ثابت نشدہ با آنکہ مجرد فعل بلکہ قول سلف بحجت نمی ارزد خصوصاً در ہیچ احکام لاسیما نزد کسیکہ حجت پیش او منحصر در کتاب وسنت ست وبس۔

فیصلہ کرتا ہے جو اس کو اسکا مجتہد امام دکھاتا ہے۔ (ص 251، 252) (۱)

سوال : جناب گذشتہ زمانہ میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی جتنے قاضی گزرے ہیں وہ سارے کے سارے مقلد تھے تو کیا وہ سارے دوزخی ہیں؟ غیر مجتہد آدمی کیلئے مجتہد پر اعتماد حق و باطل معلوم کرنے کا ذریعہ ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو مقلد قاضی مجتہد پر اعتماد کر کے ذریعہ حق و باطل پہچان لیتا ہے اور حق کو پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے تو وہ دوزخی کیوں ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو آپ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ کو کیوں یمن میں بھیجا؟ اور کیوں فرمایا کہ حلال وحرام کا مسئلہ معاذ بن جبلؓ سے اور وراثت کا زید بن ثابتؓ سے پوچھا کرو؟

232۔ مقلد قاضیوں کے جواز پیدا کرنے کے لیے یہ کہنا کہ اس آخری زمانہ میں مجتہدین کم ہیں اگر مقلدین کو قاضی نہ بنایا جائے تو بہت سے احکام معطل ہو جائیں گے سو یہ عذر اور یہ بات انتہائی غلط اور باطل ہے کیونکہ بحمد اللہ تعالیٰ اکثر علاقوں میں مجتہدین موجود ہیں لیکن مقلدین حقارت اور اپنی کند ذہنی کی وجہ سے انکے اجتہاد کا انکار کرتے ہیں۔ ہمارے مشائخ جن سے ہم نے علم حاصل کیا ہے ان میں سے اکثر کو ہم پہچانتے ہیں جو مرتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اسی طرح ان کے تلامذہ میں سے ایک بڑی جماعت بھی اس بلند مرتبہ

---

(۱)......اہل سنن اربعہ از حدیث بریدہ روایت کردہ اند کہ رسول خدا ﷺ فرمود قاضیان سہ قسم اند دو در دوزخ و یکی در بہشت مردی کہ حق را شناخت و بدان حکم کردوی در جنت ستو مردیکہ حق را شناخت و بدان قضا نکرد و حکم ندارد وی در نارست و مردی کہ حق را نشناخت و حکم از برائے مردم بر جہل کرد وی در دوزخ ست...... و مقلد حکم بقول امام خود می کند و نمید اند کہ ایں قول حق ست یا باطل پس قاضی باشد از برائے مردم بجہل و ایں چنیں جاہل یکے از قضاۃ نارست۔ ھذا ھو الحق الذی لا شک فیہ ولا شبھۃ...... و حکم خداست لتحکم بین الناس بما اراک اللہ و حکم مقلد مشوم بما اراہ اللہ نیست بلکہ بما اراہ من یقلدہ من المجتہدین ست۔

پر فائز ہے۔حتیٰ کہ علامہ شوکانی نے اپنے تیس شاگردوں کی نشاندہی کی ہے جو مرتبہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اور وبل الغمام میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ ان حروف کی تحریر کے وقت صنعاء میں مجتہدین موجود ہیں جن کی وجہ سے دائیں بائیں کے تمام اطراف میں مقلد قاضیوں سے بے نیازی حاصل ہے لیکن اس کے باوجود ان کے اجتہاد کو وہی تسلیم کرتا ہے جو ان جیسا مجتہد ہو یا ان کے قریب قریب ہو لیکن تقلید کے قیدی ان کے اجتہاد کو کب مانتے ہیں (ص253)(۱)

سوال۔ سارے لوگ تو مجتہد نہیں بقول آپ کے چند ہی علماء ہیں تو باقی سب ان کے مقلد ہوئے تو کیا یہ کسی حدیث میں ہے کہ خیر القرون کے مجتہدین کی تقلید تو حرام اور شرک ہے اور شر القرون کے مجتہدین کی تقلید عین توحید و سنت کی پیروی ہے۔ناقل

233۔ جناب نورالحسن صاحب نے پہلے حدیث نقل کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی بھی دو آدمیوں کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے (متفق علیہ) یہ نہی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا حرام ہے اور حق بات یہی ہے۔اس کے بعد آگے جا کر فرماتے ہیں کہ ''اگر قاضی نے غصہ کی حالت میں فیصلہ نافذ کر دیا پھر غصہ ختم ہونے کے بعد اس کو صحیح اور حق سمجھتا ہے تو وہ محکوم علیہ پر لازم ہو جائے گا اگرچہ غصہ کی

---

(۱)......اما جواز قضائے مقلد بنا بر قلت مجتہدین در از منہ اخیرہ وآنکہ اگر متولی قضا جز مجتہد نگردد بسیاری از احکام معطل شود پس این قول در غایت سقوط ست زیرا کہ مجتہدین بحمدہ تعالی در اکثر قطر موجود اند ولکن مقلدین بنا بر ضیق اعطان وحقارت عرفان وتبلد اذہان وجمود قرائح ونمود افکار خویش حسابی از آن مجتہد برنمی گیرند بلکہ اجتہاد اورا منکر باشند......مشائخ ما کہ از ایشان علم گرفتہ ایم اکثری را از اینان می شناسیم کہ برتبہ اجتہاد رسیدہ اند وہمچنین عصابہ کبری از تلامذہ ایشان عارج این معراج گردیدہ تا آنکہ علامہ شوکانی از تلامذہ خویش سی کس را بالغ بمبلغ اجتہاد نشان دادہ ودر وبل الغمام گفتہ کہ نزد تحریر این احرف در مدینہ صنعاء مجتہدین بودہ اند کہ بسبب آنان در جمیع اقطار یمین ویسار قضاۃ مقلدین بی نیازی حاصل ست با آنکہ تسلیم اجتہاد ایشان ہماکس می کند کہ مثل یا مقارب ایشان ست۔

حالت میں فیصلہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوگا لیکن فیصلہ لازم ہو جائیگا اور وہ باطل نہ ہوگا کیونکہ گناہ ہونا اور حکم کا باطل ہونا دونوں لازم وملزوم نہیں ہیں پس اس صورت میں گناہ ہوگا مگر فیصلہ باطل نہ ہوگا۔ (ص255)(۱)

سوال: جناب! جب یہ فیصلہ قاضی نے شرعی طریقہ سے کیا جس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہو مگر اس کا فیصلہ لازم ہو گیا وہ باطل نہیں تو اسی طرح حالت حیض میں طلاق، تین طلاقیں اکٹھی، بغیر ولی کے عورت کا نکاح، نکاح شغار، نکاح حلالہ بھی نہی کے باوجود لازم ہو جائے اور گناہ گار بھی ہو تو اس سے انکار کیوں ہے؟

234۔ نواب نورالحسن حاکم کو ترغیب دیتے ہیں کہ وہ اپنی مجلس میں علماء کو شریک رکھے اس کے بعد دو نصیحتیں کرتے ہیں (1) یہ ضروری ہے کہ وہ علماء جو حاکم کی مجلس میں حاضر ہوں وہ یونانی علوم وفنون کے فضلاء نہ ہوں بلکہ ادلہ کتاب وسنت کے جاننے والے پختہ عالم ہوں اجتہادی علوم کے راستوں پر چلنے والے ہوں (2) فقہی مذاہب کے مقلدین بھی نہ ہوں۔ اگر یہ فقہی مذاہب کے مقلد ہونگے تو ان کے مجلس حاکم میں حاضر ہونے کے اندر مفاسد ہی مفاسد ہیں اور سوائے مفاسد کے کوئی دوسرا فائدہ نہیں۔ ان مفاسد میں سے کم سے کم فساد یہ ہے کہ چونکہ وہ حاکم کا محض تقلیداً معتقد ہوا ہے تحقیقاً نہیں تو حاکم کی مخالفت کی وجہ سے اس کے دل میں حاکم کے بارے میں کدورت پیدا ہو جائے گی

---

(۱)......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حکم نکند ہیچ یکے میان دو کس در حالیکہ خشمناک ست متفق علیہ ونہی مقتضی حرمت حکم در حالت غضب ست وہوالحق ......اگر ایں حکم را کہ در حالت غضب نافذ کردہ بود بعد از سکون خشم صحیح یابد وموافق اعتقاد حق بیند صحیح ولازم حال محکوم علیہ شود اگرچہ نبا بر ایقاعش در حال غضب آثم ست زیرا کہ میان اثم وبطلان حکم ملازمتی نیست۔

اور بناء بریں وہ حاکم پر طعن و تشنیع کرے گا اور بعض دفعہ حاکم سخت نگرانی کرنے والا ہوتا ہے اس کو پکڑ دھکڑ اور قیل وقال کا ڈر ہوگا تو وہ اس سے بچنے کے لئے حاکم کو دلیل کے راستہ پھیرنے کی کوشش کرے گا سو مقلدین کے حاکم کی مجلس میں حاضر ہونیکی صورت میں سوائے اس مذکور بالا نتیجہ کے اور سوائے دنیا و آخرت کے نقصان کے کوئی دوسری منفعت متصور نہیں ہے(ص256)(۱)

نوٹ:۔یہ انتہا ہے مقلدین علماء سے نفرت و عداوت کی......ناقل

235۔ نواب صاحب نے لکھا کہ'' حاکم بغیر شہادت اور قسم وغیرہ کے محض اپنے علم کی بناء پر فیصلہ کرسکتا ہے۔کیونکہ گواہ، قسم اٹھانے والا اور مقر، ہوسکتا ہے کہ جھوٹے ہوں لہٰذا اس احتمال کی وجہ سے گواہی، قسم اور اقرار سے حاکم کو ظن حاصل ہوگا۔علم یعنی قطعی چیز حاصل نہ ہوگی۔جبکہ حاکم کو جو علم حاصل ہے وہ مشاہدہ یا مشاہدہ جیسے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے اور علم ظن سے اولیٰ ہے جب حاکم گواہی، قسم، اقرار کی بنیاد پر فیصلہ کرسکتا ہے جبکہ یہ چیزیں ظن کا فائدہ دیتی ہیں تو حاکم اپنے علم کی بنیاد پر بطریق اولیٰ فیصلہ کرسکتا ہے اور حاکم کا اپنے ذاتی علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا حدود کو بھی شامل ہے یعنی حدود کا فیصلہ بھی اپنے علم کی بنیاد پر کرسکتا

---

(۱)......حضور علماء را در مجلس حاکم نزد حکم مستحب گفتہ......ولکن ضرورست کہ این علماء کہ در حضور وی باشند فضلائی یونان نباشند بلکہ علماء راسخین عارفین ادلہ کتاب وسنت و سالک مسالک علوم اجتہاد باشند و اگر این اہل علم مقلدین مذاہب اند پس در حضور ایشان بر مفاسد فائدہ دیگر نباشد و اقل احوالش آنست کہ خاطر وی از مخالفت حاکم بانچہ تقلیداً آنرا معتقد ست متکدر گردد و بنا برین معنی بر حاکم تشنیع نماید وگاہ باشد کہ حاکم کثیر المراقبہ بود و این امر حامل او بر میل از دلیل بنا بر مخافت قال وقیل گردد پس در حضور مقلدین جزین فائدہ منفعتی دیگر غیر از خسران دنیا و آخرت متصور نیست۔

ہے۔(چونکہ حضرت عمرؓ کا قول موجود تھا کہ حاکم محض اپنے علم کی بناء پر حدود کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔اس میں نواب نورالحسن اور حضرت عمرؓ کی آراء ٹکرا گئیں تو نواب صاحب نے اپنی رائے کو ترجیح دی اور حضرت عمرؓ پر برس پڑے۔ناقل)فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے قول کی وجہ سے حدود کی تخصیص کرنا کوئی پسندیدہ انصاف نہیں کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے اور عمرؓ کا اجتہاد دوسروں پر حجت نہیں اور اجماع کا دعویٰ بھی بے فائدہ دعاوی میں سے ایک دعویٰ ہے (ص257)(۱)

236۔آگے جا کر لکھتے ہیں''جو حاکم مقلد ہو اس کا حکم معتبر نہیں خواہ اس کا حکم درست ہو یا غلط کیونکہ درحقیقت وہ حاکم نہیں بلکہ اپنے امام کی رائے کا محکوم ہے حاکم تو مجتہد ہونا چاہیے وہ اپنے اجتہاد میں بہرصورت ماجور ہے خواہ اس کا اجتہاد درست ہو یا غلط'۔(ص259)(۲)

237۔ اگر حاکم کو ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا حکم کتاب وسنت میں نہیں اور وہ اپنی اجتہادی رائے کے ساتھ اس میں فیصلہ کر دے اس کا اجتہادی حکم حجت ہے اور اس کی

---

(۱)......دال ست بر جواز حکم حاکم بعلم خود وہذا ہوالحق......شک نیست کہ حاصل از مثل شہادت عدلین یا یمین از ثقہ یا نکول یا اقرار ہمین مجرد ظن حاکم ست فقط چہ جائز ست کہ گواہان دروغ گویند وحالف در سوگند فجور کند ومقر در اقرار خود کاذب باشد وعلم بجز مشاہدہ یا آنچہ قائم مقام اوست حاصل نمی شود واین اولی از ظن ست بلانزاع......''وتخصیص حدود بقول حضرت عمرؓ پسندیدہ انصاف نیست چہ مقام از مجالات اجتہاد ست واجتہاد وےؓ حجت بر غیر او نیست ودعوی اجماع از دعاوی لاطائل تحتہا ست۔

(۲)......'وحکم حاکم مقلد حجت نیست مصیب باشد یا مخطی وخلاف قطعی کند یا ظنی زیرا کہ مقلد درحقیقت حاکم نیست بلکہ محکوم رائے امام خود ست حاکم باید کہ مجتہد باشد ووے در اجتہاد خود ماجور ست خواہ مصیب شود یا مخطی۔

مخالفت جائز نہیں اور کوئی دوسرا حاکم اس حکم کو توڑ نہیں سکتا کیونکہ شارع نے اس مسئلہ میں جس کے بارے میں کتاب وسنت میں حکم نہ ہو مجتہد کو اجتہادی رائے میں آزاد کیا ہے اور مجتہد کی اجتہادی رائے اس پر دلیل ہے۔(۱)

سوال ۔۔جب غیر مقلدین کو ہم کہتے ہیں کہ فلاں مسئلہ کتاب وسنت میں نہیں تو وہ فوراً کہتے ہیں کہ کیا کتاب وسنت ناقص ہے ہم بھی یہی پوچھتے ہیں کہ

کیا اس مسئلہ کے بارے کتاب وسنت ناقص ہے؟

اور کیا اجتہادی رائے شرعی دلیل ہے؟

کیا مجتہد کا اجتہاد شرعی حجت ہے؟

اور کیا اس کی مخالفت جائز نہیں؟

---

(۱)......اگر یکی مسئلہ چنان باشد کہ حکم حاکم مجتہدران در کتاب وسنت نیست ووی با جتہاد رای خود کار کردہ پس حکمش حجت ست ومخالفتش روانیست وہیچ حاکم رانقض آن حکم نمی رسد زیرا کہ شارع مجتہد را در اجتہاد رای درانچہ حکمش در کتاب وسنت موجود نیست مطلق کردہ۔

بدور الاھلہ من ربط المسائل بالادلہ

(چودھویں کے چاند جن میں مسائل کو ادلہ کے ساتھ مربوط کرنے کی روشنی ہے)

ہمارے اس پچھلے دور میں کتاب عزیز کے اوامر اور نواھی کا صرف نام ہے اور سنت مطہرہ پر عمل کی صرف رسم باقی ہے اور اس فتنہ میں گرفتار ہونے والے وہ اہل علم ہیں جو ائمہ اربعہ (چاروں ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے مقلدین ہیں جو سوائے اختلاف اور جھگڑے کے دوسرا کوئی کمال نہیں رکھتے اور سوائے شکست وریخت کے کوئی کام نہیں جانتے۔ مگر یہ کہ اللہ ان کو بچالے (ص 3)(۱)

1:۔ نواب صدیق حسن خان نے تقلید وفقہ کی مذمت میں ایک شعر لکھا ہے۔

تقلید کے بت نے کہا میں تیرا ساتھی ہوں.......... غمگین مت بیٹھ کہ میرا تیرا ہم مجلس ہوں۔
سنت بولی یہ کیا اسلام ہے؟...... خوش دل بیٹھ کہ تیرے عمل کے نقش بتانے والی میں ہوں۔
(ص 4)(۲)

2:۔ نیز فرماتے ہیں ''اور تقلید کیسے روا ہو سکتی ہے کہ اللہ سبحانہ نے کسی ایک کو بھی ائمہ مجتہدین میں سے کسی امام کی تقلید کا حکم نہیں دیا اور جس چیز کا ہم سے مطالبہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن وسنت کے ظاہر پر عمل کریں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔'' (ص 4)(۳)

---

(۱)...... ہمانا درین دور پسین کہ ما درانیم از کار بستن باوامر ونواہی کتاب عزیز جز اسمی نماندہ واز اعتمال بسنت مطہرہ جز رسمی باقی نیست تا منظور حق سبحانہ درین میان چیست وبیشتر گرفتاران دام این فتنہ اہل علم اندیشہ مقلدہ ائمہ اربعہ ارجمند علیہم الرحمۃ کہ جز اظہار خلاف وجدل کمالی دیگر حاصل ندارند وغیر از فکر حط وشکست دیگر کاروباری آخر شناسد الا من عصمہ اللہ۔

(۲)...... گفت آں بتِ تقلید قرین تو منم ـــ غمگین منشیں کہ ہمنشین تو منم
سنت گفتہ کہ ایں چہ اسلام بود ـــ دلشاد نشیں نقش نگینِ تو منم

(۳)...... ''وکیف کہ او سبحانہ زنہار از احدی تقلید احدی از ایمہ باتفاق امہ نخواستہ وانچہ از ما طلب کردہ پیروی ظواہر ونصوص سنت مستطاب ست پس بس۔

سوال ۔قرآن وحدیث کی کس نص میں غیر مجتہد لوگوں کو اجتہادی مسائل میں مجتہد کی تقلید کرنے سے منع کیا گیا ہے؟ اور اس تقلید کو حرام اور شرک کہا گیا ہے؟ حدیث میں ہے ''**لا يبولنّ احدكم في الماء الدائم الراكدثم يغتسل فيه**'' تم میں سے کوئی بھی کھڑے پانی میں پیشاب کر کے اس میں غسل نہ کرے۔ابن حزم ظاہری نے اس حدیث کے ظاہر کو لیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے پانی میں پیشاب کرنے سے۔جس کی حقیقت یہ ہے کہ پانی میں پیشاب کی دھار گرے۔لہٰذا اگر کنارے پر پیشاب کرے اور وہ بہہ کر پانی میں چلا جائے یا پیشاب برتن میں کر کے پانی میں گرادے یا پانی میں پیشاب نہ کرے بلکہ پاخانہ کردے تو ان تینوں صورتوں میں اس پانی سے غسل اور وضو جائز ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کے خلاف نہیں ہے۔کیا غیر مقلدین ظاہر حدیث کے اس عمل سے متفق ہیں؟ یا وہ اس کے منکر ہیں؟

3:۔ نواب صدیق حسن خان صاحب فقہ اور فقہاء کی فقہی واجتہادی رائے کی مذمت میں (ص 4) پر ایک شعر لکھتے ہیں؛

؎ تا شدز خرد شگفتگی حاصل تو | شد سنگ زبار فقہ آب وگل تو
این حال نصیب ہیچ مقہور مباد | سررشتہ رای شد نفس در دل تو

حتیٰ کہ عقل ورائے سے شگفتگی تیرا مقصود بن گیا۔فقہ کے بھار کی وجہ سے تیرا خاکی بدن پتھر ہو چکا ہے: نصیب کی اس حالت سے کبھی مغلوب نہ ہو کہ نفسانی رائے کے دھاگے کا سرا تیرے دل میں ہے۔

سوال: ۔کیا کسی حدیث میں فقہ کی مذمت کی گئی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے مجتہدین کی اجتہادی آراء کی مذمت کی ہے؟ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کے جواب ''**اجتهد برأيي**'' پر شکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جس پر اللہ اور اس کے رسول راضی ہیں اور مجتہد کی غلط رائے پر بھی ایک اجر کی بشارت ہے۔

4 :۔ نواب صاحب فرماتے ہیں علم شریعت کی دو قسمیں ہیں۔ایک قسم وہ ہے جو فقہاء

اوراہل فتویٰ کے ساتھ مختص ہے یعنی عبادات، عادات اور معاملات کے عمومی احکام۔دوسری قسم ان لوگوں کے ساتھ مختص ہے جومجاہدہ اور محاسبہ نفس میں مشغول رہتے ہیں۔پھر فقہاء نے فقہ اور اصول فقہ میں کتابیں مدوّن کردیں اور طریق مجاہدہ کے لوگوں نے اپنے طریق کے مطابق کتابیں تحریر کردیں۔ان میں سے بعض نے ورع اور محاسبہ نفس پر کتابیں مدون کیں، جیسے قشیری کا رسالہ اور سہروردی کی عوارف اوران جیسی دیگر کتب۔امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں علم شریعت کی دونوں قسموں کو جمع کیا ہے انہوں نے ورع کے احکام کے ساتھ اس طریق پر چلنے والے لوگوں کے آداب وسنن اور اصطلاحات کی تشریح کا اضافہ بھی کیا ہے حتیٰ کہ علم تصوف ایک مستقل علم کے طور پر مدوّن ہو گیا جب کہ اس سے قبل علم تصوف فقط ایک ذریعہ عبادت تھا اور اس کے احکام کتب وسطور سے حاصل کرنے کی بجائے صدور رجال سے حاصل کیے جاتے جیسے تمام علوم مدوّنہ یعنی تفسیر، حدیث ،فقہ اور اصول فقہ وغیرہ میں یہی طریقہ جاری تھا پھر بعد میں جب متأخرین کشف اور مخفیہ کے جاننے کی طرف متوجہ ہوئے تو طریقہ مجاہدہ بھی مختلف ہو گیا اور چونکہ یہ تمام امور وجدانیات کے قبیل سے ہیں لہٰذا دلیل کے ساتھ ان چیزوں کے قبول ورد کی بحث بے فائدہ ہے۔پھر متأخرین نے کچھ خلاف شرع امور اختیار کر لئے جن کا فقہاء اور اہل فتویٰ نے خوب رد کیا۔(ص۵،۶)(۱)

---

(۱)......علم شریعت دوصنف شد یکے مخصوص بفقہاء واہل فتیاست کہ احکام عامہ در عبادات وعادات ز معاملات باشد دیگر مخصوص بقومیکہ قیام بمجاہدہ ومحاسبۂ نفس دارند وچون علوم مکتوب ومدون شد وفقہاء در فقہ واصول وکلام وتفسیر وجز آن تالیفہا کردند رجالی از اہل این طریقہ درطریق خود بتحریر پرداختند بعض در ورع ومحاسبہ نفس براقتداء دراخذ وترک ہمچو قشیری درکتاب رسالہ وسہروردی درکتاب عوارف وامثال ایشان وغزالی ہر دو امر را دراحیاء فراہم آورد وباحکام ورع واقتداء آداب وسنن قوم وشرح اصطلاحاتد رعبارات بیفزود وعلم تصوف درملت علمی مدون گردید وبعد ازآنکہ طریقہ فقط عبادت بود واحکامش از صدور رجا لتلقی میکردند چنانکہ درسائرعلوم مدونہ ازتفسیر وحدیث وفقہ واصول وجز آن ہمین اتفاق افتادہ بعدہ عنایت قومی ازمتاخرین بسوئی کشف حجاب ومدارک ماورامنصرف شد وطرق ریاضت مختلف گردید وسخن ازفرش تاعرش رسید واین ہمہ از وجدانیات ست وقبولش بدلیل وبرہان چیزی نیست ...... باز متاخرین متصوفہ کہ سخن در کشف وماوراءحس می کنند توغل نمودند...... بسیاری ازفقہاء واہل فتیا ازبرای رد برین متاخرین برخاستند

اور حق یہ ہے کہ یہاں چار بحثیں ہیں۔

(۱):۔مجاہدات اور ان میں جو ذوقی اور وجدانی کیفیات حاصل ہوتی ہیں نیز ان ذوقی ووجدانی کیفیات کے حاصل کرنے کے لئے محاسبہ نفس کیا جاتا ہے انجام کار یہ ذوقی اور وجدانی کیفیات ایک روحانی مقام بن کر پختہ ہو جاتا ہے۔

(۲):۔کشف اور عالَم غیب کے امور کو جاننے کی حقیقت جیسے صفات ربانیہ،عرش، کرسی ،ملائکہ،وحی،نبوت،روح اور ہر موجود وغائب کے حقائق اور وجدانی کیفیت سے باطنی اور روحانی احوال کی ترتیب۔

(۳):۔احوال عالَم میں تصرفات اور گوناگوں کرامات۔

(۴):۔پیچیدہ موہوم الفاظ کا صدور جن کو یہ لوگ شطحیات کہتے ہیں۔

امر اول کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں اور مجاہدہ ومحاسبہ نفس کے ذریعہ ان ذوقی اور وجدانی کیفیات کا حصول بھی صحیح ہے اور ان کا حصول اور تحقق عین سعادت کی بات ہے۔

امر دوم بھی صحیح ہے برا نہیں ہے۔اگرچہ بعض علماء کا اس کے انکار کی طرف میلان ہے یہ انکار کسی طور پر بھی صحیح اور حق نہیں ہے۔ایسے امور صحابہ کرامؓ اور بہت سے اکابر سلف سے واقع ہوئے ہیں جو معلوم ومشہور ہیں۔

امر سوم کے متعلق عرض یہ ہے کہ اس کے متعلق اکثر صوفیاء کی کلام متشابہات کے قبیل سے ہے کیونکہ یہ امور وجدانی ہیں اور وجدانی کیفیات سے محروم ان حضرات کے نزدیک،ذوقی کیفیات سے دور ہے اور ایسے الفاظ بھی نہیں کہ جن کے ساتھ ان کیفیات کو تعبیر کیا جاسکے۔کیونکہ لغات کی وضع متعارف کے لئے ہے ان میں سے بھی اکثر محسوسات ہیں۔سو مناسب یہ ہے کہ ہم ان کے کلام کے ساتھ تعرض نہ کریں بلکہ متشابہات کی طرح ان کو چھوڑ دیں اور جس کو اللہ تعالیٰ ان کلمات کا ظاہر شریعت کے موافق فہم عطا کر دیں وہ بڑا ہی سعادت مند ہے۔

چوتھے امر کے بارے میں انصاف کی بات یہ ہے کہ یہ صوفیاء کرام محسوسات سے عالم غیب میں مستغرق ہو جاتے ہیں اس حالت میں ان پر واردات کا حملہ ہوتا ہے۔ پس اس حالت میں ان کی زبان سے وہ باتیں نکلتی ہیں جن کا ارادہ نہیں ہوتا اور ایسے اہل غیبت احکام شرع کے مخاطب بھی نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ مجبور اور معذور ہیں۔ جو شخص ان کی فضیلت اور اتباع دین کو جانتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ ان کے کلام کو اچھے معنوں پر محمول کرے۔ کیونکہ وجدانیات کو الفاظ کا جامہ پہنانا بہت مشکل ہے کہ ان کے لئے الفاظ وضع ہی نہیں کیے گئے۔ (ص ٦)(١)

---

(١)..........وحق آنستکہ سخن بایشان در چار جای ست یکی در مجاہدات و درانچہ از اذواق ومواجید ومحاسبہ نفس بر اعمال از برای استحصال این اذواق کہ انجام کار مقام می گردد حاصل میشود دوم در کشف وحقیقت مدرکہ از عالم غیب مثل صفات ربانیہ وعرش وکرسی وملائکہ ووحی ونبوت وروح وحقائق ہر موجود غائب یا شاہد وترکیب اکوان از موجد آن سوم تصرفات در عوالم واکوان بانواع کرامات چہرم الفاظ موہمہ در ظاہر کہ آن را شطحیات خونند ومردم در ینجا سہ قسم اند منکر ومحسن ومتاول اما امر اول پس چیزیست کہ احدی را دران مدفع نیست واذواق شان دران صحیح ست وتحقق بدان عین سعادت بود وہمچنین امر دوم صحیح غیر منکر ست اگر چہ میل بعض علمائبسوی انکارش بود کہ این انکار از حق در چیزی نیست وانکار اشعریہ بران کہ استاذ ابواسحاق اسفرائنی بدان احتجاج کردہ مبنی بر فرق میان تحدی وکرامت ست وقد وقع للصحابۃ واکابر السلف کثیر من ذلک وہو معلوم مشہور واما امر سوم پس اکثر صوفیہ دران نوعی از متشابہ ست بنا بر آنکہ وجدانی ست وفاقد الوجدان نزد ایشان از اذواق تصوف بر کران ست ولغات مودی دلالت بر مراد ایشان نمیشود زیرا کہ وضع لغت از برائی متعارف ست واکثرش محسوسات فینبغی ان لا نتعرض لکلامھم فی ذلک ونترکہ فیما ترکناہ من المتشابہ ومن رزقہ اللہ فہم شیٔ من ہذہ الکلمات علی الوجہ الموافق لظاہر الشریعۃ فاکرم بہا سعادۃ۔ واما الفاظ موہومہ کہ امر چہارم ست پس انصاف در شان این قوم آنست کہ ایشان اہل غیبت انداز حس وواردات بر ایشان غالب پس تکلم می کنند بانچہ قصد آن نمی نمایند وصاحب غیبت غیر مخاطب ست ومجبور در امر خود معذور وہر کہ فضل واقتداء وی دانستہ شد حمل کلام او بر مقصد جمیل می باید کرد زیرا کہ عبارت از مواجد صعب ست بنا بر فقدان وضع الفاظ از برای آن۔

علم سلوک کی حقیقت یہ ہے کہ وجدانیات میں سے نفس کے لئے نافع اور مضر وجدانیات کو پہچاننا، اس کو علم الاخلاق اور علم تصوف بھی کہتے ہیں۔ مجمع السلوک میں ہے کہ تمام علوم میں اعلیٰ ترین علم حقائق اور روحانی وقلبی مراتب واحوال کو جاننا ہے۔ نیز معاملات اور طاعت میں اخلاص اور ہر طرف سے توجہ ہٹا کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا، اس کو علم سلوک کہتے ہیں۔ جو آدمی اس میں غلطی کرے اس کو چاہئے کہ وہ صرف اور صرف کامل العرفان سالک سے پوچھے اور ہدایہ، وقایہ میں تلاش نہ کرے اور علم حقائق تمام علوم کا ثمرہ و منتہیٰ ہے۔ جب سالک اس علم تک پہنچتا ہے تو وہ بحر بے کنار میں قدم رکھتا ہے۔ علم حقائق سے مراد علم قلوب اور علم معارف ہے۔ اس کو علم الاسرار اور علم اشارہ بھی کہتے ہیں۔ اس کا موضوع اخلاق نفس ہے۔ کیونکہ اس علم میں اخلاق نفس کے عوارض ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے۔ مثلاً حب دنیا ان کے قول کے مطابق حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ یہ ایک خلق ہے اخلاق نفس میں سے جس پر رأس الخطایا کا حکم لگایا گیا ہے اور یہ حکم لگا کر تمام اخلاق رذیلہ کی بنیاد کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اسی طرح بغضِ دنیا تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ یہ بھی ایک خلق ہے اخلاق نفس میں سے جو خود نیکی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ ''تقرب خدا و وصول بارگاہ جل وعلاست'' اور اس علم کی غرض خدا تعالیٰ کا قرب ہے اور بارگاہ ایزدی تک رسائی ہے اور علم سلوک کے متعلق نفیس ترین کتابیں یہ ہیں۔ مدارج السالکین شرح منازل السائرین از حافظ ابن قیّم اور متن از شیخ زکریا انصاری۔ دوسری کتاب احیاء علوم الدین از امام محمد بن محمد غزالی۔ لیکن اس سے مواد فاسدہ ساقط کر دینا چاہئے۔ بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ احیاء العلوم کا اکثر حصہ عمدہ ہے۔ لیکن چار طرح کا فاسد مواد ہے۔ مادہ فلسفیہ، مادہ کلامیہ، مادہ ترہات الصوفیہ، مادہ احادیث موضوعہ۔ اسی طرح

ریاض الصالحین از امام نووی ،نفحات الانس وحضرات القدس از عبدالرحمن جامی (ص 7)(۱)

سوال ۔کیا موجودہ دور کے غیر مقلدین علم تصوف کو علم شریعت کی قسم،روحانی مقامات اور ان کے لئے مجاہدہ نیز کرامات کو ماننے کے لئے تیار ہیں؟اگر مانتے ہیں تو علم تصوف کا انکار کیوں؟اور کرامات شرک کیوں ہیں؟نہیں مانتے تو نواب صدیق حسن خان کون ہوئے؟

---

(۱)......علم سلوک معرفت نفس ست مالہا و ما علیہا راا ز وجدانیات و آ را علم اخلاق وعلم تصوف ہم نامند در مجمع السلوک گفتہ اشرف علوم علم حقائق ومنازل واحوال وعلم معاملہ واخلاص در طاعات وتوجہ الی اللہ تعالی از جمیع جہات ست واین را علم سلوک خوانند وہر کہ دران غلط کند باید کہ ازان غلط جز از سالک کامل العرفان نپرسد واز ہدایہ وبزدوی ووقایہ وجز آن تجوید وعلم حقائق ثمرہ جملہ علوم وغایت اوست وچون سالک باین علم رسد در بحر بیکنارا فتدواین علم قلوب وعلم معارف ست وآ را علم اسرار وعلم اشارہ ہم می گیند وموضوعش اعلاق نفس ست زیرا کہ بحث دران از عوارض ذاتیہ اش میرود مثلا حب دنیا در قول ایشان حب الدنیا راس کل خطیئۃ خلقی از اخلاق نفس ست کہ بران حکم براس الخطایا بودن زسر جملہ اخلاق رذیلہ نشان دادن کردہ اند وہمچنین بغض الدنیا راس الحسنات خلقی از اخلاق اوست کہ بران حکم نیکی بودن وسر ہمہ عادتہای حسنہ آمدن نمودہ اند وغرض باین علم تقرب بخدا ووصول بیارگاہ جل وعلاست انتہی مافی کشاف اصطلاحات الفنون وانفس کتب درین باب کتاب مدارج السالکین شرح منازل السائرین ست شیخ از حافظ ابن القیم ست ومتن از شیخ زکریا انصاری دیگر کتاب احیاء علوم الدین ست از امام محمد بن محمد غزالی لکن بعد از اسقاط مواد فاسدہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ گفتہ کلامہ فی الاحیاء غالبہ جید لکن فیہ اربع مواد فاسدۃ مادۃ فلسفیۃ ومادۃ کلامیۃ ومادۃ نزہات الصوفیۃ ومادۃ الاحادیث الموضوعۃ دیگر کتاب ریاض الصالحین نووی ست واین کتاب جامع اخلاق مصطفوی آمدہ وبر احادیث صحیحہ شریفہ مشتمل بودہ ودر کشف الظنون نام بسیاری از کتب این قوم بردہ این جای ذکر آن نیست عبدالرحمن بن احمد جامی قدس سرہ در نفحات الانس وحضرات القدس۔

5:۔صوفیاء سے مراد وہ کامل اور مکمل شخصیات ہیں جن کو کلام مجید وفرقان حمید میں مقربون ،سابقون کہا گیا ہے اور جن کے اصحاب الیمین اور ارباب الیقین ہونے کا قرآن نے اشارہ دیا ہے اور اصطلاح میں کوئی مزاحمت اور جھگڑا نہیں۔لیکن وہ جماعت جنہوں نے اپنی جداگانہ مخصوص رسوم وامتیازات قائم کر کے محض رسمی طور پر نام کے صوفی اور درویش بنے ہوئے ہیں وہ صوفیاء نہیں۔اکابر طریقت اور اصحاب حقیقت کے نزدیک صوفیاء وہی لوگ ہیں جن میں وہ ظاہری امتیازات ورسوم اگر چہ نہیں پائی جاتیں مگر وہ عنداللہ اخلاص اور درجہ قرب کی وجہ سے مقربون اور سابقون میں شامل ہیں۔ایسے لوگوں کو صوفی ،سالک ،عارف ،واصل ،کامل کہا جاتا ہے۔اور تصوف کی حقیقت یہ ہے بغیر کسی رکاوٹ کے خدا رسیدہ ہونا اور نفس کا اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں فنا ہو جانا۔ہر اچھی خصلت اپنے اندر پیدا کرنا اور بری خصلت کو نکالنا اور لوگوں کا یہ سمجھنا کہ اہل طریقت کے عقائد اہل شریعت سے جدا ہیں،غلط ہے بلکہ اس جماعت کے عقائد وہی ہیں جو تمام اہل حدیث اور اہل سنت کے عقائد ہیں اور اس تصوف کے شغل کی وجہ سے اعمال صالحہ کی برکات اور اعلیٰ وعمدہ حالات اس کے علاوہ ہیں۔(ص8)(ا)

(ا)......مراد بصوفیہ درینجا کاملان مکمل اند کہ کلام مجید وفرقان حمید از ایشان بمقربان وسابقان عبارت میکند وباصحاب الیقین وارباب الیقین اشارت می فرماید ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ولا مزاحمۃ بین الغتباق والاصطباح نہ جماعتی کہ بمجر د رسمی ومطلق اسمی از دیگران متمیز وبدرویسی وفقر معنون باشند چہ ہر کہ بدرجہ مقربان حضرت جلال وسابقان صفہ کمال رسید اکابر طریقہ واصحاب حقیقہ ہمانرا صوفی خوانند وسالک نامند وعارف دانند وواصل انکارند وکامل شناسند خواہ مترسم بود برسوم صوفیہ وخواہ نبود بلکہ اہل خصوص اکثر مترسما نرا صوفی نمی گویند بلکہ متشبہ بصوفیان خوانند ”وحقیقت تصوف بودن ست بلا خدا بلا علاقہ واسترسال نفس ست باحق بر ہر چہ خواہد ودر آمدن ست در ہر خوی خوب وبر آمدن ست از ہر خوی زشت ،عامہ مردم دانند کہ اہل طریقت را اعتقادات جداگانہ ست از عقاید اہل شریعت وایں خطاست بلکہ عقائد ایں طائفہ ہما معتقدات جملہ اہل حدیث واصحاب سنت ست ورونق برکات اعمال صالحہ وحالات سنیۂ ایں شغل علاوہ ازاں ومزید برآں۔

6 :۔ اس جماعت صوفیاء کا اس پر اجماع ہے کہ جیسے اللہ سبحانہ کی ذات جسم، جوہر، عرض نہیں ہیں (ص8)(۱)۔اسی طرح نواب صدیق حسن خان صفحہ 8،9 پر پانچ جگہ لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز پر اجماع ہے۔عجیب بات ہے کہ باپ اجماع کو مان رہا ہے جب کہ بیٹا نواب نورالحسن عرف الجادی ص3 پر اجماع کے حجت ہونے کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ کسی چیز پر اجماع متحقق ہی نہیں ہوا۔دونوں میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟ جبکہ ہیں دونوں اہل حدیث۔

7:۔ائمہ کشف اور اکابر مشاہدہ کے نزدیک لفظ اسماء اور صفات دونوں ہم معنیٰ ہیں (ص8)(۲)

8 :۔ سلاطین طریقت، اساطین حقیقت (صوفیاء کرام) جنہوں نے آفتاب نبوت سے انوار معرفت حاصل کیے ہیں اور حق تعالیٰ کی تعلیم اور رسول برحق کے پہچان کرانے کے ساتھ حقائق تک پہنچے ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی صفات من وجہ عین ذات ہیں ۔عین ذات اس طرح ہیں کہ وہاں کوئی دوسری چیز موجود نہیں جو ذات کے مغایر ہو اور غیر ذات اس وجہ سے ہیں کہ ان کے مفہومات علی الاطلاق مختلف ہیں۔(ص8)(۳)

9 :۔اس پر اجماع ہے کہ انبیاءؑ کے بعد تمام بشروں میں سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہیں، ان کے بعد عمر فاروقؓ، ان کے بعد عثمان ذی النورینؓ، ان کے بعد علی المرتضیٰ (ص9)(۴)

---

(۱)......این طائفہ را اجماع ست بر آنکہ صفات خداوند نیز جسم و جوہر و عرض نیست۔

(۲)......واین ہر دو لفظ کہ اسماء و صفات باشد نزد ائمہ کشف و اکابر مشاہدہ دو لفظ مترادف ست در یک معنی

(۳)......وسلاطین طریقہ و اساطین حقیقہ کہ از مشکاۃ نبوت اقتباس انوار معرفت کردہ اند و بتعلیم حق وتعریف رسول برحق بحقائق امور رسیدہ دانستہ اند کہ صفات حق از وجہی عین ذات ست و از وجہی غیر ذات عین ذات از ان وجہ ست کہ انجا موجودی دیگر نیست کہ مغایر ذات باشد و غیر ذات از ان وجہ ست کہ مفہوماتش علی الاطلاق مختلف ست۔

(۴)......واجماع کردہ اند کہ افضل از جملہ بشر بعد از ابیاء علیہم السلام ابوبکر صدیقؓ ست و بعد از وی عمر فاروقؓ و بعد از وی عثمان ذوالنورینؓ و بعد از وی علی مرتضیٰؓ۔

10:۔کامل ایمان یہ ہے کہ زبان کے ساتھ اقرار ہو، دل میں تصدیق ہو اور بدن کے ساتھ عمل ہو۔ جو زبان کے ساتھ اقرار نہ کرے وہ کافر ہے جو دل کے ساتھ تصدیق نہ کرے وہ منافق ہے اور جو عمل نہ کرے وہ فاسق ہے۔ وہ ایمان جو زبان کے اقرار کے ساتھ متحقق ہوتا ہے اس میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی اور اعضاء کے ساتھ عمل میں کمی وزیادتی ہوتی ہے اور جو دل میں تصدیق ہے اس میں کمی نہیں ہوسکتی البتہ زیادتی ہوتی ہے (ص9،10)(۱)

سوال:۔ جب بے عمل فاسق ہے تو غیر مقلدین تارک صلوٰۃ کو کافر کیوں کہتے ہیں؟ کیا ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے؟

11:۔علماء اہل سنت والجماعت یعنی اصحاب حدیث، جماعت فقہاء، جماعت صوفیاء سب کے سب ان عقائد پر متفق ہیں جو ہم نے لکھے ہیں (ص12)(۲)

12 :۔روایت کے قبول کرنے میں راوی کے صدق وعدل کا اعتبار ہے خواہ وہ راوی مر چکا ہو یا زندہ ہو، روایت ورائے میں مجتہد ہو یا مقلد ہو (ص13)(۳)

سوال ۔غیر مقلدین کے نزدیک صحابہؓ کی رائے قبول نہیں کی جاتی تو کیا وہ صدق وعدل کے ساتھ متصف نہیں ہیں؟ بلکہ خود پیغمبر ﷺ کی رائے بھی حجت نہیں (طریق محمدی ص57) تو کیا معاذ اللہ وہ بھی صدق وعدل سے عاری ہیں؟ ان کی رائے غیر مقلدین کے نزدیک معتبر کیوں نہیں؟

---

(۱)......وکمال ایمان اقرار ست بلسان وتصدیق ست بجنان وعمل ست بارکان ہر کرا اقرار نباشد وی کافر ست وہر کرا تصدیق نبود وی منافق ست وہر کرا عمل نباشد وی فاسق ست ......فاما ایمانی کہ باقرار زبان تحقق پذیر د دران ہیچ از دیادی ونقصانی نیست ودر عمل کردن بارکان زیادت ونقصان ہست ودر تصدیق دل نقصانی نیست واز دیادی ہست۔

(۲)......علماء مذہب سنت وجماعت کہ اصحاب حدیث وطائفہ فقہاء وطائفہ صوفیہ باشند بریں اعتقاد کہ نوشتہ شد اتفاق دارند۔

(۳)......در قبول روایت اعتبار بصدق وضبط راوی ست خواہ مردہ باشد یا زندہ ومجتہد بود یا مقلد در روایت یا رای۔

13 :۔ اور جب کسی مسلمان پر بھی تقلید لازم نہیں ۔پس عبادت ،معاملہ وعقیدہ میں رجوع ہوگا۔کتاب عزیز اور سنت مطہرہ کی نص صریح اور اس کے عموم کی طرف ہوگا اور یہ دونوں بنیادی اصل (یعنی کتاب وسنت کی نص صریح اور عموم عام)عمل کے لئے بڑی سند ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ناسخ اور مخصص کی تحقیق لازم نہیں ہے۔(ص13)(۱)

سوال :۔کیا منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے؟ کیا قرآن وسنت میں نسخ نہیں ہوا؟اور کیا کتاب وسنت کے عموم میں تخصیص نہیں ہوتی ؟اگر جواب نفی میں ہے تو یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ کتاب وسنت میں نسخ وتخصیص ہوئی ہے۔اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر ناسخ ومخصص کی تحقیق کیوں لازم نہیں؟

14 :۔ ہر چیز اصل کے اعتبار سے حرمت ونجاست کے حکم سے بری ہے اور ہر چیز میں اصل طہارت ہے۔براءۃ اصلیہ اور طہارت اصلیہ کا حق یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز کے نجس ہونے کا گمان کرے تو اس سے اس کے نجس ہونے کی دلیل کا مطالبہ کیا جائے اگر وہ دلیل پیش کردے تو نجس ہوگی جیسا کہ آدمی کے بول وبراز اور لید کے نجس ہونے پر دلیل موجود ہے اور اگر وہ دلیل پیش کرنے سے عاجز ہو جائے یا ایسی دلیل پیش کرے جو حجت نہ بن سکتی ہو تو ہم پر واجب ہے کہ ہم اس براءۃ اصلیہ اور طہارت اصلیہ کے مقتضیٰ پر پختہ رہیں یعنی اس کو پاک ہی سمجھیں۔جیسا کہ حرام جانوروں کے پیشاب کے نجس ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں (جیسے خنزیر، کتا، گدھے وغیرہ کا پیشاب)اور حضرت جابرؓ کی حدیث

---

(۱)......'چوں تقلید لازم حال ہیچیکی از مسلمان نیست پس عدول در عبادت ومعاملت وعقیدت بسوئے نص صریح وعموم شامل از کتاب عزیز وسنت مطہرہ وعمل بایں ہر دو اصل اصیل وبرہان جلیل بسند ست طلب ناسخ ومخصص لازم نیست۔

"لابأس ببول مااکل لحمہ "جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کے مفہوم سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس حدیث کی سند میں وضاع اور کذاب راوی ہیں اور براء بن عازبؓ کی حدیث "مااکل لحمہ فلابأس بسورہ "جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں ،اس حدیث کا محل نزاع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ محل نزاع ہے حرام جانوروں کا بول وبراز۔ نیز "انّہ کان لا یستنزہ من البول "کہ عذاب قبر کا سبب یہ ہے کہ وہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور "استنزھوا من البول " پیشاب سے بچو، یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ یہ انسانی پیشاب کے بارے میں ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث خاص ہے پیشاب کے بارے میں جبکہ دعویٰ عام ہے یعنی بول وبراز دونوں کے بارے میں۔ لہٰذا اس سے حرام جانوروں کی لید اور گوبر کی نجاست پھر بھی ثابت نہیں ہوتی۔ (ص 14)(۱)

نوٹ:۔ معلوم ہوا حرام جانوروں کا پیشاب، گوبر، لید غیر مقلدین کے نزدیک پاک ہے۔

15 :۔ تمام جانوروں کا پیشاب پاخانہ پاک ہے (ص 15)(۲)

---

(۱)......حق استصحاب براءۃ اصلیہ واصالت طہارت آنست کہ ہر کہ زعم نجاست عینے از اعیان کند مُطالَب شود بدلیل اگر ناہض گردد چنانکہ در نجاست بول وغائط آدمی وروثہ ست پس این دلیل حجت باشد واگر عاجز گردد از آوردن دلیل یا چیزی بیارد کہ حجت بدان نمی استد پس واجب بر ما وقوف بر مقتضای اصل وبرائت ست واز اینجا شناختہ باشیکہ استدلال بمفہوم حدیث جابر وبراء بلفظ لا باس ببول ما اکل لحمہ بر نجاست بول مالا یوکل لحمہ درخور قیام حجت نیست چہ درین حدیث وضاعین کذابین اند وحدیث براء بلفظ ما اکل لحمہ فلا باس بسورہ اگر بصحت رسد غیر دال باشد بر محل نزاع واستدلال قائلین نجاست ابوال وازبال بر عموم بحدیث انہ کان لایستنزہ من البول وحدیث استنزہوا من البول غیر منتہض ست اگر چہ ایں احادیث ثابت اند زیرا کہ مخصوص اند بر تقدیر عموم ومقید اند بر تقدیر اطلاق چہ در صحیح بلفظ من بولہ ثابت شدہ وباز این دلیل اخص از دعوی ست زیرا کہ در بارہ بول ست نہ در بارہ زبل۔

(۲)......بالجملہ جملہ ادلہ قائلین طہارت شئ خارج از سبیلین ماکول اللحم دال بر ہمان اصل ست کہ ذکرش رفت واین منافی طہارت شئ خارج از ہر دو سبیل غیر ماکول اللحم نیست۔

16 :۔ انسان کی منی کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں (ص 15)۔(۱)

بلکہ نواب وحیدالزماں صاحب لکھتے ہیں اہل حدیث کے نزدیک منی پاک ہے اور دھونے کا حکم استحباباً ہے (وجوباً نہیں ۔ناقل) مگر منی کا کھانا درست نہیں اور حلال جانور کی منی (کا کھانا) حلال اور پاک ہے (لغات الحدیث ص 99، ج 4، کتاب م، مادہ منی)

17 :۔ مذی اور ودی ناپاک ہے لیکن اس پر محض پانی چھڑک دینے سے نجاست دور ہو جاتی ہے اور صرف پانی کے چھڑکنے پر اکتفا کرنا دلیل ہے اس بات پر کہ پانی کا چھڑکنا مذی کے ناپاک ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ نظافتاً کیونکہ چھڑکنے سے مذی زائل نہیں ہوتی دھونے سے زائل ہوتی ہے تو نظافت کیسے ہوگی؟ البتہ مذی کے ناپاک ہونے کے باوجود تخفیف کر دی گئی کہ صرف پانی کا چھڑک دینا کافی ہے (ص 15)(۲)

سوال :۔سوال یہ ہے کہ جب مذی ناپاک ہے تو پانی چھڑکنے سے تو اور زیادہ نجاست پھیلے گی اور آلودگی بڑھے گی۔

18 :۔ نجاست خور گائے، بھینس وغیرہ کے گوشت کھانے سے اور اس کے دودھ پینے سے نہی کی گئی ہے۔لیکن اس نہی سے یہ لازم نہیں آتا کہ نجاست خور جانور کا پیشاب اور گوبر بھی ناپاک ہو کیونکہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں......اور اگر کھائی ہوئی نجاست بعینہٖ نکل آئے تو وہ نجس ہے اور اگر دوسری صفت میں تبدیل ہو کر نکلے تو وہ ناپاک نہیں ہے کیونکہ حالت بدلنے کے بعد اس کی نجاست نہ نص سے ثابت ہے نہ قیاس سے اور نہ رائے

---

(۱)......ودر نجاست منی آدمی دلیلے نیامدہ۔

(۲)......دلیل صحیح بر وجوب غسل مذی وودی قائم شدہ واین مفید نجاست این ہر دوست ولیکن مجرد نضح بر جامہ رافع نجاست اوست ودر ینجا نمی توان گفت کہ غسلش بنا بر استقذار بود زیرا کہ مجرد آب پاشی مزیل عین مذی نباشد چنانکہ غسل مزیل اوست واز اینجا ظاہر شد کہ نضح واجب ست ومذی نجس لکن در تطہیرش تخفیف کردہ شد۔

صحیح سے ثابت ہے (ص 15)(۱)

19 :۔ خمر کے نجس ہونے پر کوئی قابل اعتبار دلیل موجود نہیں اور آیت خمر میں جو ''رجس'' کا لفظ آیا ہے اس کا معنی ہے حرام ۔ ناپاک ہونے والا معنیٰ مراد نہیں ہے ۔ جیسا کہ آیت میتہ میں ہے ''فانہ رجس'' بے شک وہ رجس ہے تو رجس کا معنیٰ ہے، حرام ۔ اس کا معنیٰ نجس نہیں ۔ (یعنی مردار، خنزیر وغیرہ حرام ہیں پلید نہیں ہیں) ۔ اسی طرح خمر آلود برتنوں کے دھونے کا حکم بھی خمر کے حرام ہونے کی وجہ سے ہے پلید ہونے کی وجہ سے نہیں ہے (ص 15)(۲)

20 ۔ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے لیکن خود کتا اور اس کا گوشت وغیرہ پاک ہے (ص 16)(۳)

21 :۔ حدیث میں ہے کہ جب کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس کا سات مرتبہ دھوو اور مٹی کے ساتھ مانجو ۔ اس کے متعلق نواب صدیق حسن خان اپنی رائے یوں لکھتے ہیں کہ ولوغ کلب والی حدیث (مذکورہ بالا) اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ کتے کا گوشت، ہڈیاں، خون، بال، پسینہ ناپاک ہے بلکہ یہ ناپاک ہونے والا حکم برتن میں کتے کے منہ ڈالنے کے ساتھ مختص ہے اور (نزل الابرار ص 101 میں ہے کہ کتے کا پیشاب، پاخانہ بھی پاک ہے) رہی یہ بات پھر برتن کو سات مرتبہ دھونے اور مٹی کے ساتھ مانجنے کا حکم کیوں ہے ۔ اس کی حکمت ہمیں معلوم نہیں ہے (ص 16)(۴)

---

(۱)......وہمچنین دلیل برنجاست بول ورجیع جلالہ نیامدہ ۔ وآنچہ آمدہ نہی از اکل جلالہ وشرب لبن اوست تا آنکہ جبس کردہ شود واین نہی مستلزم نجاست رجیع وبول جلالہ نیست ...... اگر عین آنچیز کہ جلالہ خوردہ برآید آنرا حکم اصل باشد بنا بر بقاء عین واگر خروجش بعد از استحالہ آن عین بسوئے صفت دیگر باشد تا آنکہ از لون وریح وطعم ہیچ نماندہ پس وجہی از برای حکم بنجاستش نیست نہ از نص ونہ از قیاس ونہ از رای صحیح ۔

(۲)......ودر نجاست مسکر دلیلی کہ صالح تمسک باشد نیامدہ ومراد برجس در آیۃ خمر نہ نجس ست بلکہ حرام چنانکہ سیاق آیۃ مفید اوست وہمچنین در آیۃ میتۃ مراد برجس حرام باشد نہ نجس ......واستدلال برنجاست خمر بحدیث شستن آوند ہای اہل کتاب کہ دران بادہ موشند وخوک پزند کماینبغی نیست چہ مراد بغسل آنیۃ مذکورہ ازالہ اثر چیزی ست کہ اکل وشرب آن حرام ست ۔

(۳)(۴)......وحدیث ولوغ کلب دال برنجاست تمامہ کلب از لحم وعظم ودم وشعر وعرق نیست بلکہ این حکم فقط مختص بولوغ اوست ......وحکمت شارع مارا معلوم نیست ۔

22 :۔ خنزیر پاک ہے اگر چہ اس کا کھانا حرام ہے اور قرآن میں '' رجس '' کا لفظ ہے اس سے خنزیر کے ناپاک ہونے پر دلیل پکڑنا درست نہیں ۔ کیونکہ رجس کا معنیٰ ہے حرام ۔ اسکا معنیٰ ناپاک نہیں ہے ۔ نیز اس آیت میں مقصود یہ ہے کہ خنزیر کا کھانا حرام ہے خنزیر کا ناپاک ہونا بیان کرنا مقصود نہیں اور حرام اور نجس کے درمیان تلازم نہیں ۔ کتنی ہے چیزیں ہیں جو حرام ہیں مگر ناپاک نہیں بلکہ پاک ہیں ۔ جیسے قرآن کریم میں ہے کہ تمہاری مائیں تم پر حرام ہیں حالانکہ وہ پاک ہیں ۔ اسی طرح مشرکین کو قرآن نے نجس کہا ہے حالانکہ ان کے جسم پاک ہیں (ص 16)(۱)

نوٹ :۔ اسی طرح خنزیر کا کھانا حرام ہے لیکن خنزیر ماں کی طرح پاک ہے ۔

23 :۔ اور آیت میں مردار کو رجس کہا گیا ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ مردار ناپاک ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ خبیث ہے اس کا کھانا جائز نہیں البتہ احادیث صحیحہ سے میتۃ کا ناپاک ہونا ثابت ہے اور میتۃ خون والے جانوروں کا اور ان جانوروں کا جن میں خون نہیں (جیسے مکھی) دونوں ناپاک ہیں ۔ رہا یہ سوال کہ جب مردار مکھی ناپاک ہے تو جس چیز میں مکھی گر کر مر جائے اس کا کھانا کیوں جائز ہے ؟ اس کا نواب صاحب جواب دیتے ہیں '' لیکن اس چیز کے پینے کے جواز سے مردار مکھی کا پاک ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ مری ہوئی مکھی کے ناپاک ہونے کے باوجود اس کے پینے کا جواز اس لئے ہے کہ اس میں کوئی

---

(۱)...... وہمچنین استدلال بر نجاست خنزیر بلفظ رجس کما ینبغی نیست چہ مراد بر جس چنانکہ گذشت حرام ست نہ نجس و ورود آیۃ در تحریم اکل ست نہ در نجاست و میان تحریم و نجاست تلازم نیست بسیار ست کہ یک شئ حرام باشد و طاہر می بود چنانکہ در حرمت علیکم امہاتکم ونحو آن بودہ ست ...... و در آیۃ انما المشرکون نجس اگر چہ تصریح بنجس بودن کفار ست ولکن با دلۃ دیگر این نجاست حکمی ست نہ حسی ۔

نفرت کا پہلو نہیں یا اس لئے کہ اس سے بچنا مشکل ہے (ص 17)(۱)

24 :۔ اگر ناپاک زمین پر چلنے سے کپڑے پر گندگی لگ جائے تو پاک زمین پر چلنے سے وہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے (ص 17)(۲)

سوال اس کو دھونے کی ضرورت نہیں رہی یہ بات کہ کپڑے پر تر نجاست لگ جائے تو پاک زمین پر چلنے سے وہ نجاست تو دور نہ ہوگی کپڑا کیسے پاک ہو جائے گا؟

25 ۔اس کا نواب صدیق حسن خان جواب دیتے ہیں' ہم پر واجب ہے قول رسول کی اتباع اور امر رسول کی اطاعت، نیز اس قسم کے شکوک شیطانیہ اور توھمات فاسدہ کو پھینک دینا۔ کیونکہ یہ شکوک وتوھمات ہماری آسان واضح اور روشن شریعت کے خلاف ہیں اور یہ دین میں غلو وافراط ہے جس سے نہی وارد ہوئی ہے (ص 17)(۳)

---

(۱)...... 'ودر آیت میتۃ رار جس گفتہ مراد بداں چنانکہ گذشت نجس نیست بلکہ خبیث ست کہ اکلش روا نبود وحدیث لاتنتفعوا من المیتۃ باہاب ولا عصب حدیث حسن ست ومنع از انتفاع بچیزی از اہاب وعصب میتۃ دال بر نجاست اوست ...... واین احادیث صحیحۃ مقوی نجاست مطلق میتۃ ست ...... وہر چہ خون ندارد ہیچو مگس شرب چیزی کہ دران مگس افتادہ جائز ست ...... ولکن میان ایں جواز وطہارتش ملازمتی نیست چہ میتواند کہ این جواز بنا بر عدم استقذ اریا تعذر احتراز از وقوع ذباب جراشربہ باشد پس ظاہر آنست کہ مالا دم لہ حکم سائر حیوانات باشد در بارہ میتۃ ...... نجاست مجموع میتۃ بدلیل متقر رشدہ۔

(۲)......'' ودر جامہ قذر رسیدہ کہ از رفتن بر زمین ناپاک قذر رشدہ تطہیر بمرور برارض پاک آمدہ''۔

(۳)......'' وواجب بر ما اتباع قول وامتثال امر او وطرح شکوک شیطانیہ وتوہمات فاسدہ ست زیرا کہ این شکوک وتوہمات با آنکہ مخالف شریعت سمحہ سہلہ بیضاء ست نیز غلو در دین ست واز غلو نہی آمدہ ونیز افراط ست۔

سوال: ۔حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر خشک نجاست پڑی ہے اس پر چلنے سے اگر خشک نجاست کا ٹکڑا کپڑے کے ساتھ اٹک جائے تو وہ آگے پاک زمین پر چلنے کے ساتھ گر جائے گا اس کو کپڑے دھونے کی ضرورت نہیں ،مگر غیر مقلدین نے تر نجاست کا حکم بھی یہی سمجھ لیا اور اس تر نجاست کی وجہ سے کپڑے کے ناپاک سمجھنے کو شکوک شیطانیہ اور توھمات فاسدہ قرار دینا کج فہمی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تر نجاست کا حکم یہی ہے کہ پاک زمین پر چلنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے؟ اگر حدیث میں تر نجاست کی صراحت نہیں تو اس کو قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ،امر رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت مطہرہ قرار دینا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاک پر جھوٹ نہیں ہے؟ اور جو اصل شرعی مسئلہ ہے یعنی تر نجاست کپڑے پر لگ جائے تو محض زمین پر چلنے سے کپڑے کے پاک نہ ہونے کو شیطانی شک اور توہم فاسدہ قرار دینا کیا یہ گمراہی نہیں ہے؟ کیا اہل حدیثی اسی کا نام ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا جائے اور شرعی مسائل کو شکوک شیطانیہ اور توہمات فاسدہ کہا جائے؟

26 :۔ تمام جانوروں کا دودھ یا کسی خاص جانور کا دودھ ہو اس کے ناپاک ہونے پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں ہے اور دودھ ایسی جنس ہے کہ طبیعتیں اس سے نفرت نہیں کرتیں خواہ حلال جانوروں کا دودھ ہو یا حرام جانوروں کا دودھ ہو۔ (ص 18)(۱)

سوال ۔غیر مقلدین کے نزدیک کتیا، خنزیرنی وغیرہ کا دودھ پاک ہے۔ تو اس پر کوئی حدیث پیش کریں؟

---

(۱)...... 'ودر حکم بنجاست لبن علی العموم یا علی الخصوص اثارتی از علم نیست و نہ شیر ازاں جنس ست کہ طبائع مستقذرش دارد خواہ از ماٴکول بود یا غیر آں۔

27 :۔ خون حیض ونفاس کے سوا تمام جانوروں اور انسانوں کا خون پاک ہے اور دم مسفوح کے رجس ہونے سے مراد حرام ہونا ہے نہ کہ نجس ہونا اور خون حیض پر قیاس کرنا درست نہیں ہے (ص18)(۱)

28 :۔ معدہ سے دفعۃً قے اٹھے اور منہ بھر کر قے آجائے تو اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور چونکہ سب اشیاء میں اصل طہارت ہے پس جب تک کوئی صحیح نقلی مضبوط دلیل اس کے نجس ہونے کی نہ ہو اس کو اپنی طہارت اصلیہ سے نکالنا درست نہیں۔ (ص18)(۲)

29 :۔ جانوروں اور بچوں کا پیشاب خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے کیونکہ عہد نبوت میں صحابہ کرامؓ کا ان کو پاک کرنا اور ان کے ساتھ آلودگی سے بچنے کی کوشش کرنا سننے میں نہیں آیا۔(ص19)(۳)

30 :۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسے یہ بتایا ہے کہ یہ چیز پاک ہے اور یہ چیز ناپاک ہے اور اس میں قول نبوی ﷺ کی اقتداء واجب ہے۔اسی طرح آپ ﷺ نے ان کو پاک کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں بھی اقتداء واجب ہے اسی کا نام شریعت ہے جس کی

---

(۱)......استدلال بر جسیت دم مسفوح پیشتر گذشت کہ سوق آیہ از برائے تحریم ست نہ از برائے نجاست ......پس ایں نوع از انواع! ون نجس ست وقیاس غیر آن بران صحیح نباشد چہ از وادی قیاس مخفف بر مغلظ ست

(۲)......''وقے کہ دفعۃً از معدہ پری دہن برآید دلیلے بر نجاستش نیامدہ واصل در ہمہ اشیاء طہارت ست پس تا ناقلی صحیح کہ صالح احتجاج بود ومعارض راجح یا مساوی نداشتہ باشد نقلش از ان طہارت نکند قول بنجاست چیزے کما ینبغی نیست۔

(۳)......''طہارت بول بہائم واطفال جفاف باشد چہ از صحابہ در عصر نبوت تعرض بتطہیر اینہا وتحرز از مباشرتش مسموع نہ شدہ''

مخالفت حرام ہے اور حدیث میں بچے کے پیشاب میں پانی چھڑ کنے کا حکم ہے اور مذی میں ایک چلو پانی چھڑ کنے کی حدیث ہے لہٰذا ان کو اسی طریقہ سے پاک کریں اور اس کی طہارت میں شک شیطانی وسوسہ ہے (ص 19)(۱)

31 :۔ پانی تھوڑا ہو یا زیادہ نجاست گرنے سے اگر تغیر آ جائے تو پلید ہو گا ورنہ پاک ہے پھر اگر متغیر ہونے کی وجہ سے نجس ہو گیا لیکن بعد میں یہ تغیر ختم ہو گیا تو پانی پاک ہے (ص 20)(۲)

سوال: ۔ایک گلاس پانی میں دو قطرے پیشاب ڈالنے سے تغیر نہیں آتا کیا غیر مقلدین اس کو پینے کے لئے تیار ہیں؟ 10 قطرے ڈالنے سے تغیر آ گیا پھر اس میں گلاس اور ملا دیا تغیر ختم ہو گیا تو کیا وہ پئیں گے؟ وضو کریں گے؟

32 :۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل کے اعتبار سے پانی طاہر و مطہر ہے پانی تھوڑا ہو یا زیادہ مستعمل ہو یا غیر مستعمل۔ (ص 21)(۳)

---

(۱)......حدیث رش از بول غلام......وحدیث رش مذی بکفی از ماء......واجب بر ما اقتدا ی قول نبوی ست درآنکہ این شئ طاہر ست وآن شئ نجس ہمچنین اقتداء در کیفیت رفع نجاست چہ ہر کہ مارا اخبار بنجس یا متنجس بودن شئ کردہ ہماں کس طریقہ رفع نجاست و ہنجار تطہیر آموختہ وبعد از اتیان بانچہ شارع بکیفیت تطہیرش شناسا ساختہ تشکیک در طہار تشکردن ووسوسہ در پاکی آن نجس آوردن نزغہ از نزغات شیطان رجیم ونبضہ از نبضات دیولعین ست۔

(۲)...... ’’وآب خواہ بسیار باشد یا اندک بوقوع نجاست نمی گردد تا آنکہ بعض اوصاف آں دگرگوں نشود مذہب حق وقول راجح ہمیں ست ......پس اگر بحالت قلت متغیر گردد متنجس شود وچوں ایں تغیر نزداجتماع برودطاہر گردد‘‘

(۳)...... ’’وحاصل آنکہ اصل آب طاہر ومطہر ست کمتر باشد یا بسیار و مستعمل بود یا غیر مستعمل‘‘

سوال: ۔ لہٰذا اگر ایک لوٹا پانی ہو اس کے ساتھ پہلے ایک آدمی برتن میں وضو کرے پھر اسی مستعمل پانی سے دوسرا آدمی بھی برتن میں وضو کرے۔اسی طرح تیسرا اور چوتھا حتیٰ کہ اس مستعمل پانی کے ساتھ جتنے آدمی چاہیں وضو، غسل کر سکتے ہیں۔

33 :۔ قضائے حاجت کے وقت لوگوں سے چھپنا واجب ہے کیونکہ حدیث پاک میں اس کا امر موجود ہے اور اصل امر میں یہ ہے کہ فعل مأمور بہ واجب ہوتا ہے۔جب کہ لوگوں سے دور جانا مستحب ہے نہ کہ واجب کیونکہ یہ محض آنحضرت ﷺ کا فعل ہے۔اس کے ساتھ امر صحیح طور پر ثابت نہیں۔(ص22)(۱)

سوال: ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک محض رسول اللہ ﷺ کا فعل ہو تو اس کی اطاعت واجب نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ امر وارد نہ ہو۔لہٰذا رفع یدین ،سینہ پر ہاتھ باندھنا،آمین جہراً،قراءۃ خلف الامام میں سے ہر ہر مسئلہ پر نبی پاک ﷺ کا امر پیش کریں۔؟

34 :۔ ڈھیلے کے ساتھ استنجاء کرنا واجب ہے کیونکہ اس کا امر بھی ہے اور اس کے ترک سے نہی وارد ہوئی ہے لیکن تین ڈھیلے سنت ہیں (ص23)(۲)

35 :۔ محض ڈھیلے کے ساتھ استنجاء کرنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے اگرچہ نجاست کا اثر دور نہ ہو۔(ص23)(۳)

---

(۱)......'تواری از مردم نزد قضای حاجت واجب ست زیرا کہ در حدیث بداں امر وارد شدہ واصل در امر وجوب فعل مأمور بہ ست ......وبعد از مذہب مردم مطلقاً مندوب ست نہ واجب زیرا کہ جز فعل آنحضرت ﷺ امرے دیگر دراں بصحت نرسیدہ۔

(۲)......در استجمار آنست کہ کلوخ گرفتن واجب ست بنا بر اجتماع امر بدان ونہی از ترک آن ......وایتار در استجمار سنت ست۔

(۳)......''بمجرد استجمار باحجار طاہر میگردد اگرچہ اثرش نرود''

36 :۔ اگر دونوں شرمگاہوں یا ایک میں نجاست ہو اور استنجاء ہاتھ کے ساتھ کرنا ہو تو وضو سے پہلے استنجاء کرنا متعین ہے کیونکہ شرمگاہ کو ہاتھ لگانا ناقض وضو ہے (لہٰذا پہلے کیا ہوا وضو ٹوٹ جائے گا) اور اگر ہاتھ کے علاوہ کسی دوسری چیز کے ساتھ (مثلاً برش کے ساتھ) دونوں شرمگاہوں یا ایک کا استنجاء کرنا ہو تو وضو کے بعد استنجاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔اگر چہ اس شرعی مسئلہ کو اہل تقلید کے ذہن قبول نہیں کرتے اور ان کے دل اس پر راضی نہیں ہوتے لیکن ہم پر واجب ہے کہ ہم حق کو واضح کریں اور باطل چیز جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اس کو باطل کریں۔(ص25)(۱)

سوال: ۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی میں کبھی اس طرح کیا ہے؟

37 :۔ اور لگاتار وضو نہ کرنا بدعت ہے......پس وضو کرتے ہوئے درمیان میں وقفہ کرنا مردود ہے اور وقفہ کنندہ بدعتی ہونے سے خالی نہیں اور عبداللہ ابن عمرؓ کے وقفہ کرنے والا عمل بطور دلیل قبول کرنے کے لائق نہیں ۔کیونکہ صحابی کا کردار اگر چہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو پھر بھی حجت نہیں ہے۔(ص28)(۲)

سوال: ۔ابن عمرؓ اپنے اس عمل کی وجہ سے بقول نواب صدیق حسن خان بدعتی ہوئے تو سوال یہ ہے کہ اس بدعتی کی روایات حجت ہوں گی یا نہیں؟ اور کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ صحابی کا کردار حجت نہیں ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ ایک صحابی کی ناخن کے برابر جگہ

---

(۱)......''اگر نجاست یا ہر دو یا یکے از دو فرج باشد تقدیم غسلش متعین ست زیرا کہ مس فرج از نواقض وضو ست اگر بدست باشد واگر شستن آں بغیر دست باشد از الۂ آں بعد از وضو از ہر دو فرج یا از یکے لابأس بہ ست ...... ہر چند ایں معنیٰ را اذہان اہل تقلید پذیرا نکند وخاطر ایناں بداں رضا ندید لکن واجب برما ایضاح حق وابطال چیزے ست کہ دلیلی براں قائم نگشتہ''

(۲)......''وترک ولا در وضو بدعت ست ......پس تفریق ردست بر فاعل آں ووے غیر خالص ست از مبتدع بودن وفعل ابن عمر بتمسک نیرز د زیرا کہ کردار صحابی حجت نباشد اگر چہ بصحت رسد''

خشک رہ گئی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا "احسن وضوءك" اپنے وضوکو سنواریئے یعنی اپنے وضوکو کامل کیجئے اور اگر مطلب یہ کہ پورا وضو سنوار کر دوبارہ کیجئے تو پورے وضوکو دہرانے کا حکم استحباباً ہے وجوباً نہیں۔ اگر صرف خشک جگہ کے دھونے پر اکتفا کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوجاتا ہے کہ وضوء میں لگاتار اعضاء وضوکو دھونا فرض نہیں اگر درمیان میں کچھ وقفہ ہوجائے تو وضو ہوجاتا ہے جیسا کہ اس عضو کے کچھ حصے کو پہلے دھویا اور باقی حصہ کو بعد میں دھویا۔ یہ مفہوم صحابی رسول حضرت ابن عمرؓ نے سمجھا اور اسی وجہ سے انہوں نے بیان جواز کیلئے ایک موقع پر موالات (لگاتار) کے بغیر وضوکیا۔ جبکہ غیر مقلد نواب صدیق حسن خان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ پورے وضوکو سنوار کر کرنا فرض ہے کیونکہ یہ لگاتار وضونہیں رہا بلکہ درمیان میں وقفہ ہوگیا، جبکہ لگاتار وضوکرنا فرض ہے۔ غیر مقلد نواب صدیق حسن خان کا فہم حضرت ابن عمرؓ کے فہم سے ٹکرا گیا تو انہوں نے اپنے فہم کو فہم صحابی پر ترجیح دی۔ ترجیح دے کر اپنے سمجھے ہوئے مفہوم ومطلب کا نام رکھا حدیث رسول اور اس سے جو مسئلہ سمجھا وہ بھی عین حدیث ہے۔ جبکہ حضرت ابن عمرؓ کا سمجھا ہوا مفہوم اور اس کی بنیاد پر حضرت ابن عمرؓ کا مسئلہ اور اس پر عمل، وہ بن گیا فعل صحابی۔ پھر فیصلہ سنا دیا کہ حدیث کے مقابلے میں فعل صحابی حجت نہیں۔ مسلک صحابی اور مسلک وہابی میں مقابلہ کے وقت اہل السنّت والجماعت کے نزدیک فہم وہابی کے مقابلہ میں فہم صحابی اور مسلک وہابی کے مقابلہ میں مسلک صحابی مقدم ہے۔

38 :۔ صرف پہلو کے بل لیٹ کر نیند کرنا ناقض وضو ہے۔ اس کے علاوہ نیند کی دوسری صورتیں ناقض وضونہیں (ص29)(۱)

---

(۱)......درنوم حدیث العین وکاء السہ مرفوعا وارد شدہ ولکن مراد نوم مضطجع ست نہ دیگری۔

39 :۔ حالت جنابت میں قرآن کریم پڑھنا مکروہ ہے حرام نہیں ۔(ص30)(۱)

40 :۔ جنبی آدمی کے لئے قرآن کریم کا لکھنا اور ہاتھ لگانا منع نہیں ۔(ص30)(۲)

41 :۔ وجوب غسل کا دوسرا سبب حشفہ کا چھپنا ہے فرج میں جو بھی فرج ہو (خواہ انسان کا فرج ہو یا حیوان کا) اور انزال شرط نہیں ۔(ص30)(۳)

سوال:۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ ذرا وہ پڑھیں ۔

42 :۔ غسل جنابت میں مردوں کے لئے بال کھولنا ضروری نہیں عورتوں پر قیاس کرتے ہوئے ۔(ص31)(۴)

43 :۔ خلاف سنت بے ترتیب غسل کرنا جائز ہے کہ یہ سنت ثابتہ غیر واجبہ ہے ۔ (ص31)(۵)

سوال: ۔کس حدیث میں یہ فرق بتایا گیا ہے کہ وضو میں ترتیب فرض ہے اور غسل میں فرض نہیں ہے؟

44 :۔ غسل عیدین کے بارے میں سوائے ضعیف حدیث کے کوئی صحیح دلیل موجود نہیں ۔(ص32)(۶)

---

(۱)......''جنابت مانع قراءۃ کتاب عزیز ست لیکن احادیث واردہ درین باب کہ بعضش مقوی بعض ست مفید کراہت ست نہ تحریم''

(۲)......''ودلیلے دال برمنع از کتابت وبرمنع از مس مصحف نیامدہ''

(۳)......''ودیگرتواری حشفہ ست در ہرفرج کہ باشدوانزال شرط نیست''

(۴)......''درنقض شعررأس رجل دلیلے نیامدہ......وزنان شقائق رجال اند''

(۵)......''خواہ غسل اسفل بدن رامقدم براعلیٰ کردیابالعکس وخواہ میامن رابرمیاسر تقدیم داد یابالعکس نمود''

(۶)......''ودربارہ غسل عیدین جزحدیث ضعیف......کدام دلیل صحیح نیامدہ''

سوال۔غیر مقلدین کے نزدیک عید کے دن غسل کرنا سنت یا بدعت؟ ثواب ہے یا گناہ؟

45 :۔یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کے غسل کے بارے فاکہ بن سعد کی حدیث ہے جو ابن ماجہ میں ہے وہ موضوع ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث جو مسند دیلمی میں ہے اس کی سند تاریک ضعیف ہے اور جو مؤطا میں وقوف عرفہ کے لئے غسل کی حدیث ہے اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاسکتی کہ وہ ابن عمرؓ صحابی کا فعل ہے۔(ص 32)(۱)

سوال: ۔اے غیر مقلدو! ذرا بتاؤ تو سہی اگر محدثین کسی حدیث کو صحیح کہہ دیں تو قابل عمل بن جاتی ہے اور اگر کسی حدیث پر عمل کر کے دکھا دیں تو وہ قابل حجت اور قابل عمل کیوں نہیں ہوتی؟ کیا محدثین کا درجہ تمہارے نزدیک صحابہؓ سے زیادہ ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر چہ ایک حدیث پر صحابہؓ عمل کرتے رہے ہوں جب محدثین اس کو ضعیف کہہ دیں تو اس کو رد کر دینا؟ اگر محدثین کی گواہی کی وجہ سے حدیث صحیح بن جاتی ہے تو صحابی کی عملی شہادت کی وجہ سے حدیث کیوں صحیح نہیں بن سکتی؟

46 :۔ احرام کے لئے غسل نبوی کی حدیث ضعیف ہے۔(ص 32)(۲)

سوال: ۔لاکھوں حج وعمرہ کرنے والے مسلمان جو احرام کے لئے غسل کرتے ہیں وہ اس ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتے ہیں یا نہیں؟ احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے یا بدعت؟

---

(۱)......در حدیث دیگر فاکہ بن سعد غسل روز عرفہ افزودہ و در سندش یوسف بن خالد سہی کذاب و وضاع ست پس ایراد ابن ماجہ چنین حدیث را در سنن خود محل عجب ست و حدیث ابی ہریرۃؓ در غسل عرفہ کہ نزد دیلمی ست اسنادش مظلم ست'' وآنکہ از ابن عمر در مؤطا غسل عرفہ بناء بر وقوف آمدہ حجت بداں قائم نیست زیرا کہ فعل صحابی ست''۔

(۲)......''و ثبوت غسل نبوی از برائے احرام بحدیث ضعیف آمدہ''

47 :۔ اور کعبۃ اللہ میں داخل ہونے کے لئے غسل ابن عمرؓ سے ثابت ہے لیکن وہ حضرت ابن عمرؓ پر موقوف ہے مرفوع حدیث نہیں اس لئے حجت کے لائق نہیں ۔ (ص32)(۱)

48 :۔ اور آگے جا کر لکھتے ہیں کعبۃ اللہ، قبر نبوی ، بیت المقدس ، مسجد قبا اور دوسرے انبیاء کی قبور کے لئے غسل ثابت کرنا ظلمات یعنی بدعات ہیں ۔(ص32)(۲)

نوٹ :۔سوال یہ ہے کہ ہر سال حج کے موقع پر خانہ کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یہ بدعت ہے یا نہیں؟ اس سے سعودی علماء اور سعودی حکومت بدعتی بنتی ہے یا نہیں؟

49 :۔ اور اگرچہ گردن کے مسح کے بارے کوئی حدیث حسن یا صحیح نہیں مگر ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ تلخیص الحبیر میں ایسی احادیث لائے جو درجہ حجت کو تو نہیں پہنچتیں لیکن اور وہ احادیث اس بات کا فائدہ دیتی ہیں کہ مسح رقبہ کی اصلیت ضرور ہے ایسا نہیں جیسا کہ نووی نے کہا کہ مسح رقبہ بدعت ہے اور اس کی حدیث موضوع ہے اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں اور مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادۃ میں جو کہا ہے کہ مسح رقبہ کے بارے کوئی حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچتی یہ بات مسلّم ہے لیکن حدیث کے قابل حجت ہونے کے لئے صحیح ہونا شرط نہیں بلکہ حدیث حسن بھی قابل حجت ہوتی ہے اسی طرح ہر حدیث ضعیف جس کی سندیں متعدد ہوں وہ حسن لغیرہ ہوتی ہے (اور وہ حجت ہوتی ہے) بشرطیکہ حدیث صحیح کے معارض نہ ہو (ص28)(۳)

---

(۱)...... ''واز برائے دخول کعبہ از فعل ابن عمر ثابت شدہ مرفوع نیست کہ بحجت ارزد''۔(۲)...... ''واثبات غسل از برائے کعبہ ومدینہ وقبر نبیؐ بلکہ قدس ومسجد قبا وقبور دیگر انبیاء ظلمات بعضہا فوق بعض ست''

(۳)...... ''اگرچہ در مسح رقبہ حدیثی کہ موصوف بصحت یا حسن بود نیامدہ مگر ابن حجر در تلخیص احادیث غیر بالغ بدرجہ احتجاج آوردہ وآں مفید فی الجملہ اصلیت اوست نہ چنانکہ نووی گفتہ کہ مسح رقبہ بدعت ست وحدیثش موضوع وآنکہ ابن القیم در ہدی ومجد الدین در سفر السعادۃ گفتہ اند کہ در مسح رقبہ البتہ حدیثی بصحت نرسیدہ انتہی پس مسلم ست ولکن در ہر صالح احتجاج صحت مشترط نباشد بلکہ حسن صالح حجیت ست وہمچنیں ہر حدیث ضعیف کہ کثرت طرقش موجب قوۃ گردد پس از قسم حسن لغیرہ باشد بشرطیکہ معارض حدیث صحیح نبود''

50 :۔ اگر کسی آدمی نے وضو یا غسل کی جگہ تیمّم کیا بعد میں بقدرِ ضرورت پانی مل جائے تو اس پر وضو یا غسل کرنا لازم نہیں اور بعض روایات میں پانی ملنے کے بعد جنبی آدمی کو جو غسل کرنے کا حکم ہے اس سے مراد غسل بدن نہیں بلکہ بدن اگر منی وغیرہ کی وجہ سے آلودہ ہو تو اس آلودگی کا دھونا مراد ہے۔(ص35)(۱)

سوال :۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

51 :۔ جنبی آدمی نے تیمّم کیا بعد میں پانی مل گیا تو اس پر غسل فرض نہیں (ص35)(۲)

52 :۔ ایک آدمی نے تیمّم کیا پھر بعد میں اس کو پانی مل بھی گیا تو تیمّم والی طہارت ختم نہیں ہوئی۔فرماتے ہیں "اور پانی کے پائے جانے کی وجہ سے تیمّم کے ٹوٹنے کا حکم سینہ زوری اور حق کو رد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔(ص35)(۳)

سوال: ۔جناب! ذرا حدیث پیش کیجئے کہ تیمّم کرنے کے بعد اگر پانی مل جائے تب بھی وہ تیمّم باقی رہتا ہے؟ کیجئے ہمت۔

53 :۔ پس پلید بدن کے ساتھ نماز پڑھنے والا گناہ گار ہے اور اس کی نماز باطل نہیں ہے یہی حکم ہے ستر عورت کا کہ ادلہ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ نماز اور غیر نماز میں ستر عورت واجب ہے لیکن اگر ستر کھلا ہو تو نماز باطل نہیں ہے۔(ص38)(۴)

سوال :۔ یہ کس آیت اور کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

---

(۱)(۲)......ونیست اعادہ بروے نزد وجود آب بقدر کفایت خواہ ایں تیمّم بدل وضوء کردہ باشد یا بدل غسل وآنکہ در بعض روایات جنب را امر بغسل نزد یافتن آب آمدہ پس مراد بداں نہ رفع نفس جنابت ست ....بلکہ مراد شستن تلوث از بدن ست کہ از آثار جنابت باشد۔

(۳)......وقول بانتقاضش بوجود آب..........رد ما ھو الحق بصدر ونحر بیش نیست۔

(۴)......"پس مصلّی بانجاست بدن آثم ست ونمازش باطل نیست وہمچنیں ادلہ صحیحہ دال بر وجوب ستر عورت در نماز ودر جز آں ست نہ بر شرطیت"

54 :۔ اگر عورت تنہا یا عورتوں کے درمیان یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محارم کے ساتھ بالکل برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے ۔فرماتے ہیں'' اگر عورت تنہا یا دوسری عورتوں کے ساتھ یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محارم کے ساتھ بالکل برہنہ حالت میں نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اور عدم صحت کا قول درست نہیں ہے'' پھر عورت کے ستر ڈھانپنے کی دو دلیلوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' حضرت عائشہؓ کی حدیث کہ بے شک اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے قبول نہیں کرتا یہ موقوف مرسل ہونے کی وجہ سے دلیل نہیں بن سکتی ۔اسی طرح حدیث ام سلمہؓ کہ کیا عورت صرف قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھتی ہے؟ یعنی یہ ام سلمہؓ کا اپنا قول ہے جو حجت کے لائق نہیں ہے چلو میں نے تسلیم کیا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث حجت ہے کہ بالغ عورت کی نماز سر ڈھانپے بغیر درست نہیں لیکن سر کے علاوہ باقی بدن کو بھی عورت ڈھانپے وہ اس حدیث میں موجود نہیں ہے (ص39)(۱)

سوال :۔کیا منظر ہوگا جب غیر مقلدین عورتیں سر ڈھانپ کر برہنہ بدن نماز پڑھیں گی؟

55 :۔ صحت نماز کے لئے اٹھائی ہوئی چیز اور پہنے ہوئے کپڑوں کے پاک ہونے کی شرط مناسب نہیں ہے ۔رہی یہ حدیث کہ جبرئیلؑ کے خبر دینے سے رسول اللہ ﷺ نے گندگی کی وجہ سے نماز میں جوتی اتار دی یہ بھی نماز میں طہارت کے شرط ہونے کی دلیل نہیں وجہ یہ

---

(۱)......واما آنکہ نماز زن اگرچہ تنہا یا باز ناں یا با شوہر یا دیگر محارم باشد بے ستر تمام عورت صحیح نیست پس غیر مسلّم ست وغایت آنچہ درین باب آمدہ حدیث عائشہ ان اللہ لا یقبل صلاۃ حائض الا بخمار ست واین موقوف مرسل ست وہمچنین حدیث ام سلمہؓ درین باب کہ اتصلی المراۃ فی درع وخمار الخ باشد قول اوست پس بحجت نیر زد......''وگر فتیم کہ حدیث عائشہ حجت است پس غایتش آنست کہ نمازش جز بپوشیدن سر درست نباشد ولیکن آنچہ زیادہ بریں قدر باشد خود دراں موجود نیست'۔

ہے کہ یہ محض رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے جس سے وجوب بھی ثابت نہیں ہوتا تو شرط ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے (ص 39)(۱)

اس میں تین مسئلے بیان ہوئے۔

(1) سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

(2) نجس کپڑوں میں قصداً بلا عذر نماز پڑھے تب بھی نماز صحیح ہے کہ صحت نماز کے لئے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔

(3) محض پیغمبر ﷺ کے فعل سے وجوب ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ حکم نہ کرے۔

56 :۔ غصب شدہ کپڑے میں نماز جائز ہے اگرچہ غاصب ڈبل گناہ گار ہے ایک تو غصب کی وجہ سے دوسرا غصب والے کپڑے میں نماز پڑھنے کی وجہ سے جب کہ حکم اس کے خلاف ہے۔اسی طرح ریشمی کپڑے میں نماز پڑھنا حرام ہے لیکن اس کی اور غاصب کی نماز کا باطل ہونا دلیل سے ثابت نہیں۔(ص 39)(۲)

سوال:۔ان دونوں مسئلوں پر صریح آیت یا حدیث پیش کریں؟

57 :۔ بغیر چادر اوڑھے اکیلے پاجامہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ اس کی حدیث کی سند پر اعتراض ہے لیکن اس کے باوجود حجت ہونے کے قابل ہے۔(ص 39)(۳)

---

(۱)......''وطہارت محمول وملبوس را شرط صحت نماز گردانیدن کما ینبغی نیست وخلع نعل از آنحضرت ﷺ در نماز بنا بر قذر باخبار جبرئیل علیہ السلام مجرد فعل ست دلالت بر وجوب ندارد تا بشرطیت چہ رسد''

(۲)......''ونماز در جامئہ مغصوب جائز ست اگرچہ غاصب باثم غصب، اثم دخول در نماز بانچہ ماٗمور بخلاف آں بود ضم کردہ ہمچنیں نماز گذاردن در جامئہ ابریشم حرام ست لیکن بطلان نمازش ونماز غاصب جامہ محتاج دلیل ست''

(۳)......''ودر تنہا سراویل بے ردا نماز مکروہ باشد اگرچہ در سند حدیثش مقال ست ولیکن صالح احتجاج ست''

سوال ۔ کیا ضعیف حدیث حجت ہوسکتی ہے؟ بدن چھپانے کے لئے تو ضعیف حدیث یعنی حدیث عائشہؓ حجت نہیں لیکن بدن کو کھلا رکھنے کے لئے یہ ضعیف حدیث کیوں حجت کے لائق ہے؟

58 :۔ غصب شدہ جگہ میں نماز صحیح ہے غصب شدہ جگہ میں نماز کی عدم صحت پر کوئی دلیل نہیں اگرچہ غصب گناہ ہے اور غاصب گناہ گار ہے۔ (ص 40)(۱)

سوال:۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

59 :۔ سات جگہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے 1۔گوبر کا ڈھیر 2۔ذبح خانہ 3۔مقبرہ 4۔راستہ کے درمیان 5۔غسل خانہ 6۔اونٹوں کا باڑہ 7۔بیت اللہ کی چھت ......اگرچہ اس کی سند پر اعتراض ہے پھر بھی حجت بن سکتی ہے۔ (ص 40)(۲)

60 :۔ تصویر پر اور تصویر والے مکان میں نماز منع نہیں فرماتے "حیوان کی کامل تصویر پر اور تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنے سے شارع نے منع نہیں کیا لیکن صحیح اور قطعی دلائل سے تصویر کی حرمت ثابت ہے اور سختی کے ساتھ تصویر سے منع کیا گیا ہے اور اس پر سخت وعید ہے۔ (ص 40)(۳)

سوال:۔ اس نماز کی صحت و جواز پر کوئی صریح حدیث پیش کریں؟

---

(۱)...... "و دلیلے بر عدم صحت نماز در مکان مغصوب نیامدہ اگرچہ غصب اثمی از آثام ست و غاصب آثم"

(۲)...... واز نماز در ہفت موطن نہی آمدہ وآں مزبلہ و مجزرہ ومقبرہ وقارعۃ الطریق وحمام واعطان وفوق ظہر بیت اللہ ست و در سندش مقال ست ولکن صالح استدلال باشد۔

(۳)...... و در منع از نماز بر تمثال حیوان کامل و در مکان کہ آنجا تصویر باشد چیزے از شارع نیامدہ لیکن ادلہ صحیحہ قاضی بتحریم تصویر ست واز اں نہی شدید آمدہ و براں وعید سخت وارد گشتہ ۔

61:۔ نماز کے جواز وصحت کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں فرماتے ہیں ''نماز کی جگہ کا پاک ہونا واجب ہے لیکن نماز کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں (یعنی اگر ناپاک جگہ نماز پڑھ لے تو نماز صحیح ہوگی) اور وجوب کی دلیل سے شرط ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔(ص40)(۱)

62:۔ نماز کھلے میدان میں پڑھی جائے یا مسجد ومکان میں، ہر جگہ آگے سترہ رکھنا واجب ہے(ص41)(۲)

63 :۔ جس نے غلبہ ظن کے ساتھ قبلہ جانب کا تعین کر کے نماز پڑھی بعد میں پتہ چلا کہ قبلہ اس جانب نہیں تو اس نماز کا اعادہ واجب نہیں '' ''حضرت عامر بن ربیعہؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن قرآن کی آیت فاینما تولّوا فثم وجه الله اسکی مؤید ہے اس لئے حجت ہے۔(ص41)(۳)

سوال :۔رفع یدین اور قراءۃ کے مسئلہ میں یہ اصول جاری کیوں نہیں کرتے؟

64 :۔ احادیث صحیحہ میں صراحت ہے کہ نماز عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک اور نماز فجر کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک نماز پڑھنا حرام ہے۔(ص44)(۴)

سوال:۔جب حرام اور منع ہے غیر مقلدین ایک ضعیف حدیث کی وجہ سے نماز فجر کے بعد اسی وقت سنتیں کیوں پڑھتے ہیں؟

---

(۱)......وطہارۃ مکان نماز واجب ست شرط صحت نماز نیست......ودلیل وجوب مثبت شرطیت نباشد۔

(۲)......وسنت اتخاذ سترہ ثابت ست باحادیث صحیحہ کثیرہ وتخصیص مشروعیتش بفضا وجہی ندارد چہ ادلہ اعم از فضا آمدہ اند۔

(۳)......وہر کہ بعد از تحری قبلہ مخطی شد ونماز بجانب غیر قبلہ گذارد بروی اعادہ آن نماز واجب نیست نہ در وقت ونہ بعد از ان وحدیث عامر بن ربیعہؓ وحدیث جابرؓ براں دلالت دارد اگرچہ سندش ضعیف ست ونزول آیۃ فاینما تولّوا فثم وجہ اللّٰہ از برائے آں شدہ ومؤید اوست۔

(۴)......''ودر احادیث صحیحہ تصریح بنہی از نماز بعد از نماز عصر تا آنکہ مہر فرو رود وبعد از بامداد تا آنکہ آفتاب برآید آمدہ وظاہر نہی تحریم ست'

65 :۔ اوقات مکروہ (یعنی طلوع، غروب، نصف النہار، بعد نماز فجر، بعد نماز عصر) میں تحیۃ المسجد نہ پڑھی جائے بلکہ ان اوقات میں مسجد میں داخل ہونے سے پرہیز کرے اور اگر کسی ضرورت کی بناء پر "ان مکروہ اوقات میں آجائے تو بیٹھے نہیں بلکہ کھڑا رہے تاکہ تحیۃ المسجد جو واجب ہے اس کا ترک لازم نہ آئے (ص 44)(۱)

66 :۔ ہر نمازی پر اذان واقامت واجب ہے البتہ جماعت میں شریک ہونے والوں کے لئے مؤذن کی اذان واقامت کافی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اذان واقامت کے مسئلہ میں عورتیں مردوں کی مثل ہیں جو مردوں کے لئے حکم وہی عورتوں کے لئے بھی ہے (ص 46)(۲)

67 :۔ مؤذن کے لئے جنابت سے پاک ہونا کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور صحابی یا تابعی کا قول وفعل اس میں حجت کے لائق نہیں اگرچہ طہارت اولیٰ ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حدث اصغر میں بغیر وضو یا تیمّم کے سلام کا جواب دینا بھی پسند نہ کیا تو اذان بغیر طہارت کے بطریق اولیٰ ناپسند ہوگی لہٰذا جنبی آدمی کے لئے اذان کہنا جائز ہے۔ (ص 47)(۳)

سوال۔ جب حدیث موجود ہے تو اس کے مقابلہ میں آپ اپنی رائے کو کیوں شریعت بنا کر جنبی آدمی کے لئے اذان جائز قرار دے رہے ہیں؟

---

(۱)......پس متعین دریں حال ترک تحیۃ المسجد در اوقات مکروہہ ست ومتحری دین خود را باید کہ از دخول مساجد درین اوقات پرہیز د واگر بنا بر حاجتی در آید ننشیند تا ترک تحیۃ المسجد کہ واجب ست لازم حال اونگردد۔

(۲)......بر ہر مصلی تاذین واقامت واجب باشد ولکن ہر کہ در جماعت ست اورا اذان واقامت مؤذن کافی ست وظاہر آنست کہ زناں ہمچو مرداں اند چہ شقائق رجال اند وامر بمرداں امر بزناں ست۔

(۳)......"وطہارتش از حدث اکبر وحدث اصغر مرفوعے صحیح نیامدہ وموقوف بر صحابی یا تابعی بحجت نمی ارزد اگرچہ تطہر اولی واحسن ست زیرا کہ آنحضرت ﷺ رد سلام در حدث اصغر مکروہ داشتہ تا آنکہ وضوء یا تیمّم کود واذان اولی ترست از مجرد سلام باین معنی۔

68 :۔ 'بیٹھ کر یا قبلہ رخ سے ہٹ کر شرعی طریقہ کے خلاف اذان کہنا ثابت ہے۔ (ص 47)(۱)

سوال:۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا اپنی رائے کو آپ شریعت کہتے ہیں؟

69 :۔ جو مؤذن عادل ہے اور اوقات نماز کو اچھی طرح پہچانتا ہے اذان کے ذریعہ نماز کے وقت پہچاننے میں اس کی اتباع کرنا تقلید نہیں بلکہ قبول روایت ہے۔ خصوصاً جب اونچی جگہ پر ہو اور نماز کے وقت پہچاننے میں بادل مانع ہوں (ص 47)(۲)

سوال: ۔ جناب! یہ آپ کی رائے ہے یا حدیث؟ مسائل نماز میں فقہاء کی اتباع تقلید ہے اور وہ غیر مقلدین کے نزدیک حرام اور شرک ہے۔ لیکن اوقات نماز میں مؤذن کی اتباع تقلید نہیں بلکہ قبول روایت ہے، یہ فرق کس حدیث میں ہے؟

70 :۔ جنبی آدمی کے لئے اقامت کہنا جائز ہے۔ فرماتے ہیں اقامت اذان کی مثل ہے اور اقامت کہنے والے کے لئے (جنابت وغیرہ سے) پاک ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں (ص 47)(۳) (لہٰذا جنابت کی حالت میں بھی اقامت جائز ہے)

سوال۔ جناب! یہ آپ کی رائے ہے یا حدیث؟ جب آنحضرت ﷺ کو حدث اصغر میں بغیر طہارت کے سلام کا جواب دینا ناگوار ہے تو بحالت جنابت اقامت کہنا کیوں گوارہ ہوگا

71 :۔ عورت کو حکم ہے کہ وہ اپنے لئے اور دوسری موجود عورتوں کے لئے اذان کہے لیکن آواز زیادہ اونچی نہ کرے (ص 47)(۴)

---

(۱)......'واذان نشستہ گفتن یا بسوئے غیر قبلہ مخالف ہیئت مشروعہ ثابت ست''۔

(۲)......واتباع تاذین مؤذن عادل کہ عارف بمداخل ومخارج اوقات نمازست تقلید نیست بلکہ از باب قبول روایت ست لاسیما چون بر محل مرتفع باشد ہمچو منارہ وغیم مانع ست از صحت روایت۔

(۳)......''ودلیلے بر طہارت مقیم نیامدہ وغایتش آنکہ اقامت مثل اذان ست''

(۴)......اما از اذان زن از برائے خود ودیگر زنان حاضرہ نزد او باعدم رفع بالغ صوت مانعی نیست بلکہ ظاہر آنست کہ نساء داخل اندر خطاب باذان کما قدمنا۔

سوال:۔ جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

72 :۔نابالغ کی اذان جائز نہیں البتہ نابالغ کی امامت جائز ہے ''اور ظاہر یہ ہے کہ اذان والی عبادت شرعیہ میں مکلّف آدمی کے سوا دوسرے کی اذان کفایت نہ کرے گی (ص 47) ...... بچے کی امامت باوجود اس کے کہ اس پر نماز فرض نہیں صحیح ہے۔(ص 61)(۱)

سوال۔ اذان وامامت کے اس فرق پر صریح حدیث مطلوب ہے۔

73 :۔ ''اگر چہ اذان و اقامت جان بوجھ کر ترک کی جائے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی تو بھول کر چھوڑنے سے نماز کیوں فاسد ہوگی؟ البتہ عمداً ترک کرنے والا دو واجب چیزوں میں خلل ڈالنے کا مرتکب ہوا ہے۔(ص 49)(۲)

سوال جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا اپنی مجتہدانہ رائے ہے؟

74 :۔ ''' قرآن کریم میں نماز کا حکم اجمالاً ہے اور جو کچھ آنحضرت ﷺ سے اس مجمل کا بیان ثابت ہے وہ سب کچھ واجب ہے خواہ رکن ہو، ذکر ہو یا شرط، وصلّوا کما رأیتمونی اصلّی سے اس کی تاکید ہوتی ہے۔ سو جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کیا ہے یا کہا ہے وہ واجب ہے الّا یہ کہ عدم وجوب پر دلیل قائم ہو جائے جیسے حدیث مسیئ الصلوٰۃ کہ اس کی تعلیم میں نماز کے بعض افعال پر اکتفا کیا گیا ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ جو کچھ اس حدیث میں مذکور نہیں وہ واجب نہیں ......اور جس جس چیز پر حدیث مسیئ مشتمل ہے وہ

---

(۱)......وظاہر آنست کہ ایں عبادۃ شرعیہ جز از مکلّف مجزی نیست'' ......پس امامت کودک با عدم وجوب برنماز چہ قسم صحیح نمیتواند شد

(۲)......پس ترکش اگر چہ عمداً باشد مفسد نماز نمی تواند شد تا بنسیان ہر دو چہ رسد ایں قدر ست کہ تارک عامداً خلال در دو واجب کردہ''

واجب ہے کیونکہ اس میں واجب مجمل کی تفصیل کی گئی ہے۔(ص49،50)(۱)

سوال:۔ نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنا، آمین جہراً کہنا، رفع یدین کرنا، امام کے پیچھے مقتدی کو قراءۃ کا حکم بھی مذکور نہیں۔ معلوم ہوا یہ امور نماز میں ضروری نہیں تو آپ لوگ جھگڑا کیوں کرتے ہیں؟

75 :۔ فاتحہ کا ترک کرنا نماز کے لئے مبطل ہے یعنی اس کی نماز باطل ہے۔ (ص50)(۲)

سوال :۔ جناب! مبطل یا باطل کا لفظ کس حدیث میں ہے یا نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟

76 :۔ اور اگر عورت جہراً قراءۃ کرے تو اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں (ص51)(۳)

سوال :۔ جب عورت نماز میں سبحان اللہ کہہ کر لقمہ نہیں دے سکتی تو جہراً قراءۃ کیسے کر سکتی ہے؟ اور اگر غیر مقلدین مرد و زن سر پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھیں تو کس صریح حدیث میں اس سے منع کیا گیا ہے؟

77 :۔ نواب صاحب لکھتے ہیں ''آنحضرت ﷺ پر وجوب صلوٰۃ کے ادلہ، وجوب تشہد کے ادلہ کے علاوہ ہیں کیونکہ احادیث میں تشہد کے پڑھنے کا صراحتاً ذکر ہے اور جن احادیث

---

(۱)......در قرآن کریم امر بنماز مجملاً آمدہ و ہر چہ آنحضرت در بیان ایں مجمل وارد شدہ واجب است خواہ رکن باشد یا ذکر یا شرط، وصلّوا کمارأیتمونی اصلّی مؤکد ایں دلیل است پس ہمہ آنچہ دراں نماز کردہ یا گفتہ واجب باشد مگر آنچہ دلیل دال بر عدم وجوب باخراجش پرداز ہمچوں حدیث مسیئ کہ تعلیمش اقتصار بر بعض افعال مفعولہ در نماز کردہ و ایں دلیل است بر آں کہ ہر چہ دراں مذکور نہ شدہ واجب نہ باشد......جمیع آنچہ حدیث مسیئ براں مشتمل ست حکم بوجوبش می باید کرد زیرا کہ بیان مجمل واجب است۔

(۲)......''ترک قراءۃ فاتحہ مبطل نماز ست''۔

(۳)......بر منع زن از جہر بقراءت دلیلی نیامدہ۔

میں طریقہ درود کی تعلیم ہے وہ تشہد میں نہیں ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی یہ حدیث کہ ہم آپ پر اپنی نماز میں کیسے درود پڑھیں؟ اس سے تشہد میں درود پڑھنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ درود جنس صلوٰۃ میں ہے اس کے باوجود حدیث مسیئ الصلوٰۃ تمام واجبات کی بنیاد ہے اس میں درود کا ذکر نہیں ہے۔ (ص 53)(۱)

سوال 1:۔ نواب صاحب نے اس عبارت میں بتایا ہے (۱) نماز کے اندر تشہد میں درود پڑھنا ثابت نہیں ہے کیونکہ جن حدیثوں میں تشہد کا ذکر ہے ان میں درود کا ذکر نہیں اور جن میں درود کا ذکر ہے ان میں تشہد کا ذکر نہیں۔ (۲) درود نماز میں جب چاہیں اور جہاں چاہیں پڑھ لیں۔ (۳) نماز میں درود واجب نہیں کیونکہ حدیث مسیئ الصلوٰۃ میں جس چیز کا ذکر نہ ہو وہ واجب نہیں ہوتی۔ (۴) نواب صاحب نے ابتداء میں کہا ''وجوب صلوٰۃ کے ادلہ'' اس میں تأثر دیا کہ درود واجب ہے مگر اخیر میں درود کے واجب ہونے کی نفی کر دی۔ جو لوگ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں ''مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود'' وہ ذرا سوچیں۔

سوال 2:۔ تشہد میں بیٹھنے کے تین طریقے حدیث میں آئے ہیں (۱) تورک یعنی دونوں پاؤں بائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنا (۲) دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا (۳) بایاں پاؤں دائیں پاؤں کی ران اور پنڈلی کے درمیان رکھ کر بیٹھنا۔ جناب! کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ تینوں طریقے سنت ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک طریقہ کو سنت قرار دے کر باقی دو کے سنت ہونے کی نفی کی ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً فرمایا ہے ان میں سے جس طریقہ پر چاہو عمل کرو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے

---

(۱)......وادلۂ وجوب صلوٰۃ بر آنحضرت ﷺ دون ادلہ وجوب تشہد ست وجہش آنست کہ احادیث مصرح اند بمحل تشہد و آنکہ تشہد کجا میتواں گفت ودر احادیث واردہ بتعلیم کیفیت صلوٰۃ ذکر ایقاعش در تشہد نیست وحدیث صحیح ابن مسعودؓ بلفظ کیف نصلّی علیک فی صلوٰتنا افادہ بودنش در تشہد نمیکند بلکہ مطلق در جنس صلوٰۃ ست ومعہٰذا ذکر صلوٰۃ در حدیث مسیئ کہ مرجع واجبات نیامدہ''۔

فرمایا کچھ دن ایک طریقہ اختیار کرلیا کرو کچھ دن کے بعد کوئی اور طریقہ؟ یا ایک نماز میں ایک طریقہ دوسری نماز میں دوسرا طریقہ؟ جب تین طریقے ہیں تو جو شخص صرف ایک طریقہ کو سنت سمجھ کر اس کو ہمیشہ اختیار کرلے وہ بدعتی ہوگا یا نہیں؟ یہ بھی صراحتاً حدیث میں دکھائیں مگر اپنی رائے پیش نہ کریں۔

78 :۔ ''''اور نماز کا جو ذکر بھی (قرآن ہو یا غیر قرآن) عربی زبان میں متعذر ہو وہ دوسری زبان میں پڑھنا جائز ہے......جس کی زبان پر نماز کے اذکار کا جاری ہونا دشوار ہو جیسے تشہد اور انّی وجھت والی دعا وغیرہ وہ ان اذکار کو اپنی زبان میں پڑھ لیا کرے کہ حق تعالیٰ نے بڑی وسعت دی ہے لیکن ان اذکار شرعیہ کا متعین الفاظ کے ساتھ سیکھنا لازم ہے ۔خصوصاً فاتحہ اور ماتیسر یعنی جو زائد سورۃ جو قرآن سے آسان ہو۔(ص 53)(۱)

سوال :۔ جناب! یہ نواب صاحب کا اپنا قیاس اور ان کی رائے ہے یا خالص حدیث ہے اگر ان کا قیاس ورائے ہے تو آپ کے بقول نواب صاحب کون ہوئے؟ اور اگر خالص حدیث ہے تو وہ پیش کریں؟

79 :۔ حدیث مسیٔ الصلوٰۃ میں ہے اگر تیرے پاس قرآن ہے تو وہ پڑھ ورنہ الحمدللہ ،اللہ اکبر اور لا الٰہ الاّ اللہ کہہ لے اور عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی حدیث جو مسند احمد، ابوداوٗد، نسائی وغیرہ میں ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ کو کہا کہ میں قرآن نہیں پڑھ سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ والحمدللہ ولا الٰہ الاّ اللہ واللہ اکبر ولاحول ولاقوّۃ الاّ باللہ

---

(۱)......وہر ذکر کہ بعربیۃ متعذر رشد بغیر آں روا باشد...... مستعجم اللسان کہ چیزے از اذکار نماز بروئے دشوار آید ہمچو تشہد وتوجہ اورا اتیان بمعنیٰ آں ذکر بزبان خود تا آنکہ عین الفاظ ذکر بیاموزد میرسد حق تعالیٰ درامر وسعت کردہ لکن با تحتم تعلم اذکار مشروعہ صلوٰۃ خصوصاً فاتحہ وقدر متیسر از قرآن۔

کہہ لیا کر۔اس کی سند پر اگر چہ اعتراض ہے لیکن ایسا اعتراض نہیں کہ دلیل ہی نہ بن سکے ' ''پس جوشخص فاتحہ اورزائد قرآن پر قدرت نہیں رکھتا وہ یہ ذکر پڑھ لیا کرے (ص 53)(۱)

80 :۔ 'غیر حافظ (نماز میں) قرآن سے دیکھ کر قراءۃ کرے یا دوسرا آدمی پاس کھڑے پڑھتا رہے اور جس قدر ممکن ہو آدمی خود قراءۃ کرے اگر چہ بعض الفاظ تبدیل ہو جائیں۔ (ص 54)(۲)

81 :۔ آدمی پر خود اجتہاد کرنا متعذر ہو جائے تو دوسرے آدمی کا اجتہاد اس پر ہر حالت میں لازم نہیں ہوتا اس دعویٰ پر نواب صاحب نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں۔(۱) اگر وہ خود مجتہد ہے تو کسی وقت بھی دوسرے مجتہد کے اجتہاد کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ اس پر کبھی اجتہاد دشوار ہوتا ہے کیونکہ وہ اشتباہ والتباس اور تعارض کے وقت براءۃ اصلیہ کی طرف رجوع کرے گا یا دوسرے مرجحات کے ذریعے راجح مرجوح کا فرق کرے گا(۲) اور اگر وہ ایسا مجتہد ہے جو مجتہد کے لئے غیر کی تقلید کو جائز قرار دیتا ہے جبکہ وہ سردست کسی پیش آمدہ واقعہ میں بجز غیر کے قول پر عمل کرنے کے خود شرعی مسائل نہ جان سکتا ہو تو اس کے لئے یہ کام جائز ہے۔لیکن یہ صفت اسی آدمی کی ہوسکتی ہے

---

(۱)...... چہ لفظ حدیث مسی فان کان معک قرآن والا فاحمد اللہ وکبرہ وہللہ دال ست براں ودر حدیث ابن ابی اوفی نزد احمد وابی داود ونسائی وغیرہم آمدہ کہ مردی باآنحضرت ﷺ گفت من چیزی از قرآن نمی توانستم خواند فرمود سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ بگو ودر سندش مقال ست لیکن نچندان کہ از استدلال بیفگند پس ہر کہ قادر بر قراءۃ فاتحہ وما تیسر من القرآن وے عدول بایں ذکر کند۔

(۲)......'وغیر حافظ قرآن استملاء از مصحف کند واز غیر بیاموزد وچندانکہ می تواند قراءۃ کند گو بعض تغییر دراں راہ یابد''

جو مجتہد مطلق نہ ہو بلکہ مجتہد فی المذہب ہو اور مقلد ہو نہ کہ مجتہد (۳) اور وہ آدمی جو بعض مسائل میں مجتہد ہونے کا گمان رکھتا ہو اور دوسرے بعض مسائل میں اس کو بہت پریشانی پیش آتی ہے تو وہ بھی مجتہد مطلق نہیں بلکہ وہ مقلدین مساکین کے زیادہ قریب ہے (ص54)(۱)

سوال :۔ جناب! اگر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تقلید کریں تو مشرک بن جائیں اور نواب صاحب مجتہد مطلق کو تقلید سے منع کریں اور باقیوں کو تقلید کا پابند کریں تو وہ مشرک کیوں نہیں؟ اور براءۃ اصلیہ والا مرجح کس حدیث میں بتایا گیا ہے؟

82 :۔ ''جو شخص دین پر عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور فعل مأثور پر عمل کرنے کا حریص ہو اس کو چاہئے کہ اثبت واصح حدیث پر عمل کرے اور اصح وہ ہے جو صحیحین میں ہو۔ (ص54)(۲)

---

(۱)......''وآدمی را نزد تعذر اجتہاد خود دیگرے لازم حال نشود''''اگر مجتہد ست خود ہیچ گاہ حاجت مند اجتہاد دیگرے نیست و ہیچ وجہ بروی اجتہاد دشوار نبود واقل احوال آن ست کہ نزد اشتباہ امر رجوع بسوئے برائت اصلیہ کند واقل احوال مجتہد آن ست کہ متحضر مرجحات محتاج الیہا نزد تعارض امور والتباس راجح از مرجوح باشد واگر این مجتہد چنان ست کہ تجویز تقلید غیر از برائے مجتہد میکند و فی الحال طاقت خلوص از آنچہ بروی وارد گردد ندارد و نہ مخرجی از نوائب جز بعمل بقول غیری داند وار این کار روا باشد ولکن این نہ صفت مجتہد مطلق ست بلکہ چنین کس مجتہد مذہب باشد و مقلد بود نہ مجتہد و ہمچنیں حال کسی ست کہ گمان مجتہدیت خود در بعض مسائل نہ در بعض دیگری می کند کہ بروی تخبط امور واضطراب مسائل بسیار اتفاق می افتد مگر آنکہ وی مجتہد مطلق نیست بلکہ اقرب واشبہ بمقلدین مساکین۔

(۲)......ولٰکن لائق حال متحری در دین وحریص بر فعل مأثور آنست کہ اثبت ماورد واصح ماروی را برگزیند واصح آنہا در صحیحین۔

سوال : ۔جناب! یہ معیار عمل کس حدیث میں بتایا گیا ہے؟ اگر ضعیف حدیث پر عملی تواتر ہو جیسا کہ بیس تراویح کی حدیث ابن عباسؓ اور اس کے مقابلہ میں سنداً صحیح حدیث ہو لیکن اس پر عملی تواتر نہ ہو جیسا کہ غیر مقلدین کی تحقیق کے مطابق حضرت عائشہ کی گیارہ رکعات والی حدیث، تو کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضعف سند کی وجہ سے حدیث کو چھوڑ دینا جو عملاً متواتر ہو اور اس کے مقابلہ میں سنداً صحیح حدیث ہو مگر عملاً غیر متواتر ہو تو اس پر ضرور عمل کر لینا۔ کیجئے ہمت ذرا وہ حدیث پیش کیجئے؟

83 :۔ 'نماز کے شروع میں رفع یدین کرنا سنت ہے جو پچاس صحابہؓ سے ثابت ہے (ص55)(۱) لیکن نواب صاحب لکھ رہے ہیں کہ اتنی کثیر تعداد شروع والے رفع یدین کے متعلق ہے تو کیا دوسرے غیر مقلدین جھوٹ بول رہے ہیں؟

84 :۔ آمین کہنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور آمین جہراً اور آمین سراً دونوں ثابت ہیں لیکن آمین جہراً راجح اور اکثر ہے۔ یہ بھی اس صورت میں ہے کہ آمین سنت ہو ورنہ احادیث میں صراحت ہے کہ آمین کہنا واجب ہے (ص55)(۲)

تو اس صورت میں آمین جہراً کہنا واجب ہوگا

سوال ۔جناب! جو غیر مقلدین کہتے ہیں آمین سراً ثابت ہی نہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ وہ منکر حدیث ہوئے یا نہیں؟ کس حدیث میں نبی پاک ﷺ کا فیصلہ ہے کہ آمین جہراً ارجح ہے؟ اور کون سی حدیث ہے جس میں نبی پاک ﷺ نے صراحتاً فرمایا ہے کہ آمین کہنا واجب ہے؟

---

(۱)......'ورفع نزد افتتاح صلوٰۃ سنت صحیحہ ست از طریق پنجاہ صحابی آمدہ و منجملہ آنہا عشرہ مبشرہ اند وہمچنین سنت ست''۔

(۲)......''تأمین باحادیث متواترہ بودہ و جہر و اسرار ہر دو آمدہ و اول ارجح و اکثر ست و ایں بر تقدیر یست کہ آمین گفتن فقط سنت باشد ورنہ احادیث تصریح بوجوبش می کند''

اوراگر آخری دونوں باتیں نواب صاحب اور غیر مقلدین کی اپنی رائے ہے تو دین میں اپنی رائے شامل کرنے والا غیر مقلدین کے نزدیک کون ہے؟ شیطان تو نہیں؟ اور جو آدمی آمین سراً کا انکار کرے وہ منکر حدیث ہے یا نہیں؟ جب آمین جہراً اور سراً دونوں ثابت ہیں تو ایک اتفاق ومحبت اور پرامن ماحول میں آمین جہراً کا جھگڑا شروع کر کے بے اتفاقی اور بدامنی پیدا کرنا نیکی ہے یا گناہ؟

85 :۔ ' خصوصیت کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ نماز میں آپ ﷺ کا قیام، رکوع وسجود، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور دوسجدوں کے درمیان بیٹھنا سب برابر ہوتے تھے۔ یہ تمام سنتیں اوران جیسی دوسری سنتیں اس لائق ہیں کہ ان کا اہتمام کیا جائے اور کیسے اہتمام نہ کیا جائے جب کہ امت کو اس پر عمل کرنے کا ارشاد ہے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب اور عمل نہ کرنے پر وعید ہے اوران سے محروم رہنے والے کے حرمان پر صراحت وارد ہے۔ (ص55)(۱)

سوال :۔ جناب! غیر مقلدین کی کسی ایک مسجد میں بھی مذکورہ بالا سنت طریقہ کے مطابق نماز ہو رہی ہے؟ اگر اس سنت کے مطابق نماز نہیں ہو رہی تو کیا خلاف سنت نماز درست ہے؟ احناف یہ کہتے ہیں کہ اتنی طویل نماز ،نفلی نماز کی کیفیت ہے کیونکہ نماز باجماعت کو خفیف پڑھانے کا حکم موجود ہے لیکن غیر مقلدین کے نزدیک دونوں نمازوں کے لئے یہ حکم برابر ہے

86 :۔ نماز میں فاتحہ اورسورۃ کے درمیان دعا کے لئے طویل وقفہ سنت کے خلاف نہیں ہے بلکہ شارع سے نماز میں مطلقاً (یعنی جب چاہیں ،جس نماز کے حصہ میں چاہیں دعا

---

(۱)......' ولاسیماً از وے ﷺ بثبوت پیوستہ کہ قیام ورکوع واعتدالش از رکوع و اعتدال میان ہر دو سجدہ قریب بسواء بود وایں ہمہ سنن ونحو آں درخور آنست کہ اعتناء بشانش رود وکیف کہ ارشاد امت بسوئے فعل آں وترغیب دراں وترہیب برترک آں وتصریح بحرمان محروم ازاں برروی ء کار آمدہ ''

کریں)اور بعض متعین جگہ میں دعا کی ترغیب ثابت ہے۔(ص 55)(۱)

سوال :۔جناب!فرض نماز میں فاتحہ اور سورۃ کے درمیان دعا کے لئے طویل وقفہ کرنے کا حکم کس حدیث میں ہے؟یا کس حدیث میں نبی پاک ﷺ کا عمل ہے؟اور نماز کے جس حصہ میں چاہیں دعا کریں یہ کس حدیث میں ہے؟

87 :۔ تکبیرات انتقال فعل نبوی سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں اور ان میں جہر کا ترک یا ایک مرتبہ تکبیر انتقال کو چھوڑنا ظہور بدعت اور ترک سنن کے جنگلات میں سے ہے۔ (ص55)(۲)

88 :۔ ہر نمازی خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، سمع اللہ لمن حمدہ اور اللّٰھم ربّنا ولک الحمد کو جمع کرے، یہ مسئلہ دلائل سے ثابت ہے۔(ص 56)(۳)

سوال :۔ جناب! مقتدی بھی دونوں کو جمع کرے یہ کس حدیث میں ہے؟

89 :۔ جو آدمی آنکھ یا اَبرو کے ساتھ اشارہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو اس پر نماز کا ادا کرنا لازم ہے۔سر کے ساتھ اشارہ کرنے سے عاجز ہو جائے تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی بلکہ آنکھ اور اَبرو کے ساتھ اشارہ کر کے نماز پڑھے۔(ص 57)(۴)

---

(۱)......''وسکوت میان فاتحہ وسورۃ از برائے دعا اگرچہ فعل دراز شود مخالف سنت نیست بلکہ ندب شارع بسوئے دعا در نماز مطلقاً ومقیداً ببعض مواضع ثابت گشتہ''

(۲)......''وتکبیرات انتقالات از فعل نبوی بتواتر رسیدہ......وترک جہر بداں یا ترک آں بالمرۃ از بیابان ظہور بدع وترک سنن ست''

(۳)......وبر جمع ہر مصلی میان تسمیع وحمد امام باشد یا ماموم یا منفرد ادلہ وارد شدہ۔

(۴)......وہر کہ متمکن از ایماء بچشم یا ابروست بروے تادیہ نماز حتم باشد وبجز د عجز از ایماء بسر ساقط نگردد۔

سوال :۔ جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

90 :۔ ''اگر نماز کی شرط میں خلل واقع ہو جائے تو نماز فاسد ہے اور اگر نماز کے فرائض چھوڑ دے تو گناہ گار ہے مگر نماز فاسد نہیں بلکہ اس کی نماز جائز ہے۔(ص 57)(۱)

91 :۔ ' خلاصہ یہ ہے کہ اگر نماز میں کسی فرض (مثلاً رکوع ،سجود) کو عمداً چھوڑا تو نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر چھوڑا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۔لیکن جب نماز سے فارغ ہو جائے تو وہ چھوٹا ہوا فرض اکیلا بعد میں ادا کر لے۔(ص 57)(۲)

92 :۔ خلاصہ؛ کہ جب نماز شروع ہوگئی تو کسی چیز سے فاسد نہ ہوگی مگر اس چیز سے جس کے مفسد ہونے کی حدیث میں صراحت ہے اور اگر کوئی فرض چھوٹ گیا (مثلاً رکوع وسجود)لیکن حدیث میں اس کے مفسد ہونے کی صراحت نہیں تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی ۔ (ص 57)(۳)

93 :۔ جو آدمی افعال صلوٰۃ کے علاوہ نماز میں حرکات کرے مثلاً سر یا ہاتھ یا پاؤں کو ہلاتا رہے تو اس سے نماز کے واجب ہونے میں خلل آتا ہے اور ترک واجب کی وجہ سے گناہ لازم ہوتا ہے مگر اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اگر چہ حدیث میں ''اُسْکُنُوْا فِی الصَّلوٰۃ'' ہے کہ نماز سکون اور سکوت کے ساتھ ادا کرو تاہم اس سے نماز میں ترک کلام اور ترک حرکات کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے نماز کا فاسد ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ نیز فرماتے ہیں کہ مقلدین نے

---

(۱)......''اختلال شرط مفسد نماز ست نہ بترک فروض بلکہ تارک آں آثم ست ونمازش مجزی۔

(۲)......''اگر فرض رکنی از ارکان ست ہمچو رکوع یا سجود ......اگر عمداً ترک کرد نماز برفت واگر بسہو گذاشت بجا آرد اگرچہ بعد از خروج از نماز بود۔

(۳)......''نماز بعد از انعقاد و دخول دراں بہیچ مفسد فاسد نمیگردد مگر بانچہ کہ شرع مفسد بودنش دلالت کند''

جو حرکات قلیل وکثیر کا فرق کیا ہے کہ قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی کثیر سے فاسد ہوتی ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی پاک ﷺ امامہ ؓ کو نماز میں اٹھاتے اور نیچے اتارتے رہے۔ نیز منبر پر چڑھ کر اور اتر کر نماز پڑھائی۔ یعنی قیام ورکوع منبر کے اوپر کیا سجدہ اتر کر کیا اس کے باوجود نماز فاسد نہ ہوئی۔ (ص58)

سوال : اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام یا مقتدی یا منفرد نماز میں اچھلتا کودتا رہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کے نزدیک قلیل وکثیر عمل کا کوئی فرق نہیں۔

قرآن میں حکم ہے "قوموا للّٰہ قانتین" نماز سکون وسکوت کے ساتھ ادا کرو۔ حدیث میں ہے "اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃ" اور آپ ﷺ امامہ ؓ کو اٹھا کر اور بوقت سجدہ اتار کر نماز پڑھتے رہے۔

اسکے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کی فقہی رائے یہ ہے کہ امامہ ؓ کو اٹھا کر نماز پڑھنا اسی طرح منبر سے اترنا یا تو عمل قلیل کے ساتھ تھا جو نماز کے لئے مفسد نہیں یا پھر اس زمانے کے واقعات ہیں جب نماز میں کلام وسلام اور چلنا جائز تھا بعد میں "قوموا للّٰہ قانتین" اور "اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃ" کے حکم کے ساتھ نماز میں سلام وکلام اور حرکات کثیرہ کا جواز منسوخ ہو گیا۔ مگر غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ امامہ ؓ کو اٹھانا، اتارنا، منبر پر چڑھنا

---

(۱)......" وہر کہ غیر ایں کار کند چنانکہ سر یا دست یا پائے بجنباند وے اخلال واجب کرد واثم وترک واجب لازم او گشت نہ آنکہ نمازش فاسد گردید وحدیث ابی قتادۃ کہ در صحیحین وغیر ہماست صالح سند از برائے این منع باشد ودران آمدہ کہ نماز می کرد آنحضرت ﷺ ووی حامل امامۃ دختر زینب بود چون بسجدہ می رفت امامۃ را بر زمین می نہاد وچون استادہ می شد بر میداشت ......وچوں مقلدی کہ فعل کثیر را مفسد نماز دانستہ وتحریک اصبع را ہمچو حرکات متوالیہ ملحق فعل کثیر شناختہ این حدیث بشنود قوای او خائر وذہنش مضطرب گردد......ونیز حدیث دیگر کہ در بارہ نماز بر منبر ونزول از ان بسوئے ارض نزد ارادۂ سجود وباز عود بسوئی منبر وفعل آن تا فراغ از نماز آمدہ صالح استناد از برائے این منع ست "

اور اتر نا عمل کثیر کے ساتھ تھا اور یہ "قوموا للّٰہ قانتین" اور "اُسْکُنُوْافِی الصَّلوٰۃ" کے ساتھ منسوخ بھی نہیں، یہ ان کی رائے ہے۔ آپ کے نزدیک تو دینی مسائل میں رائے کو شامل کرنا شیطان کا کام ہے۔ غیر مقلدین یہ کام کیوں کر رہے ہیں؟

(3) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ترک فرائض سے نماز فاسد نہیں ہوتی؟

اگر ایسی کوئی حدیث نہیں تو یہ بھی غیر مقلدین کی اپنی رائے ہے۔ کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو اپنی رائے پر عمل کرے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ائمہ مجتہدین کی اجتہادی وفقہی رائے پر عمل کرنا تو گناہ ہے مگر اپنی یا اپنے علماء کی فقہی رائے پر عمل کرنا ثواب ہے؟

94 :۔ اگر نماز کے مفسدات اور غیر مفسدات کے بارے میں سوال کیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کے لئے کوئی ضابطہ نہیں ہے بلکہ جو چیز نماز میں منع ہے اس کے بارے میں توقف کرنا ہم پر واجب ہے تا آنکہ ایسی دلیل قائم ہو جائے جو فساد پر دلالت کرے۔ (ص58)(۱)

سوال :: ۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے کہ نماز میں کسی بھی ممنوع چیز کے ارتکاب سے نماز فاسد نہیں ہوتی جب تک اس سے نماز کے فاسد ہونے کی حدیث میں صراحت نہ ہو؟

95 :۔ نماز میں کلام کے ممنوع ہونے سے لوگوں کی کلام مراد ہے پس اگر وہ جان بوجھ کر ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول چوک سے ہو جائے یا نماز کی اصلاح کے لئے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی (ص58)(۲)

---

(۱)......"واگر ضابطہ مفسدات وغیر مفسدات پرسند گوئیم ضابطہ موجود نیست بلکہ واجب برما توقف درموقف منع ست تا آنکہ دلیلے دال برفساد بیاید"۔

(۲)......"ومراد بمنع از کلام درنماز سخن ست کہ از جنس کلام مردم باشد پس اگر بعمد ست مفسد نماز شد واگر بنسیان وسہو ست یا از برائے اصلاح نماز مفسد نیست"۔

(مثلاً امام نے بھول کر سلام پھیر دیا اور مقتدیوں نے شور مچا دیا ،امام انکار کرتا رہا۔ آخر نمازیوں کے اصرار کی وجہ سے امام نے اپنی غلطی مان لی تو اس شور، بحث ومباحثہ کے باوجود نماز فاسد نہیں ہوئی)

سوال :۔کونسی حدیث ہے جس میں عمد کو مفسد اور نسیان وسہو اور اصلاح نماز والی کلام کو غیر مفسد کہا گیا ہے اور اس میں صراحت ہو کہ وہ "قوموا لله قانتین" سے پہلے کی ہے۔

96 :۔ 'اذکار نماز وادعیہ ماً ثورہ وغیر ماً ثورہ سب کلام ہے اور کلام خدا نہیں ہے اور نماز میں اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ اپنی پسند کی دعا کرو۔ (ص58)(۱)

سوال :۔ کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ غیر ماً ثور اپنی پسند کی دعا نماز میں کرلیا کرو ،یا یہ نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟ اگر کسی کو پنجابی ،سرائیکی، پشتو،سندھی میں دعا پسند ہو تو کیا نماز میں اسی زبان میں دعا کرلیا کرے۔اس کی صریح حدیث پیش کریں؟ 'وَلْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ' میں تو کہا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دعا ماً ثورہ جو پسند ہو وہ اختیار کرے۔

97 :۔ قراءۃ میں فحش غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی قرآن کی جو بھی مشہور وغیر مشہور قرائتیں ہیں ان کے علاوہ قراءۃ سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔اس سے نماز کے فاسد ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں۔اسی طرح دو متبائن لفظوں سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی (ص 59) (مثلاً شیطان کی جگہ رحمٰن یا رحمٰن کی جگہ شیطان ،مؤمن کی جگہ کافر یا کافر کی جگہ (۲)

---

(۱)...... ''واذکار وارده درنماز وادعیہ ماً ثورہ وغیر ماً ثورہ اندراں ہمہ کلام ست وغیر کلام خداست دلیلے برمنع ازاں نیامدہ بلکہ 'وَلْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ'' وارد شدہ۔

(۲)...... ''قراءۃ برغیر ایں وجہ وہیئت مفسد نماز نباشد ولابدست کہ برفساد نماز ازاں دلیل موجود نیست وآنحضرت ﷺ بر جماعہ کہ دراں اسود وابیض وعربی وعجمی بود گذشت وایشاں قرآن میخواندند فرمودہ'' وَاقْرَءُ فَكُلٌّ حَسَنٌ'' ......پس دعویٰ بطلان نماز بلحن وبجمع دولفظ متبائن دعویٰ باطل از برہان خالی دلیل ست''

مؤمن، جنت کی جگہ جہنم یا جہنم کی جگہ جنت پڑھنا) اگرچہ یہ قراءۃ کے طریقہ کے خلاف ہے۔آنحضرت ﷺ کی جماعت میں کالے، گورے، عربی، عجمی سب تھے وہ قرآن پڑھتے تھے ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو سب کچھ ٹھیک ہے۔پس قرآن غلط پڑھنے کی وجہ سے یا دو متبائن لفظ جمع کرنے کی وجہ سے نماز کو باطل کہنا بے دلیل ڈھکوسلا ہے۔

سوال :۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اور کیا اس سے قرآن میں تحریف لازم نہیں آتی؟ اور کیا اس سے کفریہ معنیٰ پیدا نہیں ہو جاتا؟ اس کے باوجود نماز فاسد نہ ہونے پر یا اس کے باوجود نماز کے صحیح ہونے پر کوئی صریح حدیث پیش کیجئے؟

98 :۔ نماز میں ہنسنا نماز کے لئے تباہ کن ہے لیکن (نفع رسانی یا دفع مضرت پر) تنبیہ کرنے کے لئے نماز میں آواز بلند کرنا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے اور یہ کیسے مفید ہو سکتا ہے کہ مردوں کا امام کو لقمہ دینے کے لئے تسبیح کہنا بھی رفع صوت ہے۔نیز اعلام و تنبیہ کے لئے آواز بلند کرنا گزرنے والے یا مقتدی کے ساتھ مختص نہیں بلکہ جہاں بھی فرد واحد یا جماعت کی مصلحت ہو ان کے لئے آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اسی طرح اگر نمازی نے دیکھا کہ ایک آدمی غرق ہو رہا ہے اس کو بحالت نماز غرق سے بچانا مفسد صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے باب کے قبیل سے ہے۔ (ص60)(۱)

سوال :۔ (1) تسبیح رجال پر ہر زبان میں آواز کو قیاس کرنا کیا جائز ہے؟ یہ حدیث ہے یا نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟ (2) تسبیح کہہ کر امام کو لقمہ دینے سے باقی مصلحتوں کی

---

(۱)......''خندہ در نماز تباہ کن نماز ست نہ رفع صوت از برائے اعلام و کیف کہ تسبیح رجال بناء بر فتح بر امام از باب رفع صوت ست پس مخصوص با علام گذرندہ و مؤتمین نباشد بلکہ در ہر آنچہ مصلحت عائدہ بر واحد یا بر جماعت باشد لاباَس بہ ست و ہمچنیں انقاذ غریق مفسد صلوٰۃ نیست زیرا کہ از باب امر بمعروف و نہی از منکر ست''

خاطر نماز میں آواز بلند کرنے کا جواز نکالنا قیاس ہے یا حدیث رسول ﷺ ہے؟(3) غرق ہونے والے کو بچانے کی کوشش کرنا نماز کے لئے مفسد نہیں ہے، یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

99۔ ''جو شخص امام سے دور ہو وہ اپنے سے آگے والی صف کی اقتداء کرلے'' (ص 62) (۱)

100:۔ 'اگر مرد امام بن کر اکیلی عورت کو نماز پڑھائے تو جائز ہے اس کے منع کی کوئی دلیل نہیں ہے۔(ص62)(۲)

101:۔ ناقض الطہارۃ (بے وضو یا جنبی آدمی) کی امامت کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے جنابت کی حالت میں نادانستہ طور پر لوگوں کو نماز پڑھا دی بعد میں نماز کا اعادہ کیا لیکن دوسروں نے نماز کا اعادہ نہ کیا۔ حضرت عثمانؓ وعلیؓ نے بھی ایسا کیا ہے۔(ص63)(۳)

لہٰذا امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے۔ان کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

102:۔ اگر نماز کے وقت داخل ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے تو جس کے نزدیک نماز کا وقت نہیں ہوا اس کے لئے نماز میں داخل ہونا درست نہیں خواہ امام ہو یا مقتدی۔اور اگر داخل ہو گیا تو گناہ بھی ہے اور نماز بھی باطل۔ اور اگر قصداً امام نے قبل از وقت نماز پڑھا دی تو جن مقتدیوں نے دخول وقت

---

(۱)...... ''ہر کہ دور از امام بود وی مقتدی متقدم از صفوف جماعت شدہ۔

(۲)...... '''' ودر امامت مرد با تنہا زن منعی نیامدہ'۔

(۳)...... ''وبر منع امامت ناقض الطہارۃ دلیلے نیامدہ...... وثابت شدہ کہ عمر جنب بود و نادانستہ با مردم نماز کرد بجماعتی وخودش اعادہ کرد ودیگراں نکردند وہمچنیں از عثمان وعلی نیز مروی ست۔

کے خیال سے نماز پڑھی ان کی نماز صحیح ہے۔(ص 63)(۱)

مثلاً امام نے ظہر کی نماز جان بوجھ کر وقت سے پہلے پڑھادی مقتدیوں نے امام پر اعتماد کر کے سمجھا کہ وقت ہو چکا ہے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

103:۔ خنثوں کے بارے کوئی چیز وارد نہیں ہوئی، نہ ہی یہ جنس زمانہ نبوت میں موجود تھی اور نہ ہی ان کو عورتوں پر مقدم کرنے کی دلیل موجود ہے لیکن خنثے مردوں اور عورتوں دونوں کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں لہٰذا ان کو دونوں جنسوں کے درمیان کھڑا کریں۔ (ص 64)(۲)

سوال :۔آپ کے نزدیک قیاس کرنا کار ابلیس ہے۔آپ کیوں قیاس کر رہے ہیں؟

104:۔ اگر عورت یا مرد اپنی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ نماز میں کھڑے ہو جائیں (مثلاً عورت مردوں کی صف میں یا مرد عورتوں کی صف میں کھڑا ہو جائے) تو ان کی نماز کے باطل ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔یعنی ان کی نماز صحیح ہے۔(ص 64)(۳)

سوال: ۔مرد وعورت کے اکٹھے کھڑے ہونے کی صورت میں نماز کی صحت پر کون سی حدیث ہے اور یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟

105:۔ قوی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ اگر امام ومقتدی برہنہ بدن ہوں امام آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے دوسرے مقتدی صف بنائیں۔(ص 66)(۴)

---

(۱)......''وبا اختلاف وقت ہر کہ نزدش آں وقت وقت نماز نیست و اور ادخول دراں اماماً ومؤتماً درست نباشد واگر داخل شد عاصی ست ونمازش باطل واگر امام ست نماز مؤتم کہ معتقد دخول وقت ست صحیح شد''

(۲)......''''ودر خناثا چیزے نیامدہ ونہ ایں جنس درزمن نبوت یافتہ شدہ ونہ دلیلے مفید تقدیم آنہا بزناں آمدہ وچو خناثا نسبتی بمرداں وزناں ہردو دارند متوسط میاں ہر دو جنس باشند''۔

(۳)......''''وبر بطلان نماز نزد استادن زن در غیر موقف وہمچنیں وقوف مرد در غیر موقف دلیلے نیامدہ''۔

(۴)......'''وظاہر در جماعت عراۃ آں ست کہ ہمچو غیر خود بگزارند امام متقدم شود ودر پس او صف بندند''

سوال: ۔ذرا وہ حدیث تحریر کر دیجئے جس کا یہ ترجمہ ہے؟ مگر اپنی یا امتی کی رائے دین میں شامل کر کے اپنے اصول کے مطابق شیطان نہ بنئے۔

106:۔ اور اگر سنن غیر واجبہ میں سے کوئی سنت رہ جائے تو اس کی وجہ سے سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں ہے۔(ص 67)(۱)

سوال: ۔سنت واجبہ اور سنت غیر واجبہ کہ تعریف و تقسیم کس حدیث میں ہے؟ اور سنت غیر واجبہ کے ترک پر سجدہ سہو کے سنت ہونے پر صریح حدیث پیش کیجئے؟ یا یہ نواب صاحب کی اپنی رائے ہے؟

107:۔ سجدہ چھوڑنے والے کا حکم یہ ہے کہ اگر سلام سے پہلے اس کو یاد آجائے تو سجدہ کرے اور اگر سلام کے بعد یاد آئے تو تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور سلام پھیر دے۔ (ص 67)(۲)

سوال: ۔اس پر صریح حدیث پیش کریں؟

108:۔ اگر جہری قراءۃ کو سراً اور سری قراءۃ کو جہراً کرے تو اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔(ص 67)(۳)

سوال: ۔جناب! آپ نے تحریر فرمایا کہ سنت غیر واجبہ کے ترک پر سجدہ سہو سنت ہے اور واجب کے ترک پر سجدہ سہو واجب ہے تو قراءۃ جہراً یا سراً سنن واجبہ میں سے ہے یا سنن غیر واجبہ میں سے ہے یا دونوں میں سے نہیں ہے۔ بدور الاہلہ سے تیسرا قول معلوم ہو رہا ہے

---

(۱)......''واگر متروک سنتے از سنن غیر واجبہ ست سجود از برائے آں مسنون باشد نہ واجب''

(۲)......'''وحکم تارک سجدہ آنست کہ اگر بیاد او آید قبل از سلام بکند واگر بعد از تسلیم یاد آید تکبیر برآوردہ سجدہ کند وسلام دہد''

(۳)......'''وبر ترک جہر واسرار سجدہ سہو نیست''

سوال: ۔جناب! سنت اور واجب کی تعریف اور ہر ایک کے جدا حکم پر صحیح حدیث پیش کریں؟ جہر اور سر کے چھوڑنے پر سجدہ سہو نہیں، یہ کس حدیث میں ہے؟

109 :۔ اور اگر امام کے پیچھے خود مقتدی کو سہو پیش آ جائے تو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔(ص68)(۱)

سوال: ۔مقتدی کے بارے یہ مسئلہ کس حدیث میں ہے اس پر صریح حدیث پیش کریں ؟اپنا قیاس اور اپنی رائے پیش نہ کریں۔ یہ بھی صریح حدیث سے بتائیں کہ مقتدی سجدہ سہو کب کرے؟ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد؟

110 :۔ سجود تلاوت شریعت کا مستقل حکم ہے حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ علیہ اور ان کے متبعین نے اس کے وجوب کا قول کیا ہے لیکن سجدہ تلاوت کرنے والے آدمی کے لئے نمازی کی صفت پر ہونا (یعنی بدن پاک ،کپڑے پاک ،جگہ پاک ،قبلہ رخ ہو، باوضو ہو، ستر چھپا ہوا ہو) شرط نہیں ہے اور جو بعض صحابہؓ سے مروی ہے وہ حجت نہیں ہے۔(ص68)(۲)

سوال :۔ہم پوچھ سکتے ہیں یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ سجدہ تلاوت کرنے والے آدمی کا نمازی کی صفت پر ہونا یہ بھی مسئلہ ہے اور نمازی آدمی کی صفت پر نہ ہونا یہ بھی مسئلہ ہے۔ لہٰذا اپنے اس مسئلہ پر اپنے دعویٰ کے مطابق صریح حدیث پیش کریں ؟اور یہ کس حدیث میں ہے کہ صحابہؓ کا قول وفتویٰ حجت نہیں ہے؟

111 :۔ جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑنے والا بھی کافر، واجب القتل ہے۔اس سے توبہ کرائیں۔ اگر انکار کرے تو فوراً اس کو قتل کر دیں(ص70)(۳)

---

(۱)......''واگر خود مؤتم را او رپس امام سہو نفس خود گردد بروے سجود سہو بنا بر دخول دراں سہو واجب باشد''

(۲)......''وسجود تلاوت شریعت قائمہ ست تا آنکہ ابو حنیفہ علیہ و اتباعش بوجوب آں رفتہ ......ولیکن بر اشتراط بودن ساجد بر صفت مصلی دلیلے نیامدہ ودر مروی از بعض صحابہؓ حجت نیست''

(۳)......وتارک صلاۃ عمدا کافر مستحق القتل ست و قتلش بر امام واجب او را بگیند کہ نماو بگذارا اگر ابا کند کشتہ شود و نیست وجہ از برائے تاخیر قتل تا سہ روز بلکہ بمجرد امتناع مقتول نمودہ آید۔

112:۔ حاصل یہ ہے کہ یہ نماز جمعہ ایک امام اور ایک مقتدی کے ساتھ صحیح ہو جاتی ہے ......اگر کسی جگہ صرف دو آدمی ہوں تو ایک خطبہ دے دوسرا سنے ۔بعدازاں ایک امام بن جائے دوسرا مقتدی اور نماز جمعہ ادا کریں تو صحیح ہے (ص 71ص 72،عرف الجادی ص 41)(۱)

113:۔ نماز جمعہ کا وقت زوال کی حالت میں اور زوال سے پہلے ہے۔(ص 71)(۲)

سوال: ۔کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں کبھی زوال کے وقت یا زوال سے پہلے جمعہ ادا کیا ہے؟ اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً فرمایا ہے کہ زوال کے وقت یا زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے؟

114:۔ نماز جمعہ بغیر خطبے کے جائز ہے ۔نواب صدیق حسن خان جمعہ کے متعلق لکھتے ہیں جس آدمی کا یہ گمان ہے کہ نماز جمعہ میں ایسی چیز کا اعتبار ہے جس کا اس کے علاوہ دوسری نماز میں اعتبار نہیں تو اس کی یہ بات دلیل کے بغیر نہیں سنی جائے گی ۔(مطلب یہ کہ نواب صاحب کے نزدیک اس پر کوئی دلیل نہیں)البتہ نماز جمعہ کی خصوصیت خطبہ ہے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں ''اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت بھی کسی ایک نماز جمعہ میں بھی اس خطبہ کو ترک نہیں کیا......نیز فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے جو نماز جمعہ مشروع کی ہے وہ یہ ہے پہلے خطبہ،اس کے بعد دو رکعت جمعہ ہے......یہ بھی تسلیم کرتے ہیں پس خطبہ جمعہ فرض ہے یہ سب کچھ لکھنے کے بعد آگے اپنی رائے لکھتے ہیں لیکن یہ بات کہ جمعہ کی شرائط میں سے خطبہ بھی ایک شرط ہے (یعنی یہ بات کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا)ایسا نہیں

---

(۱)......''وحاصل آنکہ این نماز بیک کس کہ باامام ست صحیح باشد'' ......وچوں در مکانے جز دو کس نباشند یکے برخاستہ خطبہ خواند و دیگر استماعش نماید پیش ہر دو جمعہ بگذارند''

(۲)......'''' وقت نماز جمعہ حال زوال وقبل اوست''

بلکہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔(ص72)(۱)

سوال: ۔ حدیث میں ذرا فرض اور شرط کی الگ الگ تعریف اور ہر ایک کا جدا جدا حکم دکھا دیں۔امتی کا قول ورائے پیش نہ کریں۔خطبہ کے بغیر جمعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے؟ اگر مخالف ہے تو پھر جمعہ صحیح کیسے؟ اس کے صحیح ہونے پر حدیث پیش کریں اور اگر صحیح نہیں تو اس پر بھی صریح حدیث پیش کریں۔

115:۔ نماز جمعہ کے خطبہ دینے والے خطیب اور سامعین کا باوضو ہونا شرط نہیں بلکہ اگر خطیب بے وضو خطبہ دے اور سامعین بھی بغیر وضو کے خطبہ سنیں اس کے بعد خطیب اور سامعین جا کر وضو کریں اور بعد میں نماز جمعہ ادا کریں تو بلا کراہت جائز اور صحیح ہے ۔ (ص72)(۲)

سوال: ۔ یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ کیا ساری زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت کسی ایک جمعہ میں ایسا کیا ہے کہ آپ بھی بغیر وضو کے خطبہ جمعہ دیں اور سامعین بھی بغیر وضو کے سنیں پھر خطبہ کے بعد وضو کر کے نماز جمعہ ادا کریں؟

---

(۱)......''ہر کہ زعم دارد کہ دراں چیزے معتبر ست کہ در غیر آں از نماز ہا معتبر نیست از وے ایں حرف مسموع نشود مگر بدلیل آرے متخصص بخطبہ ست'' ......''وایں خطبہ را رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ گاہ در ہیچ نماز جمعہ ترک نکردہ ......''پس نماز جمعہ کہ او تعالیٰ مشروعش ساختہ گزاردن دو رکعت با خطبہ پیش از نماز جمعہ ست' ......
......''پس خطبہ فریضہ خواہد بود'' ......''واما آنکہ خطبہ شرطے از شروط جمعہ ست فلا''

(۲)......''براشتراط طہارت خطیب و مستمعین خطبہ دلیلے نیست بلکہ صحیح ست کہ خطبہ خواند و محدث باشد وآنہا محدث باشند باز خطیب و مستمعان برخاستہ تطہر کردہ نماز بگزارند و ہمچنیں اشتراط عدالت خطیب بے دلیل ست''

116:۔ ’’عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہمیشہ ہمیشہ اسلام کا طریقہ خطبہ جمعہ عربی زبان میں دینے کا رہا ہے تاہم اس مبارک زبان کے علاوہ کسی بھی دوسری زبان میں خطبہ کے منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (ص 73)(۱)

یعنی نواب صاحب کے نزدیک ہر زبان میں خطبہ جائز ہے

سوال :۔ جناب! فرمایئے عہد نبوت سے لیکر نواب صدیق حسن خان کے دور تک پورے عالم اسلام کا خصوصاً حرمین شریفین کا متواتر عمل اور عملی اجماع ممانعت کی دلیل نہیں ؟ کیا خلافت راشدہ کے دور میں کسی بھی عجمی علاقے میں مقامی زبان میں خطبہ جمعہ دیا گیا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خطبہ جمعہ ہر زبان میں جائز ہے؟

117:۔ ’اگر ایک دن میں جمعہ اور عید اکٹھے ہو جائیں تو نماز عید کے بعد سب لوگوں کو نماز جمعہ کی رخصت (چھٹی) ہے اگر سب لوگ نماز جمعہ چھوڑ دیں تو انہوں نے رخصت پر عمل کیا اور اگر بعض لوگ ادا کر لیں تو وہ اجر کے مستحق ہیں لیکن نماز جمعہ کا ادا کرنا واجب نہیں نہ امام پر نہ اس کے علاوہ کسی اور پر۔ (ص 74)(۲)

سوال:۔ جناب! کیا یہ صراحتاً کسی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو رخصت دی تھی تو اعلان رخصت کے بعد یہ کیوں فرمایا 'اِنَّا مُجَمِّعُوْنَ''۔ معلوم ہوا یہ رخصت اہل دیہات کے لئے تھی ۔اسی صفحہ 78 پر نواب صاحب فرماتے ہیں ’’ورائے براحدی حجت نبود‘‘ اور کسی کی رائے کسی کے لئے حجت نہیں تو نواب صاحب کی رائے کیسے حجت ہو سکتی ہے؟

---

(۱)......’ورسم مستمر اسلام از زمن نبوت تا ایندم خواندن خطبہ ست بعبارت عربی گو در بلاد عجم باش وہر چند دلیلے مانع از غیر ایں لسان مبین مباش‘

(۲)......’’آرے جمعہ بعد از نماز عید رخصت ست از برائے ہمگناں اگر ہمہ مردم ترکش کردند عمل برخصت نمودند، واگر بعض بجا آوردند مستحق اجر اند ولیکن ایں اتیان واجب نیست نہ برامام ونہ بر غیر او‘

118:۔ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے ایک میل دور ہو تو اس پر قصر واجب ہے۔ باقی یہ بات کہ مسافت اتنی ہو یا اس سے زیادہ ہو اس پر کوئی دلیل نہیں (ص 75)(۱)

119:۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز عید میں قراءۃ جہراً کرتے رہے تاہم کوئی امام قراءۃ سراً کرے تو نماز صحیح ہے۔(ص 78)(۲)

سوال: جناب! یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش فرمائیں؟ اپنی رائے نہ سنائیں۔

120:۔ نماز عید فرض عین ہے نہ کہ فرض کفایہ۔(ص 78)(۳)

سوال: ۔جناب! حدیث میں فرض عین اور فرض کفایہ کی تعریف وتقسیم دکھادیں اور نماز عید کے فرض کفایہ ہونے کی صراحت بھی۔ اپنی یا کسی امتی کی رائے پیش نہ کریں۔

121:۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ نماز عید باجماعت پڑھتے رہے ہیں پھر بھی اگر تنہا تنہا پڑھی جائے تو صحیح ہے اور حضور ﷺ کا باجماعت پڑھنا کوئی حجت نہیں۔(ص 78)(۴)

سوال: ۔جناب! نماز عید تنہا پڑھنا صحیح ہے یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اور حضور پاک ﷺ کا دائمی عمل حجت نہیں یہ کس حدیث میں ہے؟

122:۔ ''خطبہ میں خطیب کا باوضو ہونا اور عید کے خطبہ میں سامعین کا خاموش رہنا دلیل شرعی سے ثابت نہیں بے وضو خطبہ دینا اور سامعین کا خاموش نہ رہنا صحیح ہے'' (ص 79)(۵)

---

(۱)......''پس ہر کہ قاصد سفر ست وے قصر کند نزد حضور نماز اگرچہ در میلے از شہر خود باشد واما نہایت سفر پس دلیلی برآنکہ سفر در خور قصر نماز تا کذا وکذا مسافت یا مافوق آن ست نیامدہ''۔

(۲)......''ہمچنیں ثابت از آنحضرت ﷺ جہر ست ولکن ایں جہر نافی صحت اسرار نیست''۔

(۳)......''نماز عید واجب ست بوجوب مؤکد علی الاعیان نہ علی الکفایہ۔

(۴)......''ونماز عید نمازے از نمازہا ست پس تنہا وباجماعت ہر دو صحیح باشد......ونگذاردن آنحضرت ﷺ مگر بجماعت صالح حجت نباشد''

(۵)......واین خطبہ از محدث مجزی باشد زیرا کہ دلیلی بر تطہیر خطیب نیست......وند بانصات درین خطبہ بنا بر آنست کہ فہم موعظت جز بخموشی نمی باشد ومشتغل بکلام غیر فاہم ست پس باین حیثیت مستحسن باشد نہ من حیث الدلیل زیرا کہ در خطبہ عید درین باب دلیلی نیامدہ۔

سوال :۔ جناب! یہ کس حدیث میں ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش کریں اپنی رائے مسلط نہ کریں۔

123:۔ عبداللہ بن عتبہؓ نے کہا ہے سنت یہ ہے کہ پہلے خطبہ کو لگا تار نو تکبیروں کے ساتھ شروع کرے اور دوسرے خطبہ کو سات تکبیرات کے ساتھ شروع کرے۔ نواب صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اس سنت سے سنت نبویؐ مراد ہے تو یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل حجت نہیں ہوتی ''واگر مراد سنت بعض صحابہؓ ست حجت بداں قائم نگردد'' اور اگر بعض صحابہؓ کی سنت مراد ہے تو اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔ (ص79)(۱)

سوال :۔ جناب! مرسل حدیث کی تعریف اور اس کا حکم حدیث میں دکھائیں؟ اور بعض صحابہؓ کی سنت حجت نہیں۔ یہ کس حدیث میں ہے؟

124:۔ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں وہ دس ذی الحجہ اور دو دن اس کے بعد یعنی 12 اور 13۔ (ص80)(۲)

سوال :۔ جناب! جو غیر مقلدین قربانی کے چار دن بتاتے ہیں وہ سچے ہیں یا نواب صدیق حسن خان سچے ہیں؟

125:۔ نواب صدیق حسن خان صلوٰۃ التسبیح کے متعلق لکھتے ہیں کہ صلوٰۃ التسبیح کی حدیث کے بارے اختلاف ہے بعض نے اس کو موضوع کہا ہے اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے 'اور جس آدمی کو کلام نبوت کے ساتھ مناسبت ہے وہ یقیناً اس نماز کی

---

(۱)......وآنکہ عبداللہ بن عتبہ گفتہ سنت آنست کہ خطبہ رابنہ تکبیرات تتری بیاغاز دوثانیہ رابہفت تکبیر تتری بکشاید اگر مراد سنت نبوی ست حدیث مرسل باشد و مرسل حجت نیست واگر مراد سنت بعض صحابہ ست حجت بدان قائم نہ گردد مگر آنکہ اجماع صحابہ باشد۔

(۲)......''ایام تشریق ایام نحر ست وآں روز نحر و دو روز بعد از وست''

حدیث کے متعلق ایک چیز اپنے دل میں پاتا ہے اور اللہ سبحانہ نے امر دین میں بڑی وسعت رکھی ہے لہٰذا صحت وضعف اور وضع کے چکر میں کیوں پڑتے ہیں جس چیز کا کرنا صحیح طور پر پایہ ثبوت تک پہنچا ہوا ہے یا اس فعل کے کرنے کی ترغیب موجود ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور بہت عمدہ ہے تو اس چیز کو کیوں لازم نہ کریں (ص 82)(۱) یعنی صلوٰۃ التسبیح صحیح طور پر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اس کی ترغیب ہے اور بہت عمدہ ہے لہٰذا اس کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے اور صحت وضعف اور وضع کے تردد و چکر میں نہ پڑنا چاہیئے۔

سوال: ۔جناب! نواب صدیق حسن خان کی یہ بات قرآن وسنت کے موافق ہے یا مخالف۔اگر موافق ہے تو موافقت والی آیات واحادیث پیش کریں اور اگر مخالف ہے تو وہ آیات واحادیث پیش کریں یہ حکم جن کے خلاف ہے۔اور جو غیر مقلدین صحت وضعف کے چکر میں ہیں ان کا حکم کیا ہے؟

126: تراویح با جماعت سے پتہ چل گیا کہ رمضان کی راتوں میں نوافل کی جماعت سنت ہے نہ کہ بدعت۔(ص 83)(۲)

سوال: ۔جناب! نواب صاحب دیگر نوافل کو تراویح پر قیاس کر کے ماہ رمضان میں تمام نوافل کی جماعت کو سنت کہہ رہے ہیں۔یہ قیاس ہے یا حدیث ہے؟ اگر کوئی حدیث ہے

---

(۱)...... مردم را در حدیثی کہ در صلاۃ التسبیح آمدہ اختلاف ست تا آنکہ بعض ائمہ موضوعش گفتہ اند وجماعتی گفتہ ضعیف ست عمل بدان حلال نیست' ہر کہ را ممارستے بکلام نبوت ست لابد از حدیث ایں نماز در دل چیزے می یابد واو سبحانہ در امر سعت گردانیدہ پس چرا در متردد میں صحت وضعف ووضع می باید افتاد ملازمت چیزے کہ فعل آں بصحت رسیدہ یا ترغیب در فعل آں آمدہ ودراں ہیچ شک وشبہ نیست وکثیر طیب ست چرانمی باید کرد''

(۲)...... 'واز ینجا شناختہ باشی کہ تجمیع در نوافل در لیالی رمضان سنت ست نہ بدعت۔

جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں تمام نوافل کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہو تو وہ پیش کریں؟ کیونکہ غیر مقلدین کے نزدیک سنت رسول کے لیے صرف فعل رسول کافی نہیں بلکہ فعل رسول کے ساتھ امر رسول بھی ہو اور اگر محض قیاس ہے تو وہ غیر مقلدین کے نزدیک شیطان کا کام ہے۔

127: اہل علم کی ایک جماعت نے اس نماز تراویح کی بیس رکعت مقرر کی ہیں یہ تعداد ثابت نہیں ہے لیکن یہ ایسی چیز ہے جس پر یہ بات سچی آتی ہے کہ یہ باجماعت نماز ہے اور رمضان میں ہے پس اس پر بدعت ہونے کا حکم کیوں لگایا جائے۔ (ص 83)(۱)

سوال:۔ جناب! جب بیس کا عدد ثابت ہی نہیں تو پھر بدعت کہنے سے انکار کیوں ہے؟ کیا یہ حدیث میں ہے کہ جو عمل قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو اس کا التزام، اس پر دوام بدعت نہیں؟

128:: قریب المرگ آدمی کو شہادتین کی تلقین کرنے کا حکم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے یہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں اپنے مُردوں (قریب المرگ) کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرو اور اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں۔ امام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تلقین کرنے کا یہ امر استحبابی ہے یعنی تلقین کرنا مستحب ہے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ لیکن نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ امر وجوبی

---

(۱)...... واما آنکہ جمع از اہل علم ایں نماز را بست رکعت قرار دادہ اند...... ایں عدد بخصوصہ ثابت نشدہ ولیکن منجملہ چیزیست کہ براں ایں معنیٰ صادق ست کہ انہ صلوٰۃ وانہ جماعۃ وانہ فی رمضان پس حکم بتبدیع آں یعنی چہ؟۔

ہے یعنی تلقین کرنا فرض ہے کیونکہ وجوب سے استحباب کی طرف پھیرنے کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔(ص 84)(۱)

سوال :۔ جناب! ارشاد فرمایئے کہ علماء کا اجماع کسی معنیٰ کے لئے قرینہ کیوں نہیں بن سکتا۔ سب علماء کا اجماع ہے کہ یہ امر استحباب کے لئے ہے مگر نواب صدیق حسن خان کی رائے یہ ہے کہ یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ نواب صاحب اجماع کو دلیل تو کجا معنیٰ کے متعین کرنے کے لئے قرینہ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کیا اجماع علماء کو دلیل یا قرینہ بنا نے سے قرآن وحدیث میں منع کیا گیا ہے۔ ذرا اس کی صریح دلیل پیش کریں؟

129: اعضاء میت کو نرمی کے ساتھ ملنے اور ٹھوڑی کو باندھنے کے متعلق کوئی حدیث وارد نہیں مگر یہ عمل اچھا اور نیک ہے۔(ص 84)(۲)

سوال :۔ جناب! فرمایئے کیا اہل حدیث علماء کے اصول کی روشنی میں جو عمل کسی حدیث سے بھی ثابت نہ ہو وہ عمل اچھا اور نیک ہو سکتا ہے؟

130: اگر مردہ کے پیٹ میں مال ہو خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس کے نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنا جائز ہے اگر چہ اس سے مردہ کو تکلیف ہو کیونکہ مال کا اس کے پیٹ میں رہ جانا بہت برا ہے اور ضائع کرنا ہے اور اضاعت مال سے منع کیا گیا ہے خواہ یہ مال قلیل ہو یا کثیر اس میں کوئی فرق نہیں۔ رہی مردہ کو تکلیف کی بات تو چونکہ اس نے اپنی جان پر خود جنایت

---

(۱)......''وامر بتلقین شہادتین بمحتضر در حدیث ابی سعید نزد مسلم وغیرہ بلفظ ''لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' ثابت شدہ ودریں باب حدیثہا ست نووی گفتہ وایں امر بتلقین امر ندب ست وعلماء براں اجماع کردہ انداہ گویم ظاہر امر وجوب ست وقرینہ صارفہ ازاں موجود نیست''

(۲)......''ودر تلیین برفق وربط بذقن میت چیزے نیامدہ مگر عمل حسن ست''

کی ہے اس لئے تکلیف ہوتی ہے تو ہوتی رہے اس میں کوئی حرج نہیں ۔(ص85)(۱)

سوال :۔ (1) یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ اس پر صریح حدیث پیش کریں (2) مردہ کی تکلیف سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صدیق حسن خان مردہ میں حیات مانتے ہیں جبکہ مولانا بدیع الدین راشدی اور مولانا عبداللہ ناصر صاحب کے رسالہ ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہئے'' میں لکھتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کو قبر میں حیات ماننا شرک اور ماننے والے مشرک ۔ غیر مقلدین کے اس عقیدہ کے مطابق نواب صدیق حسن خان مشرک ہوئے ہیں یا نہیں؟ وہ اہل حدیث+مشرک ہیں یا مشرک+اہل حدیث؟ ان کی ذرا شرعی حیثیت متعین کریں۔

131: علماء نے جس چیز کا نام کفر تاً ویلی رکھا ہوا ہے وہ بلا دلیل ہے اور اس کا سبب مسلمانوں میں پائی جانے والی معصیت (باہمی منافرت) ہے حتیٰ کہ باہمی حسد وعداوت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھتے ہیں حالانکہ ایک یا چند مسائل میں خطا کی وجہ سے آدمی دائرہ اسلام سے نہیں نکلتا۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ اجتہادی خطا عقائد میں ہو یا فروعی مسائل میں، ایک اجر کا ذریعہ ہے اور اگر اجتہاد درست ہو تو دو اجر ہیں۔ اس حدیث کو بعض مسائل کے ساتھ خاص کرنے کی تخصیص بلا مخصص ہے اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔(ص86)(۲)

---

(۱)......''اگر معلوم شد مال در شکم نہادہ شق آں منہی عنہ نباشد گو مُردہ متالم شود زیرا کہ......بقاء مال در بطن منکر اعظم ست واضاعتش منہی عنہ وچوں میت بایں کار جانی بر جان خود ست در تالیم وے حرج نباشد ونیست فرق درمیان قلیل مال وکثیر آں زیرا کہ کم باشد یا بسیار ہمہ منکر واضاعت ست''

(۲)......''وآنرا کہ کفر تاً ویل نامند بے اصول ست وایں امر ناشی از معصیت کائنہ میان طوائف مسلمین ست تا آنکہ بعض باغض بعض ببغی وعدوان شدہ اند، وخطا دریک مسئلہ یا چند مسائل موجب خروج مخطی از عصمت اسلام نیست بلکہ حق آنست کہ خطا در اجتہاد بدوں فرق میان مسائل اصول وفروع مثبت اجر ست از برائے صاحب او ومصیب را دو اجر وہر کہ ایں حدیث را خاص ببعض مسائل کردہ تخصیص بلا مخصص نمودہ ودعویٰ بلا برہان آوردہ''

سوال:۔ جناب! یہ کس حدیث میں وضاحت ہے کہ کتاب وسنت میں جو چاہیں تأویل کرتے رہیں اس پر کبھی کفر عائد نہیں ہوتا اور عقائد قطعیہ ہوں یا ظنیہ مطلقاً عقائد میں اجتہادی غلطی پر ایک اجر ہے؟ اگر نواب صاحب کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو ہر باطل فرقہ کو تحفظ مل جاتا ہے بلکہ اس کو مأجور ہونے کی سند مل جاتی ہے۔ایسے لگتا ہے کہ انگریز نے برصغیر کے اندر اپنے دور اقتدار میں اشتہار آزادی مذہب شائع کر کے نئے پیدا ہونے والے باطل فرقوں کو قانونی تحفظ فراہم کیا تو نواب صدیق حسن خان جیسے مفاد پرست علماء نے کتاب وسنت میں تأویلات بلکہ تحریفات کا دروازہ کھول کر اور عقائد قطعیہ تک میں اجتہادی غلطی پر ایک اجر کی بشارت سنا کر باطل فرقوں کی تأویلات باطلہ اور عقائد فاسدہ کے لئے شرعی جواز پیدا کرنے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے۔آج قرآن وحدیث میں تحریف اور قرآن وحدیث کے نام پر جو کچھ اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ باطل فرقے ظلم وستم کر رہے ہیں یہ ہر ایک کو حق تحقیق اور قرآن وحدیث میں من چاہی تأویل وتشریح کے جواز فراہم کرنے کا نتیجہ ہے۔کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن وحدیث میں کوئی جیسے تأویل کرے اس پر کفر لازم نہیں آتا؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عقائد خواہ قطعیہ یا ظنیہ ان میں اجتہادی غلطی پر اجر ہے؟ قادیانی مذہب کی بنیاد قرآن وحدیث میں کفریہ تأویلات پر ہے۔اگر قرآن وحدیث میں تأویل کفر نہیں ہے تو فرمایئے کہ قادیانی کافر ہیں یا نہیں؟ منکرین حدیث قرآن میں تأویلات کفریہ کر کے بہت سارے احکام اسلام سے انکار کر رہے ہیں۔ان کی تأویلات کفریہ اور ان کی بنیاد پر احکام اسلام کا انکار یا احکام اسلام میں تحریف کفر ہے یا نہیں؟

132: آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں جو چیز ثابت ہے وہ نماز جنازہ باجماعت ہے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل بھی ہے لیکن چونکہ قانون یہ ہے کہ ہر نماز تنہا

پڑھنا صحیح ہے اس لئے جنازہ پر تنہا نماز پڑھنا بھی صحیح ہے۔(ص 90)(۱)

سوال :۔ جناب!(1) یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پوری زندگی نماز جنازہ جماعت کے ساتھ پڑھتے رہے لیکن اگر اس کے برخلاف کوئی آدمی تنہا نماز جنازہ پڑھ لے تو وہ صحیح ہے؟

(2) اگر آنحضرت ﷺ زندگی بھر ایک عمل کرتے رہے اگر کوئی آدمی اس کے خلاف عمل کرے تو اس کا نام اتباع رسول ہے یا مخالفت رسول؟ اگر مخالفت رسول ہے تو وہ عمل کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے اس عمل کے صحیح ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ مخالفت رسول صحیح ہے؟

(3) کیا اہل حدیث وہی ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے دائمی عمل کے خلاف عمل کو صحیح بتائے

133: میں نے مانا کہ آنحضرت ﷺ سے نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں ثابت ہیں مگر وہ بہت نادر اور قلیل ہے اور احکام میں اعتبار آنحضرت ﷺ کے اس اعم واغلب عمل کا ہوتا ہے جو آپ ﷺ سے ثابت ہو خصوصاً جب کہ اس پر صحابہ کرامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ کا اجماع بھی چار تکبیروں پر موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عمداً نماز جنازہ کی چار تکبیروں میں کمی، بیشی کرنا بدعت ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز جنازہ فاسد ہے۔(ص 91)(۲)

سوال: ۔ (1) جناب! غیر مقلدین کے نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ کی تکبیریں چار ہیں ان میں عمداً کمی بیشی کرنا بدعت ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کے صادق سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں نماز جنازہ کی تکبیریں چار، پانچ، چھ بھی کہہ سکتے ہیں

---

(۱)...... ''وہر چہ ثابت از آنحضرت ﷺ در زمن مبارکش تجمیع ست ولکن چوں اصل در ہر نماز صحت فرادیٰ ست اگرچہ جماعت افضل ست پس تنہا نماز کردن بر جنازہ صحیح باشد''

(۲)...... '''وگر فتیم کہ وقوع پنج از آنحضرت ﷺ بر جہت ندرت وقلت بودہ پس درخور اعتماد اعم واغلب باشد کہ از آنحضرت ﷺ ثابت شدہ ولاسیما بعد از اجماع صحابہؓ ومن بعدھم بر چہار وبالجملہ کم وبیشی از چہار ابتداع ست اگر عمداً کند نہ سہواً واما آنکہ نماز ایں کم وبیشی فاسد میگردد پس فسادش صحیح نیست''

(مسلم و بخاری)(صلوٰۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص 441)۔صدیق اور صادق میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے؟

(2) کیا اگر نماز جنازہ یا کسی دوسری نماز میں عمداً بدعت شامل کرلی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی؟ یہ کس حدیث میں ہے؟

(3) صادق سیالکوٹی صاحب بخاری و مسلم کی حدیث کے حوالہ سے جس عمل کو ثابت کررہے ہیں اس کے مطابق صدیق حسن خان منکر حدیث ثابت ہوتے ہیں یا اہل حدیث؟

134: اور تجہیز و تکفین میں جلدی کا حکم احادیث ضعیفہ سے ثابت ہے لیکن یہ ضعف ان کے حجت ہونے میں رکاوٹ نہیں اور جنازہ میں جلدی کرنے کی احادیث اس کا شاہد ہے۔ (ص85)(۱)

سوال: ۔جناب! غیر مقلدین کے مذہب کی اساس اس اصول پر ہے کہ ''ضعیف حدیث مردود صحیح حدیث مقبول'' کیا خیال ہے نواب صدیق حسن خان ضعیف یعنی مردود حدیث کو حجت مان کر مردود ہوئے ہیں یا نہیں؟ اگر مقلدین کی پیش کردہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس کو خواہ مخواہ ضعیف قرار دے کر مردود ٹھہرایا جاتا ہے اور اگر غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث واقعۃً ضعیف ہو تو وہ حجت بن جاتی ہے۔ یہ فرق کس حدیث میں ہے؟

135: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں قمیص شامل کرنا صحابہ کرامؓ کا فعل ہے اور اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوسکتی (ص88)(۲)

136: ''تعزیت موت سے پہلے اور موت کے بعد ہر طرح صحیح ہے'' (ص97)(۳)

---

(۱)...... ''وامر بتعجیل تجہیز باحادیث ضعیفہ ثابت شدہ لیکن قادح در احتجاج نیست واحادیث اسراع بجنازہ شاہد اوست''

(۲)...... ''ولکن این فعل حاضرین صحابہ بود و حجت بداں غیر قائم ست''

(۳)...... تعزیت عام ست از آنکہ نزد موت یا نزد حضور علامات یا بعد از مرگ کنند چہ تعزیت تسلیہ ست۔

سوال :۔موت سے پہلے تعزیت کے صحیح ہونے پر صریح حدیث پیش کریں؟

137: یہ بعض صحابہؓ کا فعل ہے جو حجت کے لائق نہیں ہے۔(ص 95)(۱)

سوال :۔صحابہؓ کا فعل حجت نہیں۔یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا غیر مقلدین کی اپنی رائے ہے؟

138: ’’جس شخص کے پاس عید الفطر کے ایک دن کا بقدر ضرورت خرچہ موجود ہے اوراس سے زائد صدقۃ الفطر کی مقدار بھی موجود ہوتو وہ غنی ہے اس پر صدقۃ الفطر دینا واجب ہےاور لینا حرام ہے‘‘(ص116)(۲)

سوال :۔اس پر صریح حدیث پیش کریں؟

139: ’’موقوفات صحابہ حجت نہیں ہیں‘‘(ص129)(۳)

سوال:۔اس پر صریح حدیث پیش کریں۔

140: خلاصہ یہ ہے کہ صحابہؓ کی تفسیر حجت نہیں ہے۔(ص139)(۴)

سوال :۔یہ کس حدیث کا ترجمہ ہے؟ حالانکہ مستدرک حاکم ص123 ج1 میں ہے ’’**وتفسیر الصحابی عندھما مسند**‘‘ صحابی کی تفسیر بخاری ومسلم کے نزدیک حدیث مرفوع کے حکم میں ہے:ناقل

141: ’’عورت کا نفس اور مال دونوں مرد کے حکم کے ماتحت ہیں‘‘(ص174)(۵)

---

(۱)...... ’’ایں فعل بعض صحابہ بحجت نیرزد‘‘

(۲)......وادلہ مذکورہ مفید آنست کہ معتبر وجود قوت یوم حاضرست ہرکہ آنرا با زیادت یابد وی فطرہ برآرد وہرکہ جز قوت یکروز نیابد بروی فطرہ نیست۔

(۳)......وآنچہ موقوف بربعض صحابہ ست دران حجت نیست۔

(۴)......’’وحاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہؓ غیر قائم ست‘‘

(۵)......نفس ومال زن زیر حکم زوج ست۔

سوال:۔اس پر صریح حدیث پیش کریں؟۔

142: ''رانوں اور چوتڑوں کے اوپر اوپر انتفاع کے جواز میں کوئی شک وشبہ نہیں۔یہ سنت صحیح سے ثابت ہے''(ص175)(۱)

سوال:۔اس پر صحیح،صریح حدیث پیش کریں۔؟

143: ''شرم گاہ کے اندرونی حصے کو دیکھنا بلا کراہت جائز ہے''(ص175)(۲)

144: ''دریا کے تمام جانور زندہ ہوں یا مردہ سب حلال ہیں مگر طافی''(ص333)(۳)

145: ''ناخن اور دانت کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ ذبح کرنے سے کچھ خون نکل آئے تو وہ جانور حلال ہے۔خواہ رگیں نہ کٹی ہوں کیونکہ ذبح کے لئے رگوں کا کاٹنا شرط نہیں ہے (ص337) (۴)

146: ''ذبح کے لئے گلے پر چھری پھیرنا شرط نہیں ران وغیرہ بدن کے کسی بھی حصہ سے خون نکل آیا تو وہ جانور حلال ہے(ص337)(۵)

---

(۱)......در جواز استمتاع وغیرہ از فخذین وظاہر الیتین ونحو آن خود ہیچ شک وشبہ نباشد وسنت صحیحہ بدان وارد گشتہ۔

(۲)......وہمچنین دلیلی بر کراہت نظر در باطن فرج نیامدہ۔

(۳)......حلال ست از بحری انچہ زندہ ومردہ گرفتہ شود۔

(۴)......آنچہ دال باشد بر اشتراط فری اوداج در مرفوعی ثابت نشدہ......واین دال ست بر حصول تذکیۃ شیٔ بانہار دم پس حلال باشد اگر چہ بریدن اوداج حاصل نشود۔......صحیح ست تذکیہ بحدیدہ یا حجر یا شقہ عصا یا بانچہ منہر دم باشد کائنا ما کان مادام کہ سن یا ظفر نبود۔

(۵)......وآنچہ دال باشد بر اشتراط فری اوداج در مرفوعی ثابت نشدہ......ودر صحیحین وغیرہما از حدیث رافع بن خدیج آمدہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما انہر الدم وذکر اسم اللہ تعالی علیہ فکلوا ما لم یکن سنا او ظفرا و ہیں دال ست بر حصول تذکیہ شیٔ بانہار دم پس حلال باشد اگر چہ بریدن اوداج حاصل نشود۔

147: ''خشکی کے وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں خون نہیں ہے'' (ص348)(۱)

148: ''مرد وزن دونوں چاندی کے زیور پہن سکتے ہیں'' (ص356)(۲)

149: ''ایک بکری کی قربانی گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہے اگر چہ سو آدمی کیوں نہ ہوں'' (ص341)(۳)

اہلحدیث مذہب قبول کرنے کیلئے سنی نوجوان کی شرط

نواب صدیق حسن خان کا درجہ غیر مقلدین کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے برابر ہے اورنواب نور الحسن کا درجہ امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے کم نہیں ۔ بدور الاہلہ غیر مقلدین کی کتاب نہ ہو میں ذمہ دار۔ اگر اس میں یہ مسائل نہ لکھے ہوں تو میں ذمہ دار۔ اور اگر یہ کتاب بھی غیر مقلدین کی ہے اس میں مذکورہ مسائل بھی لکھے ہوئے ہیں تو میرا صاف ستھرا سوال یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کے یہ مسائل صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔ اپنے دعوے کے مطابق آپ ان میں سے کسی مسئلے کو قرآن وحدیث کے ثبوت کے بغیر نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غلط۔ دیدہ باید:

غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ: ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں ایک بار نہیں بار بار۔

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س جناب آپ اپنے ان محدثین مجتہدین کو رحمۃ اللہ کہیں یا لعنت اللہ: یہ آپ کا اور آپ

---

(۱)......واما آنچہ از بری خون ندارد پس شناختہ کہ قرآن دال ست براصلیت حل۔

(۲)......تحلی بفضہ مختص بنساء نیست بلکہ رجال ونساء دران برابراند۔

(۳)......وحق آنست کہ یک گوسفند از تمام مردم خانہ مجزی وبسند ست اگر چہ صد کس چرا نباشند۔

کے ان اکابرین کا معاملہ ہے جنھوں نے آپ حضرات کو بے علم ہونے کے باوجود اجتہاد کی لائن پر لگایا ویسے آپ لوگوں نے اپنے بڑوں کے ساتھ رئیس کے ریچھ والا معاملہ کیا ہے۔

لطیفہ

ایک رئیس نے اپنی خدمت کیلئے ایک ریچھ پال رکھا تھا جب وہ سوتا تو ریچھ اس سے مکھیاں جھلا کرتا ایک روز اتفاق سے مکھیوں نے بہت زور کیا۔ ریچھ مکھیاں اڑاتے اڑاتے تنگ آ گیا اس نے دل میں کہا اچھا میں تمھارا علاج کرتا ہوں جب مکھیاں اچھی طرح آقا کے منہ پر جمع ہوگئیں تو اس نے بڑا سا پتھر لا کر ان مکھیوں کو جو مارا آقا کا منہ چکنا چور کر دیا۔ تم بھی ان مسائل سے جان چھڑانے کیلئے اپنی اکابرین پر لعنت کر کے' ان کو سکھ بے ایمان کہہ کے ان کے علم وایمان اور انکی اہل حدیثی کا کچومر نکال دیتے ہو۔ کیا انھوں نے تمھیں اس لائن پر اسی لیے چلایا تھا؟ بئس للظالمین بدلا (برا ہے ظالموں کے لئے بدلہ) لیکن آپ کے اپنے اکابرین پر لعنت کرنے سے انکو سکھ بے ایمان کہنے سے میں نہ مطمئن ہوسکتا ہوں نہ اہل حدیث مذہب قبول کرسکتا ہوں۔

غیر مقلدین کا سنی نو جوان سے استفسار

غ: اچھا آپ بتائیں آپ کیسے مطمئن ہوں گے اور کیسے مذہب اہلحدیث قبول کریں گے؟

سنی نو جوان کا جواب

س: اس طرح کہ آپ لوگ اپنے آپ کو سچا اہل حدیث ثابت کر دیں اس طور پر کہ یہ مسئلے جو تمھارے ہی اکابرین کے لکھے ہوئے ہیں اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر' اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کر دیں۔

غ: ہمارے سچے ہونے کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ یہ مسائل خبیثہ بے شک ہمارے

بڑے بڑے اہل حدیث علماء نے لکھے ہیں پھر بھی ہم ان کی شخصیت اور علم سے مرعوب ہوئے بغیر ان پر لعنت کر رہے ہیں اور ان کے مسائل کو رد کر رہے ہیں آپ ذرا اپنے علماء پر لعنت کر کے دکھائیں۔

س: بہت اچھا اگر آپ کے سچے ہونے کی یہی دلیل ہے تو میں اہل حدیث حضرات کے چند مسائل اور بھی پورے ثبوت اور ذمہ داری کے ساتھ بتاتا ہوں تاکہ آپ کے لعنت کرنے سے آپکا سچا ہونا ثابت ہو جائے اور آپکے اکابرین کو اپنے کیے کا یعنی غیر مجتہدین کو مجتہدین کی تقلید سے باغی بنانے اور ان کو اپنے جاہلانہ اجتہاد کے غرور میں مبتلاء کرنے کا صلہ مل جائے اور آپ کے قرآن اور حدیث والے دھوکہ سے بچ کر مقلدین کا دین و ایمان محفوظ ہو جائے۔

مسائل فتاوی نذیریہ

1۔ اہلحدیث کے نزدیک منی پاک ہے (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۳۴۵)

2 ۔ کنویں میں کتا گرنے سے پانی کا رنگ' بو' مزہ بدل جائے تو ناپاک ہے ورنہ پاک ہے۔ (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۳۳۸ : فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۶۱۴)

3 ۔ نماز میں سر ڈھانپنا ضروری نہیں ہاظن یہ مسنون امر ہے اگر کرے تو اولی ہے نہ کرے تو عقاب نہیں اللہ پاک نے فرمایا ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد اس آیت پاک سے ثابت ہوا کہ ٹوپی وعمامہ سے نماز پڑھنا اولی ہے کیونکہ لباس سے زینت ہے۔ (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۲۴۰)

4 ۔ (قرآن) پڑھنا اجرت کے ساتھ نماز ترحمہ اللہ علیہ میں جائز ہیاور ثواب ہوگا۔ (ج ا ص ۶۴۲)

5 ۔ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں۔ (ج ا ص ۳۲۷)

6 ۔ داڑھی اتنی نہ بڑھ جائے کہ بدنما ہو جائے (ج ۳ ص ۳۶۱)

7 ۔ امام ناچ گانا کی محفل میں شریک ہو بازاری طوائف کے رشتہ دار کے تیجے وغیرہ کا کھنا کھائے قرآن پڑھ کر طوائف سے نذرانے حاصل کرے......دوستوں کے سامنے ظاہر کرے کہ کسی عورت سے میری ملاقات ہے۔ دوست اس کے سامنے اس کی بری حرکت کا ذکر کریں اور اس سے دریافت کریں تو وہ جواب دے کہ تم کو تین ماہ سے معلوم نہیں۔ اجرت نہ ملنے پر نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کردے۔ میت کو غسل دیتے ہوئے کوئی چیز

میت کی چرالے۔ اگر کسی نے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز جائز ہے۔

(ج ا ص ۳۹۳‘ ۳۹۴)

8 ۔ رفع یدین میں لڑنا جھگڑنا جہالت اور تعصب ہے کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں اور دونوں طرح کے دلائل موجود ہیں۔

(ج ا ص ۴۴۱)

9 ۔ ایک امام مثلاً ظہر کی نماز ایک مسجد میں پڑھادے پھر دوسری مسجد میں جا کر وہی نماز پڑھادے تو دونوں جماعتیں درست ہیں (ج ا ص ۴۷۷)

بلکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایک ہی امام ایک نماز کی ایک وقت میں جتنی جماعتیں کرادے درست ہے۔ ناقل۔

10 ۔ تشہد میں اخیر تک انگلی اٹھانا سنت ہے (ج ا ص ۵۰۲)

11 ۔ بوقت ضرورت نماز میں چلنے پھرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی (ج ا ص ۵۰۸)

12 ۔ فجر کی سنتوں کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا مستحب ہے (ج ا ص ۵۲۸)

13 ۔ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا درست ہے۔ (ج ا ص ۵۶۴ : فتاوی ثنائیہ ج ا ص ۵۰۶)

14 ۔ اس میں یعنی میت کو کھینچنے میں اذیت و تکلیف میت کو پہنچے گی اور میت مسلم کو اذیت و تکلیف دینی حرام اور ممنوع و موجب گناہ ہے۔ (ج ا ص ۶۵۱)

15 ۔ قراءت قرآن اور تمام عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا از روئے دلیل کے زیادہ قوی ہے۔ (ج ا ص ۷۱۸)

16 ۔ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جائز ہے (ج ۳ ص ۲۹۸)

17۔ کسی حدیث سے کسی مجتہد کا دلیل پکڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث اس کے نزدیک صحیح وقابل استدلال ہے۔(ج ۳ ص ۳۱۶)

18۔ داڑھی کا دراز رکھنا بقدر ایک مشت کے واجب ہے(ج ۳ ص ۳۵۹)

19۔ عبداللہ بن عمرؓ کا داڑھی کو ترشوانا اور بقدر ایک مشت رکھنا حج اور عمرے کے ساتھ خاص نہیں تھا بلکہ وہ داڑھی بڑھانے کے حکم کو اس حالت پر محمول کرتے تھے کہ داڑھی طول وعرض میں زیادہ بڑھ کر صورت کو بھدی اور بدنمانہ کردے(ج ۳ ص ۳۶۱)

20۔ مردوں کیلئے چاندی کا وہ زیور جائز ہے جو عورتوں کے ساتھ مخصوص نہ ہو(ج ۳ ص ۳۸۳)

21۔ خطبہ جمعہ ہر زبان میں جائز ہے(ج ۱ ص ۶۱۳)

22۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ صحابہؓ 'تابعین وغیرہ نے خطبہ جمعہ پر دوام کیا ہے اس کے باوجود خطبہ جمعہ ترک کرنے سے نماز جمعہ میں کچھ خلل شرعی واقع نہیں ہوتا (ج ۱ ص ۶۱۶)

23۔ عمر فاروقؓ کے زمانے میں بیس تراویح پر صحابہ کا اجماع ہو گیا لہذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہیا اور علیکم بسنتی کا منکر ہے اور دوزخی ہے۔(ج ۱ ص ۶۳۴)

24۔ کوئی آدمی اپنی بہو سے بدکاری کرتا رہے تو اس کے بیٹے کے نکاح پر کچھ اثر نہیں پڑتا(ج ۲ ص ۴۲۷)

25۔ عورت کو زیر ناف بال استرے سے صاف کرنے چاہئیں۔اکھاڑنے سے محل ڈھیلا ہو جاتا ہے(ج ۳ ص ۳۵۲)

26۔ زانیہ (بدکاری کا پیشہ کرنے والی عورت) کی بنائی ہوئی مسجد کا حکم بھی عام مساجد کی طرح ہے اور اس میں نماز پڑھنا درست ہے۔(ج ۱ ص ۳۷۳)

27 ۔ ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا پھراس عورت کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرلیااور نکاح کے بعد ماں بیٹی دونوں کے ساتھ وطی کرتا رہے تو نکاح میں کوئی فرق نہیں آتا (ج۲ص۴۳۰)

28 ۔ ضرورت شدیدہ کے وقت محرمات کیلئے (بوڑھے اور جوان کے) قابل ستر مخفی حصوں کی طرف دیکھنا ان کومس کرنا (اور مالش کرنا) جائز ہے۔ (ج۳ص۱۷۶)

29 ۔ گائے وغیرہ کو ذبح کیا اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلا تو وہ حلال ہے۔ (ج۳ ص۳۰۷)

30 ۔ حلال جانور کے تمام اجزاء حلال ہیں۔ان کی کوئی چیز حرام نہیں البتہ دم مسفوح یعنی جاری خون حرام ہے۔باقی آلہ تناسل' خصیئے' مادہ کی پیشاب گاہ' غدود' مثانہ' پتہ وغیرہ سب حلال ہیں۔ان کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ (ج۳ص۳۲۰ '۳۲۱)

31 ۔ اگر شبہ ہو کہ ذبح کے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھاتے وقت پڑھ لے۔ (ج۳ص۳۱۸)

32 ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات ومعاملات میں صحابہ کرامؓ کی مخالفت کا مفروضہ قائم کر کے فتوی لکھا کہ ایسی صورت میں صحابہ کرامؓ کے قول پر عمل کرنا نا جائز اور گناہ ہے۔ (ج۱ص۱۶۵)

33 ۔ غیر مقلدین کے نزدیک کنوئیں میں خنزیر یا کتا پھولا پھٹا ہوا پڑا ہے لیکن پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ نہیں تبدیل ہوا تو وہ پاک ہے۔اس کے خلاف حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ایک فتوی کو رد کرتے ہوئے میاں نذیر حسین فرماتے ہیں اگر اس فتوی کو سند کے اعتبار سے صحیح تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی اس کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔ کیونکہ صحابی کا قول حجت نہیں ہوتا۔ (ج۱ص۳۴۰)

34 ۔ غیر مقلدین کا فتوی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ثابت نہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا ہے ۔اس کورد کرتے ہوئے غیر مقلد محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہاں حضرت ابن عمرؓ کا عمل ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا بسند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمرؓ کا فعل ہے۔(اور صحابی کا فعل حجت نہیں)(ج ا ص ۴۵۵)

35 ۔ آیہ اذا نودی للصلاۃ اور حدیث کہ ہر مسلمان پر نماز جمعہ باجماعت واجب ہے سوائے غلام ,عورت لڑکے ,اور بیمار کے۔اس سے میاں نذیر حسین نے اجتہاد کر کے کہا کہ جمعہ ہر جگہ فرض ہے پھر اپنے اس اجتہاد کا نام رکھا قرآن وحدیث۔ان کے اس اجتہاد کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کا فتوی واثر ہے جو غیر مدرک بالقیاس ہونے کی وجہ سے مرفوع حدیث کے حکم میں ہے وہ اثر یہ ہے کہ نہیں ہوتا جمعہ ,تشریق ,عید الفطر اور عید قربانی مگر شہر میں۔میاں صاحب نے اس صحیح اثر کو اس بہانے سے رد کر دیا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔(ج ا ص ۵۷۸)

36 ۔ حالانکہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں بلکہ ان کے اپنے اجتہاد کے خلاف ہے سوال یہ ہے کہ میاں صاحب کو یہ آیت وحدیث سمجھ آ گئی اور حضرت علیؓ کو سمجھ نہ آئی جو انھوں نے اس کے خلاف فتوی دیدیا یقیناً حضرت علیؓ کا فتوی صحیح ہے اور میاں صاحب کا اجتہاد غلط ہے۔ناقل۔

مسائل فتاوی ثنائیہ

1۔ داڑھی کی واجب مقدار ایک مشت ہے اور زائد کا کٹوانا سنت ہے۔(فتاوی ثنائیہ ج۲ص۱۲۳, ۱۳۶ : فتاوی نذیریہ ج۳ص۳۵۹ : فتاوی ستاریہ ج۲ص۳۸)

2۔ اگر داڑھی اتنی بڑھ جائے کہ ہندو, سادھو اور سکھ وغیرہ جن کا شعار عدم اخذ ہے کے ساتھ مشابہت ہو جائے تو قبضہ سے زائد کی اصلاح واجب ہے اور ان کی موافقت خلاف سنت بلکہ بدعت ثابت ہوگی۔(ج۲ص۱۳۸)

3۔ شہداء قبور میں زندہ ہیں انبیاء مردہ ہیں۔(معاذ اللہ)(ج۱ص۱۰۷)

4۔ تعویذات جائز ہیں(ج۲ص۶۸" ۱۵۴ : ج۱ص۳۳۹)

5۔ تفسیر قرآن احادیث میں بہت کم ہے(ج۱ص۳۴۶)

6۔ مرشد بنانا مستحب ہے(ج۱ص۳۵۳)

7۔ مرزائیوں سے تعزیت کرنا۔دعوت شادی قبول کرنا۔رسمی سلام کرنا۔مسجد میں چندہ لینا جائز ہے۔(ج۱ص۳۷۵)

8۔ تین نفل جائز ہیں(ج۱ص۴۳۳)

9۔ نوکری کی خاطر دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے(ج۱ص۴۳۶" ۶۱۵)

10۔ اگر کھیل کے دوران ظہر یا عصر کا وقت آجاتا ہو تو ظہر کو عصر کے ساتھ یا عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھ لیا کریں(ج۱ص۶۳۱)

11۔ داڑھی منڈے امام کے پیچھے اقتداء جائز ہے(ج۱ص۵۳۳)

12۔ اگر امام نے فاتحہ پوری کرلی اور مقتدی کی رہتی ہے تو مقتدی پہلے امام کے ساتھ

آمین کہے بعد میں فاتحہ پوری کر لے۔(ج اص ۵۶۰)

13 ۔ جس نے فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ تراویح میں فرض کی نیت سے شامل ہو کر فرض ادا کرے۔امام اور دوسرے مقتدیوں کی تراویح ادا ہو گی اور اس آدمی کی فرض نماز ادا ہو جائے گی۔(ج اص ۶۱۶)

14 ۔ اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے۔پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے(ج اص ۶۵۴)

15 ۔ اول وقت میں تراویح پڑھ کر اخیر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔اول شب مین تہجد نہیں ہوتی۔(ج اص ۶۸۲)

16 ۔ باپ ماں بیٹی تینوں روزے دار ہیں۔افطار کیلئے کوئی چیز نہیں باپ نے بیوی سے جماع کر کے اور بیٹی کا بوسہ لیکر روزہ افطار کیا تو تینوں کا روزہ صحیح ہے البتہ اگر بیٹی کا بوسہ بد نیتی سے لیا تو سخت مجرم ہے مگر روزہ صحیح ہوگا۔(ج اص ۶۵۷)

17 ۔ نماز میں سر پر پگڑی یا ٹوپی سنت ہے۔ننگے سر نماز بے وقوفی اور ایجاد بندہ ہے (ج اص ۵۲۵‘‘۵۲۳‘‘۵۲۴)

18 ۔ گھر یا قبرستان میں قرآن خوانی برائے ایصال ثواب جائز ہے(ج ۲ص ۳۳)

19 ۔ نماز جنازہ کی دعاء عربی میں یاد نہ ہو تو اپنی زبان سے پڑھ سکتا ہے۔(ج ۲ ص ۴۵)

20 ۔ مردہ عورت محل پردہ نہیں ہے(ج ۲ص ۲۶)

21 ۔ حلال جانوروں کے پیشاب کے حلت کا عقیدہ رکھے۔(۲ص ۶۷)

22 ۔جو شخص نواب صدیق حسن خان کو گالی دے وہ امامت کا مستحق نہیں ہے(ج ۲ص ۶۹)

23 ۔ بے نماز کافر ہے۔اسکی نماز جنازہ نا جائز ہے(ج ۲ص ۶۹)

24 ۔ شریعت قرآن وحدیث کے احکام کا نام ہے۔طریقت ,حقیقت معرفت شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔(ج ۲ص ۷۱)

25 ۔ ہاروت ماروت جادوگر تھے اپنے جادو سے خاونداور بیوی میں فساد ڈلواتے دیگر اسی قسم کے بیہودہ کام کیا کرتے تھے(ج ۲ص ۷۳)

حالانکہ قرآن کریم میں ہے کہ وہ فرشتے ہیں۔ناقل۔

26 ۔ ایک مشرک وبدعتی امام نماز کے بعد ظیفہ پڑھتا ہے ولی سلطان باہو ۔اس کا عقیدہ ہے سب اولیاء زندہ ہیں سنتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔آنکھوں کا جھپکنا بھی جانتے ہیں۔اسکے باوجود اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں تو جائز ہے(ج ۲ص ۷۵,۷۶)

27 ۔ شیر کی چربی پاک ہے۔(ج ۲ص ۱۱۸)

28 ۔ داڑھی کا خط بنوانا جائز ہے۔(ج ۲ص ۱۲۳)

29۔ دانہ والی تسبیح پر تسبیح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔(ج ۲ص ۱۵۸,۱۵۹)

30 ۔ دین پر اجرت لینا دوسری اجرتوں سے بہتر ہے۔ج ۲ص ۴۲۵)

31 ۔ بیعت اصلاح مستحب ہے۔(ج ۲ص ۶۲۷,۶۲۸)

32 ۔ اصحاب رسولؐ کو سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مؤمن کہنے سے کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں۔(ج ۱ص ۱۹۰)

لیکن مقلدین ابی حنیفہ کو مشرک کہنے سے کف لسان اور قلم کو روکنا بدترین گناہ ہے۔ناقل۔

33۔ حضرت عمرؓ کے ایک مجلس میں تین طلاق والے فیصلہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں آپ اور ہم اسے کیوں مانیں,ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں,ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔(ج ۲ص ۲۵۲)

مسائل فتاوی ستاریہ

1۔ جس نے رکوع کو پالیا اس نے رکعت کو پالیا خواہ سورت فاتحہ کا ایک حرف بھی اس رکعت میں نہ پڑھا ہو (فتاوی ستاریہ ج ا ص ۵۳، ۱۷۱: ج ۴ ص ۱۱۵)

2 ۔ نماز کا تارک کافر ومشرک ہے لہذا زوجین میں سے ایک نماز کا پابند ہو دوسرا تارک تو ان کا نکاح ٹوٹ گیا ان کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں (ج ا ص ۶۱، ۱۴۲ تا ۱۴۷، ۱۶۴)

3 ۔ حلال جانوروں کا بول وبراز پاک ہے کپڑے پر لگا ہوا ہو تو اس میں نماز درست ہے (ج ا ص ۳۶)

غیر مقلدین کے دودھ، دہی، چائے وغیرہ کا کیا اعتبار۔ از ناقل۔

4 ۔ بے شک مساجد میں محراب مروجہ بنانا ناجائز اور بدعت ہے (ج ا ص ۶۳)

مسجد نبوی کے بارے میں کیا ارشاد گرامی ہے۔ ناقل۔

5 ۔ صرف ایک طرف سلام پھیرنا سنت ہے۔ (ج ا ص ۷۶)

6 ۔ بحالت امن کسی نیک صالح (اجنبی) کی ہمراہی میں مستورات حج کیلئے جائیں تو کچھ جرم نہیں (ج ا ص ۹۱)

7 ۔ حلال جانوروں کا بول وبراز بطور ادویات استعمال کرنا (یعنی کھانا پینا) جائز ہے۔ (ج ا ص ۱۰۵، ۶۳)

8 ۔ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے بھی کرسکتا ہے۔ امام بخاری نے جواز پر باب منعقد کیا ہے باب الاخذ بالیدین عدم جواز کی کوئی صریح دلیل نہیں۔ (ج ا ص ۱۱۵)

9 ۔ تین بار آمین باجہر کہنا اور یارب اغفرلی آمین کہنا سنت شرعیہ ہے۔ (ج ا ص ۱۲۲)

10 ۔ جو شخص تین دفعہ آمین کو بدعت بتلاتا ہے یا تو وہ جاہل ہے اس کو علم

حدیث کی خبر نہیں تو اس کو بتلانا چاہیئے یا عالم ہے تو وہ اللہ و رسول کا دشمن ہے کہ جس فعل کو نبی پاک ﷺ نے کیا پھر اس سے منع نہیں کی وہ اس کو بدعت بتلاتا ہے۔ ایسا شخص امید نہ رکھے کہ وہ دنیا سے ایمان لے کر جائیگا (ج ا ص ۱۴۰)

نبی ﷺ کے ایک فعل کو مسلمان ہو کر بدعت کہے بڑی دلیری کی بات ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا کرنے والے بات بھی اپنی طرف سے حدیث میں اضافہ ہے

11 ۔ قبلہ رخ پاؤں کر کے سونے والے کی نیت توہین کعبہ کی نہ ہو تو درست ہے (ج ا ص ۱۵۲)

12 ۔ کسی شخص کی ظہر یا مغرب کی نماز قضاء ہوگئی اور ادا نماز عصر یا عشاء کی جماعت شروع ہوگئی تو اس کو چاہیئے کہ اپنی فوت شدہ نماز کے ارادہ سے جماعت میں شامل ہو جائے بعدہ وقتیہ نماز پڑھ لے۔ کیونکہ عند الشرع امام و مقتدی کی نیت کا اختلاف مضر نہیں (ج ا ص ۱۷۲)

13 ۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی (قبر میں) ایسی ہے جیسی کہ حدیث میں آئی ہے چنانچہ ابن ماجہ میں ابو الدرداء سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجساد کو کھائے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام کی روح اور جسم دونوں صحیح و سالم رہتے ہیں اور بموجب حدیث رد اللہ علی روحی (اللہ تعالی مجھ پر میری روح کو لوٹا دیگا) انبیاء علیہم السلام کے جسم میں روح آجاتی ہے اگر ان کی قبر پر جا کر درود و سلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں (ج ا ص ۱۱۸۱: ج ۴ ص ۹۱, ج ۴ ص ۱۱۷: ج ۴ ص ۱۳۰، ۱۳۱)

14 ۔ شرعا گائے بھینس کا ایک حکم ہے۔ جیسے ہرن اور بکری کی قربانی جائز ہے اسی طرح گائے اور بھینس کی بھی جائز ہے۔ احادیث میں بھینس کی قربانی کی ممانعت کہیں نہیں آئی (ج ۲ ص ۱۵: ج ۳ ص ۲)

15 ۔ جو شخص بجو کا کھانا حلال نہ جانے وہ منافق بے دین ہے اس کی امامت ہرگز جائز نہیں ہے یہ قول صحیح ہے اور موافق حدیث رسول اللہ ﷺ (ج ۲ ص ۲۱)

16 ۔ شرعا مرغ کی قربانی جائز ہے (ج ۲ ص ۲۷: ج ۴ ص ۱۴۴)

17 ۔ مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی جائز ہے۔ (ج ۴ ص ۱۴۰)

لطیفہ: ایک صاحب نے غیر مقلدین کے مدرسہ میں فون کیا کہ ہمارے ہاں قربانی کی دوسو کھالیں جمع ہیں آپکے مدرسہ میں خدمت کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں آپ ٹرک بھیج دیں تھوڑی دیر بعد ٹرک آ گیا ایک مولوی صاحب اترے شکریہ ادا کیا اور اِدھر اُدھر نظر گھما کر دیکھنا شروع کیا لیکن کھالیں نظر نہ آئیں تو خود ہی پوچھ لیا جناب آپ نے کھالوں کیلئے فون کیا تھا ٹرک حاضر ہے ۔انھوں نے ایک بڑا برتن اٹھوایا جس میں انڈوں کے چھلکے جمع تھے کہا جناب آپکے مذہب میں انڈوں کی قربانی جائز ہے تو اس کے مطابق یہ بھی قربانی کی کھالیں ہیں آپ ٹرک میں رکھوالیں اور جائیں ۔غیر مقلد مولوی صاحب اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

غرباء اہل حدیث کے امام مولانا عبدالوہاب صاحب دہلوی کے مسلک میں تو اتنی وسعت ہے کہ قربانی کے دنوں میں چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر تقسیم کر دیں تو یہ بھی کافی ہے (مقاصد الامامت ومناصب الخلافت ص ۵ رسائل اہلحدیث حصہ اول)

18 ۔ خداوند تعالی بذاتہ وبنفسہ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ عرش پر مستوی ہی ہاں اس کا علم وقدرت ہر جگہ موجود ہے۔ (فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۵۶)

19 ۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ میاں ہر جگہ موجود ہے اس کا کوئی مکان نہیں یہ قول مثل بول ہے اور سراسر غلط اور باطل ہے (ج ۲ ص ۸۲)

20 ۔ اگر شیر خوار بچہ اوپر پیشاب کردے تو پانی چھڑک لیں (اور نماز پڑھ لیں) (ج ۳ ص ۵۵)

21 ۔ عورتیں مردوں کی طرح استرہ استعمال کرسکتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کورات کے وقت سفر سے (ناگہاں) گھر آنے سے منع فرمایا تاکہ اس کی عورت کنگھی کرلے اور استرہ بھی استعمال کرلیاور بخاری شریف کی حدیث کے مطابق مرد وعورت دونوں کیلئے استرے کا استعمال یکساں اسلامی فطرت ہے اس لئے جچا تلا جواب یہ ہے کہ عورت کیلئے استرے کا استعمال بلاشک جائز ہے (ج ۳ص ۷۰,۷۱)

22 ۔ ابوداود کی روایت لیجعلها بین رجلیه او لیصل فیهما سے ظاہر ہے کہ جوتیاں پاؤں کے درمیان ہوں یا ان میں نماز پڑھو اس حدیث پر کوئی عمل نہیں کرتا (ج ۳ ص ۱۵۰)

23۔ ضعیف حدیث بھی قابل عمل ہوتی ہے (ج ۴ص ۳۷)

24۔ قبروں میں مردے مسنون سلام سنتے ہیں قبر پر جاکر پڑھنے سے بغیر کسی ذریعہ کے ۔اور مردوں کی روحیں علیین وسجین میں رہتی ہیں وہیں سے قبر میں بدن سے تعلق رہتا ہے (ج ۴ص ۱۰۷)

25 ۔ نماز عمداً چھوڑی تو نہ اس کی قضاء کا حکم نہ اس کی کوئی صورت ہے وہ کافر ہوگیا اس لیے وہ توبہ کرکے نئے سرے سے مسلمان ہو (ج ۴ص ۵۴)

سوال تجدید نکاح ضروری ہے کہ نہیں؟ از ناقل۔

26 ۔ جوتے سے نماز پڑھنا سنت ہے مگر ننگے پاؤں روا ہے۔ (ج ۴ص ۱۸۳)

27 ۔ جوتوں کے بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فقط تین ارشاد ہیں (۱) اپنی بائیں جانب رکھو (۲) اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھو (۳) جوتے پہن کر نماز پڑھو (ج ۳ص ۱۵۰)
لہذا جو غیر مقلدین ان تین صورتوں کے ماسوا عمل کرتے ہیں وہ گناہ گار ہیں۔

منکرین حدیث اور منکرین فقہ کا انداز فکر ایک جیسا ہے

منکرین حدیث کے انکار حدیث کا ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ کسی آیت کا اپنے ذہن کے

مطابق ایک مفہوم سمجھتے ہیں اس اپنے سمجھے ہوئے مفہوم کا نام رکھتے ہیں قرآن ۔ پھر جو حدیث اس مفہوم کے خلاف ہو اس کو خلاف قرآن قرار دے کر رد کر دیتے ہیں گیا وہ خود خدا بن بیٹھے ان کا اخذ کردہ مفہوم قرآن ہے اور جو حدیث بھی اس کے خلاف ہو وہ خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے مردود ہے ۔ غیر مقلدین نے بعینہ یہی طریقہ اختیار کیا احادیث موقوفہ کے رد کرنے میں کہ وہ بھی کسی آیت وحدیث کا جو مفہوم سمجھتے ہیں اس کا نام رکھتے ہیں قرآن وحدیث اور کسی بڑے سے بڑے جلیل القدر صحابی کا قول ، فعل ، تقریر اس کے خلاف ہو تو اس کو محض اس وجہ سے رد کر دیتے ہیں کہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے حالانکہ وہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ اس مفہوم کے خلاف ہوتا ہے جو انھوں نے اپنی کوتاہ فہمی اور ناقص رائے سے کسی آیت وحدیث سے کشید کیا ۔ لیکن غیر مقلدین اپنے فہم کو فہم رسول سے کم نہیں سمجھتے اس لیے اس لیے ان کا سمجھا ہوا تو حدیث بن جاتا ہے اور صحابی کا قول وفعل جو اس کے خلاف ہو وہ خلاف حدیث ہونے کی وجہ سے مردود ۔ جبکہ اہل السنّت والجماعت صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال کی رہنمائی میں کتاب وسنت کی تشریح کرتے ہیں اور ان کے اقوال وافعال کو حدیث فہمی کیلئے بطور رموز وشرح استعمال کرتے ھیں جیسا کہ امام طحاوی کی حدیث کی کتاب شرح معانی الآثار اس پر شاہد عدل ہے ۔ اسی طرح اہل السنّت والجماعت خلفاء راشدین کی سنت کو سنت شرعیہ اور واجب العمل سمجھتے ہیں جبکہ غیر مقلدین خلفاء راشدین کی سنت کو سنت شرعیہ اور واجب العمل نہیں سمجھتے ۔ احادیث موقوفہ یعنی صحابہ کرامؓ کے اقوال وافعال اور تقریرات اور سنت خلفاء راشدین کے بارے میں غیر مقلدین اور اہل السنّت والجماعت کے درمیان اس اصولی وبنیادی فرق کو ملحوظ رکھ کر فتاوی ستاریہ سے احادیث موقوفہ کے بارے میں چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں :

28 ۔ قول وفعل صحابی بمقابلہ حدیث رسول ﷺ متروک العمل ہے ۔ قول وفعل صحابہ کو

جو حدیث رسول اللہ ﷺ پر مقدم کرے تاویلات رکیکہ سے وہ شخص قرآن وحدیث اور رسول اللہ ﷺ کا مخالف ہے (فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۸۵)

29 ۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف میں کسی صحابی کے قول سے حجت پکڑتا ہے اور جھگڑتا ہے وہ مخالف اللہ ورسول ہے۔ (ج ۳ ص ۸۶)

30 ۔ رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل وتقریر کے ہوتے ہوئے اس کے خلاف میں کسی صحابی کے قول وفعل وتقریر کو تلاش کرنا اور اس پر اڑنا صریح گمراہی ہے۔ (ج ۳ ص ۸۶)

فائدہ : عہد نبوت، عہد صدیقی، اور عہد فاروقی میں خطبہ جمعہ کے وقت منبر کے سامنے اذان ہوتی تھی اس کے بعد تکبیر کہی جاتی اس تکبیر کو بھی بعض روایتوں میں مجازا اذان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور پہلی اذان جس کو روایات میں اذان ثالث کہا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کے حکم سے شروع ہوئی اور فتاوی ستاریہ میں ہے صحابہ نے اس کو تسلیم کیا (فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۸۵)

لہذا اس اذان پر اس وقت موجود صحابہؓ وتابعین کا اجماع ہو گیا۔ اس کے باوجود غیر مقلدین خلیفہ راشد اور صحابہ کرامؓ کی اس اجماعی سنت کو سنت نہیں مانتے اس سلسلہ میں ان کا نظریہ ملاحظہ ہو:

31 ۔ اذان ثالث جو حضرت عثمان نے ایجاد کی تھی وہ ایک وجہ سے تھی یعنی لوگوں کی کثرت ہو گی آپ نے ان کی آگاہی کیلئے اس اذان کو ایجاد کیا باقی مسنون اذان تو وہی ہے جو بوقت خطبہ دی جاتی ہے۔ (فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۸۷)

32 ۔ زمانہ نبوت سے خلافت ثانیہ تک صرف ایک اذان تھی فی زمانا بھی اسی پر عمل ہونا چاہئے (فتاوی ستاریہ ج ۳ ص ۸۲)

حضرت عثمانؓ ودیگر صحابہ کرامؓ کی اس سنت سے غیر مقلدین کو اتنی نفرت ہے کہ

انھوں نے اس اذان کو سنت کہنے یا کسی اور خوبصورت تعبیر کی بجائے اس کو ایجاد عثمانی, اذان عثمانی, عثمانی اذان, اذان عثمانیہ کے عنوان سے فتاوی ستاریہ کے مندرجہ بالا صفحات میں تقریبا بیس دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔

33 ۔ حضرت علیؓ کا فتوی صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ جمعہ صرف اور صرف شہر میں ہی ہوسکتا ہے لیکن غیر مقلد مفتی نے **یاایھاالذین آمنو اذا نودی** اور حدیث ''جمعہ ہر مسلمان پر واجب ہے'' سے ہر جگہ جمعہ کی فرضیت کا مفہوم خود کشید کیا پھر اس مفہوم کا نام رکھا قرآن وحدیث اور چونکہ حضرت علیؓ کا مذکورہ بالا فتوی غیر مقلد مفتی کے اس اجتہادی مفہوم کے خلاف تھا تو اس نے اس کو قرآن وحدیث کے خلاف قرار دی کر رد کر دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں''اور اگر فتوی علیؓ ثابت بھی ہو تو کتاب وسنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے اور جو قول صحابی کا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہو تو وہ غیر معمول بہ ہوتا ہے۔ (فتاوی ستاریہ ج ۱ص ۱۴۰)

34 ۔ ایک مجلس کی تین طلاق والے مسئلہ میں حضرت عمرؓ اور صحابہ کرامؓ کے اجماعی فیصلے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں'' حضرت عمرؓ یا کسی اور صحابی کا قول وفعل حدیث مرفوع کے مقابلہ میں حجت شرعی نہیں ہے۔ (فتاوی ستاریہ ج ۲ص ٦٦)

35 ۔ حدیث مرفوع اور صحیح صریح بیان والی کے مقابلہ میں صحابی کا قول یا فعل حجت نہیں ہے۔ (فتاوی ستاریہ ج ۲ص ٦۵)

غیر مقلدین کا جواب

غ-- ہم ان کو نہیں مانتے۔

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س-- آپ کی یہ بات بڑی مبہم ہے اس کی ذرا وضاحت کریں۔ آپ ان اہل حدیث

علماء کو انصان نہیں مانتے ؟ مسلمان نہیں مانتے ؟ عالم نہیں مانتے ؟ سچا نہیں مانتے ؟ یا ان کتابوں کو نہیں مانتے یا ان مسائل کو نہیں مانتے ؟ یا اہل حدیث مذہب کو نہیں مانتے ؟

غ--میرا مطلب یہ ہے کہ ہم ان مسائل کو نہیں مانتے۔

سنی نوجوان کے غیر مقلدین پر دس سوالات

س--اس پر میرے دس سوالات ہیں۔

(۱) یہ کہ آپ ان مسائل کو اس لیے نہیں مانتے کہ غلط ہیں۔تو آپ اپنے اصول کے مطابق ان میں سے ہر ہر مسئلہ کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث کا ایسا صریح اور واضح ثبوت پیش کریں جس میں تمھاری اپنی رائے کا دخل نہ ہو اور نہ کسی امتی کا قول پیش کریں۔کیونکہ تمھارے نزدیک امتی کی رائے وقول کو قرآن وحدیث کے ثبوت کے بغیر مان لینا تقلید ہے اور تقلید شرک ہے لہذا اس سے آپ مشرک بن جائیں گے۔

(۲) جب آپ لوگوں میں اتنا اختلاف ہے کہ ہر غیر مقلد کی اپنی اپنی جدا تحقیق ہے آپ کے جہلاء علماء کے مسائل کو نہیں مانتے اور نہ ہی ایک عالم دوسرے عالم کے مسائل کو مانتا ہے بلکہ ان مسائل کے لکھنے والوں پر لعنت لعنت کی آواز بلند کی جاتی ہے اور آپ حضرات ان کو **واتبعوا فی ھذہ الدنیا لعنة** کا مصداق بنا دیتے ہیں تو پھر آپ لوگوں کو ائمہ مجتہدین کے باہمی اجتہادی اختلاف پر اعتراض کیوں ہے؟ خصوصا جبکہ ان کا اجتہادی اختلاف باعث اجر ورحمت ہے نہ باعث لعنت۔

(۳) جب آپ اپنے لٹریچر کو نہیں مانتے تو آپ کے علماء کتابیں لکھتے کیوں ہیں؟ چھاپتے کیوں ہیں؟ اور آپ حضرات خریدتے کیوں ہیں؟ تمھارے نتب !انے اور اہل حدیث ٹرسٹ برائے اشاعت کتب اہل حدیث کیوں قائم ہیں؟ پھر ان کتب کو علمی خدمات اور علمی کارناموں کا عنوان کیوں دیا جاتا ہے؟ مفت لٹریچر کیوں تقسیم کیا جاتا ہے؟ اپنی

لائبریریوں میں اہل حدیثوں اخبار ورسالے, کتابچے, پمفلٹ ,اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں کیوں رکھی جاتی ہیں؟ ان سب کو آگ لگا دینی چاہیئے۔اور آئندہ اہلحدیث علماء کتابیں لکھنا چھوڑ دیں۔اخبار ورسائل بند کر دیں۔ کتب خانے اور ٹرسٹ بند کر دیں۔اور بازار میں جو اہلحدیث اپنا لٹریچر تقسیم کرتا نظر آئے اس کی جوتوں سے خاطر تواضع کی جائے۔

(۴) جب ہر اہل حدیث کی اپنی جدا تحقیق ہے وہ اپنے اکابریں اور بانیان مذہب اہل حدیث کی تحقیقات کو ماننے کیلئے تیار نہیں پھر یہ بھان متی کا کنبہ ہوا ان کو جماعت اہلحدیث ,جمعیت اہلحدیث ,جماعت غرباء اہلحدیث ,جماعت امراء اہلحدیث جماعت شبان اہل حدیث,کہنا کیسے درست ہے؟

(۵) آپ بھی تسلیم کرتے ہیں جیسے فقہ حنفی ,فقہ شافعی ,فقہ مالکی ,فقہ حنبلی کے تمام مسائل غلط نہیں۔ بلکہ فقہ حنفی کے بارہ لاکھ اجتہادی مسائل میں سے غیر مقلدین حضرات نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تقریبا سو مسئلوں پر اعتراض کیا ہے۔ جنکے منہ توڑ ,دندان شکن جوابات بھی دیے جا چکے ہیں۔قدیم کتب میں سے فتح المبین۔ نصرة المقلدین۔ایضاح الادلہ۔اور مجموعہ رسائل مفتی مہدی حسن وغیرہ اور جدید تصنیفات میں مجموعہ رسائل (مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی) ملاحظہ فرمائیں۔اس کے باوجود غیر مقلدین نے فقہ حنفی کی تردید کو مقصد زندگی بنا رکھا ہے۔غیر مقلدین کی درجنوں جماعتیں اور سینکڑوں کتابیں فقہ حنفی کے رد کیلئے وجود میں آ چکی ہیں جبکہ غیر مقلدین کے مسائل تعداد کے لحاظ سے فقہ حنفی کے مسائل کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس کے باوجود سینکڑوں ایسے مسائل موجود ہیں جن کو سن کر غیر مقلدین ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔لکھنے والے علماء کو سکھ بے ایمان تک کہہ دیتے ہیں سوائے انکار کے ان کے پاس ان مسائل کا کوئی جواب نہیں ہوتا کیا ان کی تردید کیلئے اہل حدیثوں نے کوئی جماعت بنائی ہے۔ان کی تردید

میں کوئی کتاب ۔کوئی رسالہ ۔کوئی پمفلٹ شائع کیا ہے ۔اگر شائع کیا ہوتو پیش کریں ۔اگر اس کام کیلئے غیر مقلدین کیلئے کوئی جماعت بنائی ہوتو اس کا نام بتائیں ۔بصورت دیگر اتنے بڑے جرم پر پردہ داری کیوں؟

(۶) آپ لوگوں کا دعوی ہے کہ ہم صرف اور صرف قرآن وحدیث کی بات مانتے ہیں اس کے علاوہ کسی کی بات نہیں مانتے یہ مسائل جن کو تم نے سکھوں والے مسائل کہا ہے تمھارے اکابریں کی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں ۔غیر مقلدین کے دعوی کے مطابق اگر یہ قرآن وحدیث کے مسائل ہیں تو ان کا انکار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کرنا چاہیئے اگر یہ قرآن وحدیث میں نہیں تو پھر اکابر اہل حدیث قرآن وحدیث کے دعوی میں جھوٹے ہوئے ہیں یا نہیں؟

(۷) کیا آپ لوگوں نے ان مسائل کی تحقیق کی ہے ۔اگر تحقیق نہیں کی تو بلا تحقیق انکار کرنا انصاف نہیں محض ضد ہے جو صداقت ,عدالت ,امانت ,شرافت اور دیانت کے خلاف ہے اور اگر تحقیق کی ہے اور اگر آپ کی تحقیق میں یہ مسائل غلط ثابت ہوئے ہیں تو آپ قرآن وحدیث کے وہ دلائل جن سے آپ نے ان مسائل کو غلط ثابت کیا ہے ذرا ہمیں بھی بتادیں؟

(۸) آپ اپنے علماء میں سے جس عالم کو قرآن وحدیث کے دعوی میں سچا سمجھتے ہیں اس کا نام پیش کریں ہم انشاء اللہ اس کی کتابوں سے آپ کو ایسے مسائل دکھائیں گے اور اگر آپ اپنا کوئی سچا عالم بھی پیش نہیں کر سکتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے سب علماء اس دعوی میں جھوٹے ہیں ۔اور جس جماعت کے علماء جھوٹے ہوں اس کے عوام علماء سے زیادہ جھوٹے ہوں گے اور جھوٹے لوگوں کی جماعت جھوٹی تو ہو سکتی ہے سچی نہیں ہو سکتی۔

(۹) جب آپ لوگ دعوی کرتے ہیں کہ ہم صرف اور صرف اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مانتے ہیں اس کے علاوہ کوئی بات اور کوئی کتاب نہیں مانتے تو صادق سیالکٹی کی صلاۃ الرسول اور سبیل الرسول وغیرہ کو جو تم مانتے ہو اور حفظ ایمان کا ذریعہ جان کر حرز جان بناتے ہو اور ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کرتے ہو تو کیا صادق سیالکوٹی تمھارا اللہ ہے یا رسول؟ اور کیا اس میں صرف اللہ ورسول کی باتیں ہیں یا صادق صاحب کی کچھ اپنی باتیں اور اپنی تحقیقیں بھی ہیں؟

(۱۰) آپ لوگوں نے اپنے ان مسائل کے جو جوابات دیے ہیں ہمارا تجربہ ومشاہدہ ہے کہ دوسرے اہل حدیث بھی یہی جواب دیتے ہیں جبکہ آپ کے اکابر علماء اہل حدیث نے ان تمام کتب کو اہل حدیث کی علمی خدمت اور علمی کارنامہ قرار دے کر اس پر فخر کیا ہے۔ چنانچہ ابو یحیی امام خاں نوشہری کی کتاب ''ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات'' میں ان تمام کتب کا اندراج ہے اور اس کتاب کا تعارف یوں کرایا گیا ہے کہ یہ مقالہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی طرف سے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی پچاس سالہ جوبلی پر بتاریخ ۲۹ مارچ ۱۹۳۷ء پڑھایا گیا۔ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۹ طبع لاہور)۔ کتنے اہم اور عظیم موقع پر ان کتب کو عظیم علمی خدمت وکارنامے کے طور پر پیش کیا گیا لیکن آپ کے اصاغر علماء وعوام کی طرف سے ان کتب میں درج مسائل کے جوابات کے مطابق فرقہ اہل حدیث کے اکابر علماء کرام اور ان کے اصاغر علماء وعوام کے متضاد خیالات کا نقشہ یوں بن جاتا ہے۔

اکابر علماء اہل حدیث کا نعرہ	اصاغر علماء وعوام کا جواب
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	لعنت، لعنت
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	سکھ، سکھ بے ایمان، بے ایمان
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	آگ لگادو، آگ لگادو

ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ہم نہیں مانتے, ہم نہیں مانتے
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات لعنتی مسائل, لعنتی مسائل
ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات سکھوں کے مسائل, بے ایمانوں کے مسائل

کیا آپ لوگوں کے جوابات کے مطابق یہی صورت بنتی ہے یا کچھ اور؟ اور کیا آپکو یہ صورت پسند ہے؟ اگر یہ صورت پسند نہیں تو یہ جواب نہ دیں بلکہ ان مسائل کی ذمہ داری قبول کریں اور ان پر قرآن وحدیث کے صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں اور جو مسائل ان میں غلط ہیں ان کے غلط ہونے پر ثبوت پیش کریں۔

غیر مقلدین کی طرف سے جواب

غ: ہم صادق سیالکوٹی صاحب کو نہ خدا مانتے ہیں نہ رسول مانتے ہیں بلکہ اس کی جو بات سچی ہوتی ہے وہ قبول کرتے ہیں جو غلط ہوتی ہے اس کو رد کر دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے عام اہل حدیث ان کتابوں میں سچ وجھوٹ اور صحیح وغلط میں فرق کر ہی نہیں سکتے دوسری بات یہ ہے کہ میں تو بار بار آپ سے یہی کہہ رہا ہوں کہ ان مذکورہ مسائل میں سے جو صحیح ہیں ان کے صحیح ہونے پر اور جو غلط ہیں ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کریں۔ اور اگر آپ بغیر قرآن وحدیث کے ثبوت کے ان کو غلط کہیں گے تو اس سے آپ کے قرآن وحدیث والے دعوے کا جھٹا ہونا لازم آتا ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے ایک اور جواب

غ: یہ مسئلے قرآن وحدیث میں ہیں ہی نہیں تو ہم ان پر قرآن وحدیث سے ثبوت کیسے پیش کریں؟

غیر مقلدین کے جواب پر سنی نوجوان کا تبصرہ

س: نمبر ۱ :اس سے پتہ چلا کہ آپ کے اکابرین قرآن وحدیث کے دعوے میں جھوٹے تھے کہ وہ دعوی کرتے قرآن وحدیث کا اور مسئلے ایسے لکھتے جو نہ قرآن میں ہوتے نہ حدیث میں۔

نمبر ۲ : اسی طرح آپ کی اس بات سے آپ لوگوں کا یہ دعوی بھی غلط ہو گیا کہ دین نبی ﷺ کی زندگی میں مکمل ہو گیا تھا اور ہر مسئلہ قرآن وحدیث میں آ گیا تھا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی مسئلہ پیش آئے اور قرآن وحدیث میں نہ ہو اب آپ خود کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلے نہ قرآن میں ہیں نہ حدیث میں ہیں۔

نمبر ۳ : اسی طرح آپ کے اس اقرار کے بعد اگر حنفی یہ کہیں کہ بہت سارے مسائل غیر منصوصہ تھے یعنی وہ قرآن وحدیث میں صراحتا نہیں آئے تھے لیکن فقہاء نے ان کو اپنے اجتہاد سے حل کیا اس پر آپ کا یہ اعتراض غلط ہو گا کہ پھر تو دین ناقص ہوا کیونکہ آپ نے خود اعتراف کر لیا کہ آپ کے اکابرین کے تحریر کردہ مسائل قرآن وحدیث میں نہیں ہیں۔

نمبر ۴ : جب یہ مسائل قرآن وحدیث میں نہیں تو لکھ دیں کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں اور اگر یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو وہ آیات واحادیث لکھ دیں یہ مسائل جن کے خلاف ہیں۔

سنی نوجوان کا مطالبہ

ایک بار پھر میں آپکو دعوت دیتا ہوں کہ آپ اپنے ان مسائل کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر پرکھیں جو ان میں صحیح ہوں ان کے صحیح ہونے پر اور جو غلط ہوں ان کے غلط ہونے پر قرآن وحدیث سے ثبوت پیش کر کے اپنے اکابرین کو،اپنے مذہب کو اپنے دعوے و

نعرے کو اور اپنے آپ کو سچا کر دکھائیں ورنہ مولانا روم کی نصیحت مان لیں۔

لطیفہ

مولنا روم نے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ایک گودنے والے سے کہا کہ میری پیٹھ پر شیر کی تصویر بنا دو تا کہ کمر میں قوت رہے۔ وہ تصویر بنانے بیٹھا اور سوئی چبھوئی اس نے ایک آہ کی اور پوچھا کیا بناتے ہو؟ اس نے کہا دم بناتا ہوں۔ آپ بولے دم نہ بناؤ یہ کوئی مکھیاں تھوڑی اڑائے گی۔ اس نے دم چھوڑ کر دوسری طرف سوئی چبھوئی، پھر آہ کی اور پوچھا اب کیا کرتے ہو اس نے کہا سر بناتا ہوں۔ آپ نے کہا کہ یہ کوئی دیکھے گا تھوڑا ہی۔ ایسا ہی رہنے دو پھر اس نے پیٹ بنانا چاہا تو آپ کہتے ہیں کہ کوئی کھائے گا تھوڑا ہی، غرض جس عضو کو بناتا آپ یہی کہتے کہ اس کو کیوں بناتے ہو؟ اس پر بنانے والے نے سوئی پھینک دی اور کہا۔

شیر بے گوش و سر و شکم کہ دید
ایں چنیں شیر خدا ہم نا فرید

ترجمہ: شیر بغیر کان، سر، پیٹ کے کس نے دیکھا ہے۔ ایسا شیر تو خدا نے بھی نہیں بنایا میں کیا بناؤں گا آگے مولانا فرماتے ہیں۔

چوں نداری طاقت سوزن زدن
از چنیں شیر زیاں بس دم مزن

ترجمہ: یعنی اگر تمھارے اندر اتنی بھی طاقت نہیں کہ سوئی برداشت کر سکو تو شیر کی صورت کا نام بھی مت لو۔

جب تم اپنے مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کرسکتے تو آئندہ قرآن وحدیث کا نہ دعوی کیا کرو نہ اہل حدیث کے دو اصول ۔فرمان خدا فرمان رسول ۔کا نعرہ لگایا کرو اور نہ ہی اپنے آپ کو اہلحدیث کہلوا یا کرو۔

منصف مزاج غیر مقلد کا فیصلہ

غ: منصف مزاج غیر مقلد نے کہا مجھے آج تو اس بات کا یقین ہو گیا ہے کہ غیر مقلدین علماء نے قرآن وحدیث کے دعوی کے باوجود اپنی کتابوں میں سینکڑوں مسائل غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف درج کیے ہیں۔دوسرے یہ کہ انھوں نے ان مسائل خبیثہ ,غلیظہ کو فقہ النبی ,فقہ محمدی ,کہہ کر نبی پاک ﷺ کی توہین کی ہے۔تیسرے یہ کہ وہ قرآن وحدیث کے نام پر لکھے ہوئے اپنے مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کرسکتے۔چوتھے یہ کہ سوائے رفع یدین ,فاتحہ ,آمین کے دین کے باقی مسائل بلکہ نیت ,تکبیر تحریمہ سے سلام تک مکمل نماز کے مسائل بھی قرآن وحدیث سے نہ ثابت کرسکتے ہیں اور نہ بتا سکتے ہیں۔

س : قطع کلامی معاف ,ان تین مسئلوں میں بھی جو اصل ان کا دعوی ہے اس کے مطابق ایک بھی دلیل پیش نہیں کرسکتے کیونکہ ان تین مسئلوں میں اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ حنفی رفع یدین ,قراءت خلف الامام اور آمین باجہر کے ترک کے قائل ہیں جبکہ غیر مقلدین کا دعوی یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ زندگی کے اخیر تک ہمیشہ رفع یدین کرتے رہے۔اسی طرح قراءت خلف الامام اور آمین بالجہر بھی نبی پاک ﷺ کی زندگی کے اخیر تک ہمیشہ جاری رہی تو غیر مقلدین کو چاہیئے کہ وہ رفع یدین ,قراءت خلف الامام اور آمین باجہر کے دوام پر قرآن وحدیث سے صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں جس میں کسی

امتی کی رائے وقول کا دخل نہ ہو۔لیکن غیر مقلدین کے پاس ان تین چیزوں کے دوام پر اورآخری عمل ہونے پر ایک بھی صحیح صریح دلیل نہیں ہے۔

غ: منصف مزاج غیر مقلد نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے اس قسم کا ایک واقعہ میرے سامنے ہوا ہے۔ایک مرتبہ حنفی عالم کو ایک غیر مقلد عالم نے ان تین مسئلوں پر مناظرے کا چیلنج کیا حنفی عالم نے چیلنج قبول کرتے ہوئے غیر مقلد عالم کے پاس تحریر بھیجی کہ مجھے آپ کا چیلنج قبول ہے ۔موضوع مناظرہ مندرجہ ذیل تین مسئلے ہوں گے (۱)دوام رفع الیدین (۲)دوام قراءت خلف الامام (۳)دوام آمین بالجہر ۔باقی شرائط بعد میں طے کی جائیں گی۔ یہ تحریر دیکھتے ہی غیر مقلد مناظر حواس باختہ ہو گیا اور مناظرے سے فرار کے بہانے کرنے لگا ۔لیکن اس وقت ہمیں ان کی یہ بات سمجھ میں نہ آئی تھی ۔اب سمجھ میں آئی ہے ۔آج غیر مقلدین کے ڈھول کا پول کھل جانے کے بعد میں اس مذہب سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں اور اپنے باقی دوستوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ حقیقت شناس بن کر غیر مقلدین کے قرآن وحدیث والے جھوٹے دعوے ونعرے سے دھوکہ نہ کھائیں۔

’’ہاتھی کے دانت کھانے کے اور، دکھانے کے اور‘‘

ضروری نوٹ ملاحظہ کیجئے

زید ایک مکان پر قابض ہے کوئی دوسرا شخص زید پر دعوی کردے کہ وہ اس مکان پر ناجائز قابض ہے اور مقابلہ میں زید بھی اس پر ناجائز قابض ہونے کا دعوی کردے تو اس سے زید کی ملکیت ثابت نہیں ہوگی ۔اسی طرح ہمارا دعوی ہے کہ غیر مقلدین قرآن وحدیث

کے نعرے پر ناجائز قابض ہیں اور اس دعویٰ میں انتہائی جھوٹے ہیں کیونکہ کتب غیر مقلدین میں تحریر کردہ ان کے سینکڑوں مسائل قرآن اور حدیث سے ثابت نہیں ہوتے۔ اندریں صورت اگر کوئی غیر مقلد جوابی طور پر فقہ حنفی کے مسائل میں خیانت کر کے یا جہالت کا ثبوت دے کر کچھ مسائل لکھ دے تو اس سے ان کا قرآن و حدیث کے دعویٰ میں سچا ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا۔ سچے ہونے کی صورت یہ ہے کہ رسالہ ہذا میں تحریر کردہ غیر مقلدین کے مسائل اگر صحیح ہیں تو ان کے صحیح ہونے پر اور اگر غلط ہیں تو ان کے غلط ہونے پر قرآن و حدیث سے صحیح اور صریح ثبوت پیش کریں۔:۔ دیدہ باید۔

تمت بالخیر